فہم حیا و پاکدامنی

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب
استاذ: جامعۃ معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)
فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فہم حیا و پاکدامنی

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب

استاذ: جامعہ معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

◄ کتاب کا نام : فہم حیا و پاکدامنی
◄ مرتب : مفتی منیر احمد صاحب
◄ طباعت اول : رجب المرجب 1443ھ/ فروری 2022ء
◄ ناشر : المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
◄ ای میل : admin@almuneer.pk
◄ ویب سائٹ : almuneer.pk
◄ فیس بک : AlMuneerOfficial
◄ یوٹیوب : Al Muneer Markaz Taleem-O-Tarbiyat Foundation

ملنے کا پتہ

جامعہ معہد العلوم الاسلامیہ
متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی
فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	باب:1 حیا کی اہمیت وفضیلت	
1	❑اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی قدر وقیمت انسان کی باطنی (اندرونی) خوبیوں سے ہے	10
2	● تقویٰ بہترین لباس ہے۔	10
3	● اللہ تعالیٰ دلوں کی خوبیوں کو دیکھتے ہیں	10
4	● VIP شخصیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں	11
5	● کمزور شخصیت لیکن احد پہاڑ سے زیادہ وزنی	11
6	● کمزور شخصیت لیکن اللہ کے ہاں بڑا مقام	11
7	● کمزور شخصیت لیکن ساری دنیا والوں سے زیادہ قیمتی	12
8	●صرف ظاہر دیکھ کر کسی کو آئیڈیل نہیں بنانا چاہیے	12
9	●ظاہری ٹیپ ٹاپ والوں پر خدا کی پکڑ آتی ہے	13
10	❑ انسانی خوبیوں میں بڑی خوبی حیا ہے	14
11	(1)حیا، فطری صفت، کردار سازی کی بنیاد، اخلاقی خوبیوں کی جڑ ہے	14
12	(2)حیا شریفانہ کاموں پر آمادہ کرنے والی ہے۔	14
13	(3)حیا ہر چیز کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔	14
14	(4)حیا انسانوں کے سب سے پہلے ماں باپ کی میراث ہے، یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے،	14
15	(5)حیا اللہ تعالیٰ، انبیاء، صحابہ، صحابیات، نیک مردوں اور عورتوں کی خصوصی صفات میں سے ہے	15
16	(6)حیا دین اسلام کا امتیازی اخلاقی وصف ہے۔	17
17	(7) حیا شجر ایمان کی خاص شاخ یا ثمرہ ہے۔ ایمان کا لازمی تقاضہ ہے۔	17
18	(8)حیا وایمان ہمیشہ کے ساتھی ہیں (لازم وملزوم ہے)	18

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
19	(9)حیا میں نفع ہی نفع ہے، نقصان نہیں	18
20	(10)حیا تمام برائیوں کے لیے بریک ہے۔	19
21	(11)حیا مصیبتوں کے لیے ڈھال ہے	19
	باب:2 بے حیائی کے نقصانات	
22	❑ بے حیائی تمام برائیوں کی جڑ ہے	22
23	(1)جب تم میں شرم وحیا نہ ہو تو پھر جو چاہو کرو۔	22
24	(2)اللہ تعالیٰ بے حیائی کو پسند نہیں کرتے	22
25	(3)ایمان والا بے حیا نہیں ہوتا	22
26	(4)جن لوگوں کی دلی پسند بے حیائی کی ترویج ہوتی ہے ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے	23
27	(5) بے حیائی قوموں کو قلبی، ذہنی سکون، تخلیقی صلاحیتوں سے محروم کر دیتی ہے	23
28	(6)بے حیائی جسمانی قوتوں کو برباد کر دیتی ہے	23
29	❑ بدکاری کے نقصانات، انجام	24
30	(1)بدکاری سے طاعون، وبائی امراض پھیلتے ہیں	24
31	(2)بدکاری سے اموات کی کثرت ہوتی ہے	25
32	(3)بدکاری وبے حیائی سے قحط سالی آتی ہے	25
33	(4)بدکاری اور یمان جمع نہیں ہوسکتے	25
34	(5) بدکار لوگ بے لباس آگ کے تندور میں ہوں گے	25
35	❑ زنا زنا میں فرق ہوتا ہے	26
36	(1) پڑوسی کی بیوی کے ساتھ	26
37	(2)مجاہد کی بیوی کے ساتھ	26
38	(3)بوڑھے شخص کا زنا	27

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
39	(4)شادی شدہ کا زنا	27
40	❏بدکاری کی اقسام	28
41	(1)خیال اور تصو کا زنا	28
42	(2)آنکھوں کا زنا	28
43	(3)کانوں کا زنا	29
44	(4)زبان کا زنا	29
45	(5)ہاتھوں کا زنا	25
46	(6)پاؤں کا زنا	30
47	(7)ہم جنس پرستی	30
48	(8)بیوی کے ساتھ غیر فطری طریقے سے خواہش پوری کرنا	32
	باب:3 حیا اور بے حیائی کی حقیقت	
	باب:4 بے حیائی کے اسباب اور حیا کے تقاضے	
50	بے حیائی کا پہلا سبب: نکاح میں تاخیر، نکاح کو مشکل بنا دینا	38
51	● جنسی خواہش انسانی فطرت، نکاح اس کا جائز ذریعہ ہے	38
52	● نکاح میں تاخیر، رکاوٹیں بے حیائی کا سبب ہیں	39
53	❏ حیا کا تقاضہ: نکاح کیجیے اور نکاح میں جلدی کیجیے، سادگی سے کیجیے	39
54	● بے نکاحی زندگی نہ گزاریں	39
55	● نکاح نہ کرنے کے غلط اعذار	41
56	● نکاح اور رخصتی میں جلدی کیجیے، تاخیر نہ کیجیے	41
57	(1)ہمیں نکاح جلدی کرنے کا حکم ہے	41
58	(2)نکاح میں تاخیر کی وجہ سے ماں باپ گناہ گار ہوں گے	41
59	(3)معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہوگا	42
60	● نکاح میں تاخیر کے اعذار	42
61	● نکاح سادگی سے کیجیے	45
62	● نکاح میں غیر ضروری رسم ورواج	49
63	بے حیائی کا دوسرا سبب: مردوں عورتوں کا اختلاط	50
64	● آزادانہ اختلاط بے حیائی، بدکاری اور اس کی تباہ کاریوں کا کیسے سبب بنتا ہے؟	50
65	❏حیا کا تقاضہ: مردوں،عورتوں کے آزادانہ اختلاط سے بچا جائے	53
66	● کہیں بھی اختلاط نہ ہو	53
67	● آزادانہ اختلاط کی کسی شریعت میں اجازت نہ تھی	54
68	● اسلام میں بھی اختلاط کی ممانعت ہے	55
69	●راستوں میں بھی اختلاط کی اجازت نہیں	55
70	●عبادات میں بھی اختلاط کی اجازت نہیں	56
71	1)پنج وقتہ نمازوں، جمعہ،عیدین کے لیے مسجد آنا	56
72	2)طواف، مناسک حج میں ختلاط کی ممانعت	60
73	3)جنازہ اور قبرستان میں اختلاط کی ممانعت	61
74	4)قبر میں اختلاط کی ممانعت	63
75	❏شرعی حدود اور ضابطوں کی رعایت کے ساتھ بوقت ضرورت اجازت ہے	63
76	(1)مخلوط تعلیم گاہوں میں پڑھنے کا حکم	63
77	(2)مشترکہ خاندانی نظام میں پردہ کا حکم	64
78	(3)مخلوط نظام معیشت میں ملازمت کا حکم	65

المرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبرشار	عنوانات	صفحہ نمبر
79	(4) مردوں کا عورتوں سے، عورتوں کا مردوں سے علاج معالجہ	65
80	❑ مخلوط تقریبات کا سیلاب	65
81	بے حیائی کا تیسرا سبب: دیوث پنا، بے غیرتی	70
82	● دیوث پنا کسے کہتے ہیں	70
83	● دیوث پنے کا انجام	70
84	❑ حیا کا تقاضہ: غیرت، حمیت	71
85	● حضور ﷺ اور صحابہ کے غیرت کے واقعات	71
86	(1) کسی کے گھر میں جھانکنے پر غیرت	71
87	(2) اجنبی کے گھر میں دخل ہونے پر غیرت	72
88	(3) بے ہودہ بات پر غیرت	73
89	(4) بیوی کے اجنبی مردوں کو دیکھنے پر غیرت	73
90	(5) بیوی کے اجنبی مرد کے ساتھ اختلاط پر غیرت	74
91	(6) بیٹی کے گھر سے باہر جانے پر غیرت	75
92	بے حیائی کا چوتھا سبب: حسن کی نمائش	78
93	● حسن کی نمائش کا بڑھتا ہوا جذبہ اور اس کا انجام	78
94	❑ حیاء کا تقاضہ: عورتیں حسن کو چھپائیں	79
95	پہلا کام: دل میں اداؤں میں حسن کی نمائش کا جذبہ نہ ہو	79
96	دوسرا کام: بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں	85
97	امریکی رسالے ٹائم کی ایک خاتون کا مفتی محمد تقی عثانی صاحب حفظہ اللہ سے انٹرویو	91
98	عورت کا دائرہ عمل اور گورباچوف کا نظریہ	92
99	تیسرا کام: بوقت ضرورت درج ذیل شرعی حدود کی رعایت کر کے گھر سے نکلے	93
100	پہلی شرط: فتنہ کا اندیشہ نہ ہو	93

نمبرشار	عنوانات	صفحہ نمبر
101	دوسری شرط: مردوں سے اختلاط نہ ہو، خلوت نہ ہو بلاضرورت بات چیت نہ ہو	95
102	تیسری شرط: بے پردگی نہ ہو	96
103	پہلی قسم کا پردہ: ستر پوشی ہو	96
104	1 جسم کو، ستر کو چھپانا انسانی فطرت کا تقاضہ ہے	96
105	2. انسانیت کی تکریم، معاشرہ اور سوسائٹی کو اخلاقی بگاڑ سے بچانے کے لیے لباس ستر پوشی کا حکم ہے	97
106	3. جسم کی نمائش جاہلیت قدیم کا طور وطریقہ ہے	97
107	4. جاہلیت کے مقابلے میں اسلام نے جسم کو چھپانے کا حکم ہے	98
108	5. باریک کپڑا پہننے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا	98
109	6. باریک کپڑا پہننا حضرات صحابیات کو بھی ناپسندیدہ تھا	99
110	7. باریک کپڑا پہننے والیوں کو قیامت کے دن لباس نہیں ملے گا	100
111	8. باریک کپڑا پہننے والی عورتیں جنت سے محروم ہوں گی	100
112	9. ضرورت کے وقت بقدر ضرورت گنجائش ہے	101
113	دوسری قسم کا پردہ: محارم سے پردہ ہو	104
114	کون محرم ہے کون نہیں؟	105
114	تیسری قسم کا پردہ: عبادات میں پردہ ہو	106
115	چوتھی قسم کا پردہ: اجنبیوں سے پردہ	107
116	● پردہ اور حجاب کے فوائد	115
117	(1) پردے کا حکم ایمان والیوں، شریف زادیوں کے لیے ہے ایری غیری خواتین کے لیے نہیں ہے	115
118	(2) پردہ عورت کے لیے حفاظتی قلعہ ہے	115

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
119	(3) پردہ حفاظتی ڈھال ہے	116
120	(4) پردہ عورت کا زیور ہے	116
121	(5) پردہ سے باحیا معاشرہ تشکیل پاتا ہے	116
122	(6) پردہ اہل کفر کے خلاف خواتین کے حق میں جہاد ہے	116
123	● بے پردگی اور بے حجابی کے نقصانات	119
124	(1) عورت تفریح کا سامان بن جاتی ہے	119
125	(2) بے حیائی اگلی نسلوں میں سفر کرے گی	119
126	(3) خاندانی نظام منتشر ہو جاتا ہے	119
127	پردہ اور آج کی مسلمان عورت	119
128	● پردے سے متعلق غلط فہمیاں اور اُن کا ازالہ	121
129	(1) کیا پردہ دل کا ہوتا ہے؟	121
130	(2) کیا پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے؟	121
131	(3) کیا پردے کی وجہ سے عورت کی قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے؟	121
132	(4) کیا پردے میں فتنہ نہیں ہوتا؟	122
133	(5) پردہ میں گرمی لگتی ہے	122
134	چوتھی شرط: کوئی ایسی بات/کام نہ ہو جو مردوں کے میلان کا باعث ہو	122
135	پانچویں شرط: ضرورت سے زیادہ گھر سے باہر ٹھہرنا نہ ہو	123
136	چھٹی شرط: سفر شرعی میں بغیر شوہر یا محرم کے نہ نکلے	124
137	ساتویں شرط: اگر عورت شادی شدہ ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر نہ نکلے	126
138	بے حیائی کا پانچواں سبب: خلوت و تنہائی	128
139	❑ حیا کا تقاضہ: نامحرم کے ساتھ خلوت نہ ہو	130

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
140	بے حیائی کا چھٹا سبب: نامحرم سے بات چیت	133
141	❑ حیاء کا تقاضہ: نامحرم سے بات چیت	134
142	بے حیائی کا ساتواں سبب: بدنظری	140
143	● بدنظری سے بدکاری کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے	140
144	● بدنظری بدکاری کا سب سے بڑا محرک ہے	140
145	● بدنظری بے خیالات کا سبب ہے	140
146	● بدنظری بے سکونی کا سبب ہے	141
147	● بدنظری آنکھوں کا زنا ہے	141
148	● بعض احکام میں بدنظری زنا کے برابر ہے	141
149	● بدنظری کرنے والا ملعون ہے	142
150	❑ حیاء کا تقاضہ: نظر اور خیالات کی حفاظت	143
151	(1) بلا ضرورت مرد اجنبی عورتوں کو عورتیں اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں	143
152	(2) بلا ضرورت اپنا ستر دیکھنا ناپسندیدہ، مکروہ ہے	144
153	(3) عضو کو جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد دیکھنا ناجائز ہے	144
154	(4) جس طرح زندہ نامحرم کو دیکھنا منع ہے اسی طرح مُردہ کو بھی منع ہے۔	144
155	(5) ضرورت کے وقت بھی بقدر ضرورت دیکھنے کی گنجائش ہے	144
156	(6) جہاں بدنظری کے امکانات ہو وہاں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو	148
157	(7) اگر کسی عورت پر غیر ارادی طور پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالی جائے اور دوبارہ نظر نہ ڈالی جائے	150
158	(8) نامحرم عورت پر نظر پڑ جانے سے دل میں گندہ جذبہ پیدا ہو جائے تو بیوی کے پاس جانا چاہیے	151

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
159	بے حیائی کا آٹھواں سبب: موبائل کا غلط استعمال	152
160	❑ حیاء کا تقاضہ: موبائل کا غلط استعمال نہ ہو	152
	باب:5 بے حیائی کا انسداد، تجاویز	
161	(1) فرد کی اصلاح کا نظم	154
162	(2) گھر/ خاندان کی اصلاح کا نظم	156
163	1) قوّام بنیں	156
164	2) عملی نمونہ بنیں	156
165	3) دعوت دیں	156
166	4) نہی عن المنکر کریں	156
167	5) بچوں کو جنسی بے رواہ روی اور جنسی درندگی سے ایسے بچائیں	156
168	پہلی بات: بچوں سے تعلق بنائیں	156
169	(1) بے جا سختی سے بچیں	156
170	(2) آپس کے جھگڑے سے بچیں	157
171	(2) وقت دیں، توجہ دیں	157
172	(3) اہمیت دیں	157
173	دوسری بات: جسمانی فاصلہ کی عادت ڈالیں	158
174	تیسری بات: بچوں پر نگاہ رکھیں اور ان کی نگاہوں کو برائی سے محفوظ رکھیں	159
175	چوتھی بات: بچوں کو تنہا اور فروغ نہ چھوڑیں	160
176	پانچویں بات: بچوں کو جسمانی اور ایمانی لحاظ سے مضبوط بنائیں	161
177	6) جن بچیوں کی شادی ہونی ہے ان کو حساس مسائل (حرمت مُصاہرت) میں آگاہی دیں	161
178	(3) علاقہ/ محلہ کی اصلاح کا نظم	162
179	(4) ارباب اختیار کی ذمہ داریاں	162

بسم الله الرحمن الرحيم

فہم حیاو پاکدامنی

باب:1 حیا کی اہمیت وفضیلت

باب:2 بے حیائی کے نقصانات

باب:3 حیااور بے حیائی کی حقیقت

باب:4 بے حیائی کے اسباب اور حیا کے تقاضے

باب:5 بے حیائی کا انسداد، تجاویز

باب:1

حیا کی اہمیت وفضیلت

❑ اللہ تعالیٰ کے یہاں انسان کی قدر وقیمت ظاہری ٹیپ ٹاپ خوبیوں سے نہیں انسان کی باطنی (اندرونی) خوبیوں سے ہے

- تقویٰ بہترین لباس ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۔(اعراف/26)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ اور تقویٰ کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں۔

یعنی باطن کو خوبیوں صفات سے آراستہ کرنا یہ باطن کا لباس ہے، اس کا نام لباس تقویٰ ہے۔ یہ لباس انسان کو دنیا وآخرت میں خوبصورت بناتا ہے، انسانی شخصیت کو جیسی خوبصورتی اس لباس تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے ایسی خوبصورتی کسی قیمتی سے قیمتی عمدہ سے عمدہ لباس سے بھی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ لہٰذا صرف لباس ظاہری کی فکر میں نہیں رہنا چاہیے۔ لباس تقویٰ پہننا چاہیے۔ لباس قیمتی ہو یا سستا کردار کو نہیں چھپا سکتا، اپنے کردار کو اچھا کرو ہر لباس میں اچھے لگو گے۔

- اللہ تعالیٰ دلوں کی خوبیوں کو دیکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَ اعمالکم ۔(مسلم 6543,جامع الاصول:4731)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نہیں دیکھتا، لیکن وہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

- **VIP شخصیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں**

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، وَقَالَ: اقْرَءُوا، {فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا}۔

(بخاری، رقم:4729، جامع الاصول، رقم:712)

بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم (VIP) شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (کہف:105) قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے۔

- **کمزور شخصیت لیکن احد پہاڑ سے زیادہ وزنی**

ایک اور روایت میں حضرت علیؓ سے روایت ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ ابْنَ مَسْعُودٍ فَصَعِدَ عَلَى شَجَرَةٍ أَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ مِنْهَا بِشَيْءٍ، فَنَظَرَ أَصْحَابُهُ إِلَى سَاقِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ حِينَ صَعِدَ الشَّجَرَةَ، فَضَحِكُوا مِنْ حُمُوشَةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا تَضْحَكُونَ؟ لَرِجْلُ عَبْدِ اللّٰهِ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أُحُدٍ۔ (مسند احمد، رقم:920)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کو حکم دیا کہ وہ درخت پر چڑھ کر وہاں سے کوئی چیز اتار لائیں، وہ درخت پر چڑھے، جب صحابہ کرام نے ان کے درخت پر چڑھتے ہوئے ان کی پتلی پتلی کمزور پنڈلیوں کو دیکھا تو وہ ہنسنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں ہنستے ہو؟ قیامت کے دن عبداللہ کی ٹانگ ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگی۔

- **کمزور شخصیت لیکن اللہ کے ہاں بڑا مقام**

حدیث میں آتا ہے:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔ (بخاری، رقم:4918)

میں تمہیں جنتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں۔ وہ دیکھنے میں کمزور ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضرور پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں ہر بدخو، بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔

- **کمزور شخصیت لیکن ساری دنیا والوں سے زیادہ قیمتی**

مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟ قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ، قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا؟ قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا۔ (بخاری، رقم: 5091)

ایک صاحب (جو مالدار تھے) رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہ سے پوچھا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کیا جائے، اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو غور سے سنی جائے۔ سہل نے بیان کہ نبی کریم ﷺ اس پر چپ ہو رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے، جو مسلمانوں کے غریب اور محتاج لوگوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے، اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پہلے جیسوں سے دنیا بھر جائے یہ اکیلا ان سب سے بہتر ہوگا۔

- **صرف ظاہر دیکھ کر کسی کو آئیڈیل نہیں بنانا چاہیے**

ایک حدیث میں آتا ہے:

كَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ۔ -قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمَصُّ إِصْبَعَهُ- ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هَذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَهَذِهِ الْأَمَةُ يَقُولُونَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ

(بخاری، رقم: 3436)

نبی اسرائیل کی ایک عورت تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش (VIP) گزرا۔ اس عورت نے دعا کی: اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا نہ بنادے لیکن بچہ

(اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بتلاتے وقت) پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا (اللہ کے یہاں بے قیمت تھا) اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ (وہ پاکدامن مظلوم اللہ کے یہاں مقبول بندی تھی)

- **ظاہری ٹیپ ٹاپ، اترانے والوں پر خدا کی پکڑ آتی ہے**

ایک اور روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ، يَمْشِي فِي بُرْدَيْهِ قَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَخَسَفَ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (مسلم، رقم:2088)

ایک شخص اپنے بالوں اور اپنی چادروں پر اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اچانک اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

- معاشرے کے ترازوں میں کردار کے پلڑے کا ہلکا اور دولت، ظاہری ٹیپ ٹاپ کے پلڑے کا بھاری ہونا بدترین زوال کی علامت ہے۔
- آدمی کو مرنے تک زندہ رہنا چاہیے اور اس کے کردار کو مرنے کے بعد بھی۔
- اچھا انسان وہ ہے جس کو ثابت کرنا پڑے کہ میں اچھا ہوں بلکہ اس کا کردار اس کے اچھے ہونے کی خود گواہی دے۔
- بعض لوگ اتنے غریب ہوتے ہیں کہ ان کے پاس سوائے پیسوں کے اور کچھ نہیں ہوتا
- ایک سلسلہ گفتگو میں حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے فرمایا: اہل کمال کو زیب و زینت کی ضرورت نہیں ہوتی ان کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ ایسی فضولیات کی طرف متوجہ ہوں، میں تو جب کسی کو زیب و زینت کا اہتمام کرتا دیکھتا ہوں، سمجھ جاتا ہوں کہ یہ شخص کمال سے خالی ہے اور حصول کمال کی طرف متوجہ نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت:2/306)
- بعض لوگوں کے بارے میں لوگ یوں تبصرہ کرتے ہیں کہ گاڑی تو دو کروڑ کی تھی مگر بندہ دو کوڑی کا بھی نہیں تھا۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ انسانی خوبیوں میں بڑی خوبی حیا ہے

(1) حیا،فطری صفت، کردار سازی کی بنیاد، اخلاقی خوبیوں کی جڑ ہے۔

شرم وحیا ایک ایسی اہم فطری اور بنیادی صفت ہے جس کو انسان کی سیرت اور کردار سازی میں بہت زیادہ دخل ہے، اس صفت کے ذریعے انسان کی بہت ساری اخلاقی خوبیوں کی پرورش ہوتی ہے، یہ بہت سی خوبیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔

(سیرت النبیؐ شبلی 6/197،معارف الحدیث:2/182)

(2) حیا شریفانہ کاموں پر آمادہ کرنے والی ہے۔

یہ انسان کو اچھے اور شریفانہ کاموں کے لیے آمادہ کرتی ہے۔مثلاً سوالی اور درخواست کرنے والوں کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا اسی صفت کا خاصہ ہے۔آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مروت اور چشم پوشی اسی کا اثر ہے، اسی وجہ سے انسان مہمان کا اکرام کرتا ہے، وعدہ کو پورا کرتا ہے، امانت کو ادا کرتا ہے،لوگوں کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔

(سیرت النبیؐ شبلی 6/197،معارف الحدیث:2/182)

(3) حیا ہر چیز کو خوبصورت بنا دیتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا كَانَ الفُحشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ۔ (ترمذی رقم:1974)

جس چیز میں بھی بدگوئی شامل ہوجاتی ہے وہ اس کو عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں بھی حیا شامل ہوجاتی ہے وہ اس کو شاندار خوبصورت بنا دیتی ہے۔

(4) حیا انسانوں کے سب سے پہلے ماں باپ کی میراث ہے، یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے، اس سے بے زاری انسانیت سے بے زاری ہے۔

جب حضرت آدم وحوا نے جنت کے اس درخت کا پھل کھالیا جس کی ان کو ممانعت کی گئی تھی تو ان کے جسم کے کپڑے اتر گئے اور ان دونوں کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے پر کھل گئیں پھر جیسے ہی ان کے کپڑے اترے تو وہ دونوں جنت کے کچھ پتے جوڑ جوڑ کر اپنے بدن پر چپکانے لگے۔(القرآن،سورۃ اعراف:22)

یہ دونوں میاں بیوی تھے پھر بھی ایک دوسرے کے سامنے بے لباس ہونا گوارا نہیں کیا۔معلوم ہوا کہ شرم وحیا انسانوں کے سب سے پہلے ماں باپ کی میراث ہے اور عریانی سے حفاظت انسان کی فطرت میں داخل ہے، کبھی کوئی ہوش منداور ذی شعور انسان بے لباس گھومتا پھرتا نظر نہیں آئیگا اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ مغربی معاشرے میں بے حیائی عام ہونے کے

باوجود مرد وزن جسم کے ضروری حصوں کو فطرتاً ڈھانپنا پسند کرتے ہیں۔لہذا حیا سے بےزاری انسانیت سے بےزاری ہے۔ آج کی مذہب بےزار تہذیب نے آزادی کے نام پر انسان کو فطرت سے بےزار کر کے جانوروں کی سطح پر زندگی گذارنے پر مجبور کر دیا ہے۔جانوروں میں جنس اور رشتوں کی تمیز نہیں ہوتی۔جانور لباس نہیں پہنتے۔اگر انسان بھی مادر پدر آزاد ہو کر یہیں روش اختیار کرے تو یہ ترقی ہے یا تنزلی......؟اس کا فیصلہ ہر وہ شخص باآسانی کر سکتا ہے جس کی فطرت مسخ نہ ہوئی ہو۔

(بتغییر تحفۃ المسلمین از عاشق الٰہی: کتاب اصلاح المعاشرۃ:-1067 آسان ترجمۂ قرآن)

(5) حیا اللہ تعالیٰ، انبیاء، صحابہ، صحابیات، نیک مردوں اور عورتوں کی خصوصی صفات میں سے ہے۔

- **اللہ تعالیٰ کی حیا:**

سب سے زیادہ حیا والے اللہ تعالیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کی حیا ان کی شان کے مناسب ہے، جب کوئی بندہ اپنے ہاتھ پھیلا کر اللہ سے مانگتا ہے تو اسی حیا کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرماتے ہیں۔(ابوداؤد:1490،ابن ماجہ:3865) بوڑھے مسلمان کو عذاب دینے سے اللہ کو حیا آتی ہے۔(المقصد العلی من زوائد ابی یعلی الموصلی:1769) جب بندے حیا وشرم کی وجہ سے گناہ چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی ان کو عذاب دینے سے شرم آتی ہے۔(بخاری:66,474،مسلم:5676)

- **انبیاء علیہم السلام کی حیا:**

انبیاء کی طرز زندگی میں چار چیزیں (بہت نمایاں نظر آتی) ہیں:

(1) شرم وحیا کرنا۔ (2) خوشبو لگانا۔ (3) مسواک کرنا۔ (4) نکاح کرنا۔(ترمذی:1080)

انبیاء سابقین سے جو باتیں نقل ہوتی چلی آتی ہیں ان میں سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جب تم میں شرم وحیا نہ ہو تو پھر جو چاہے کرو۔(بخاری،رقم:3484)

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام نے شرم وحیا والی زندگی کو اختیار کیا اور یہ کہ شرم وحیا اتنی اہم چیز ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو اس کی تعلیم دیتے آئے ہیں اور یہ کہ جو قومیں اللہ کے بعض پیغمبروں سے اپنا رشتہ جوڑنے کی دعویدار ہیں اور ساتھ ہی بےشرم اور بےحیا بھی ہیں وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹی ہیں اور اپنے کفر وشرک اور بےحیائی کے باعث ان انبیاء کرامؑ کے لیے باعث عار ہیں جن سے اپنی نسبت قائم کرتی ہیں،کوئی بےشرم وبےحیا کسی بھی نبی کے راستہ پر نہیں ہو سکتا۔

(تحفۂ خواتین: کتاب الحجاب واحکامہ،ص711)

- **حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیا:**

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد سراپا حیا ہی حیا تھی۔

ایک مرتبہ بچپن میں خانۂ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور آپ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے تو آپ کے چچا حضرت عباس نے آپ

سے کہا کہ اپنی تہبند کھول کر اپنے کندھے پر رکھ لو تا کہ اینٹ کی رگڑ نہ لگے، آپ ﷺ نے جوں ہی ایسا کیا آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، ہوش آیا تو زبان مبارک پر یہ جملہ تھا، میری تہبند میری تہبند۔ (بخاری:1582)

نبوت کے بعد آپ کا یہ حال تھا کہ صحابہ کہتے تھے: حضور تو پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے ہیں۔

(بخاری:6119,3562،مسلم:2340)

بسا اوقات اسی شرم وحیا کی وجہ سے آپ ﷺ اپنے حق کا کھل کر مطالبہ بھی نہیں کر پاتے تھے حتیٰ کہ بعض مرتبہ اس کی وجہ سے آپ کو کافی تکلیف اٹھانا پڑتی یہ برداشت کر لیتے مگر شرم کی زیادتی کی وجہ سے اپنے حق کا مطالبہ نہ کر پاتے۔ (احزاب: 53، بخاری: 4793، طبقات ابن سعد: 8/ 23,22، مجمع الزوائد: 15349) اور اگر کبھی کسی سے سوال کی نوبت پیش آتی (جو کہ اپنی ضرورت کے لیے نہیں ہوتا مسلمانوں کی ضرورت ہی کے لیے ہوتا) تو شرم کے مارے چہرہ سرخ ہو جاتا۔ (ابوداؤد:3067)

آپ ﷺ کثرت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نگاہ نہیں جماتے تھے یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کرتے تھے۔ (شرح شمائل ترمذی، باب ماجاء فی حیاۂ ﷺ 219)

کسی کی کوئی بات آپ کو ناگوار اور ناپسند ہوتی تو شرم وحیا کی وجہ سے آپ ﷺ منہ پر نہیں ٹوکتے تھے۔

(بخاری:4793، ابوداؤد:4184، مسند احمد:12367)

کسی کے بارے میں کوئی غلطی سامنے آتی اور اصلاح کے لیے ٹوکنا بھی پڑتا تو نام لے کر نہیں ٹوکتے بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، رقم:4788)

وظیفۂ زوجیت کے وقت بھی ازواج مطہرات میں سے کسی کو آپ کی ستر کی جگہ دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی اور نہ حضورؐ خود دیکھتے۔ (جمع الرسائل فی شرح الشمائل:2/ 173، ابن ماجہ، رقم:662، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، فرج:10) بلکہ اس موقع پر سر کو ڈھانک لیتے، گھر والوں کو بھی سکون اور وقار کی تلقین کرتے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، باب حیاۂ ﷺ)

آپ ﷺ حجروں کے پیچھے جا کر غسل فرماتے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل:2/173)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی حیا:

بعض صحابہؓ پر شرم وحیاء کا اس قدر غلبہ تھا کہ بیت الخلا میں تقاضہ کے وقت اور اسی طرح وظیفۂ زوجیت کے وقت اپنا سر کپڑوں سے ڈھانپ لیتے۔ (بخاری، رقم:4681) اور بعضوں کا حال یہ تھا، حدیث میں آتا ہے گھر میں ہوتے اور دروازہ بند بھی ہوتا لیکن پھر بھی غسل کے لیے اپنے کپڑے اتارنا مشکل ہو جاتا اور غسل کے بعد جب تک وہ کپڑے سے ستر نہ چھپا لیتے کمر سیدھی نہ کر سکتے یعنی سیدھے کھڑے نہ ہوتے۔ (مسند احمد: رقم 543) اور حضرت عثمانؓ تو اتنے باحیا تھے کہ فرشتے بھی ان سے حیا کرتے تھے۔ (مسلم: 2401) حضرت عثمان شدت حیاء کی وجہ سے کبھی شلوار اتار کر نہیں نہاتے حالانکہ بند غسل خانہ

میں نہاتے تھے۔ (تاریخ امت مسلمہ: 1/ 592) اور حضرت عثمان بن مظعون ؓ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں ہے کہ میری بیوی میرے ستر کو دیکھے۔ (ابن سعد 3/ 287، شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی تحت الحدیث: رقم 662)

(6) حیا دین اسلام کا امتیازی اخلاقی وصف ہے۔

حضرت زید بن طلحہ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَإِنَّ خُلُقَ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔ (ابن ماجه: 4182)

ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔

ہر دین اور ہر شریعت میں اخلاقِ انسانی کے کسی خاص پہلو پر نسبتاً زیادہ زور دیا جاتا ہے اور انسانی زندگی میں اسی کو نمایاں اور غالب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیسٰی کی تعلیم اور شریعت میں رحم دلی اور عفو و درگزر پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، اسی طرح اسلامی تعلیمات میں حیا و شرم پر خاص زور دیا گیا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا کو قرار دیا گیا ہے۔ اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح اجتماعی سطح پر اسلام کا کیچ ورڈ ''عدل'' ہے، اسی طرح انفرادی سطح پر ایک مسلمان کا نمایاں ترین وصف ''حیا'' ہے۔ (بتغییر معارف الحدیث: 2/183)

(7) حیا شجر ایمان کی خاص شاخ یا ثمرہ ہے۔ ایمان کا لازمی تقاضہ ہے۔

انصاری صحابہ میں سے کوئی صاحب تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے شرم وحیا کا وصف خاص طور سے عطا فرمایا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے معاملات میں نرم ہوں گے، سخت گیری کے ساتھ لوگوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہ کرتے ہوں گے اور بہت سے موقعوں پر اسی شرم وحیا کی وجہ سے کھل کر باتیں بھی نہ کر پاتے ہوں گے جیسا کہ اہل حیا کا عموماً حال ہوتا ہے اور ان کے کوئی بھائی تھے جو ان کی اس حالت اور روش کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دن یہ بھائی اپنے حیا والے بھائی کو اس پر ملامت کر رہے تھے کہ تم اس قدر شرم وحیا کیوں کرتے ہو، اسی حالت میں حضور ﷺ کا ان دونوں بھائیوں پر گزر ہوا اور آپ ﷺ نے ان کی باتیں سن کر ملامت اور نصیحت کرنے والے بھائی سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کو ان کے حال پر چھوڑ دو ان کا یہ حال تو بڑا مبارک حال ہے، شرم وحیا تو ایمان کی ایک شاخ یا ایمان کا پھل ہے اگر اس کی وجہ سے دنیا کے مفادات کچھ فوت بھی ہوتے ہوں تو آخرت کے درجے بے انتہا بڑھتے ہیں۔

(بخاری: 24,6118، معارف الحدیث: 2/183، ترمذی: 964)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ.

(مسند احمد: ، ترمذی: 2009، ابن ماجہ رقم 4184، معارف الحدیث: 2/184)

حیا ایمان کی ایک شاخ ہے (یا ایمان کا ثمرہ ہے) اور ایمان کا مقام جنت ہے اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدی دوزخ میں لے جانیوالے ہے۔

(8) حیا و ایمان ہمیشہ کے ساتھی ہیں (لازم و ملزوم ہے) ایک جاتا ہے تو دوسرا بھی نہیں ٹھہرتا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَيَاءُ وَالْإِيمَانُ قُرِنَا جَمِيعًا، فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ.

(بیہقی فی شعب الایمان، معارف الحدیث 2/184، مستدرک حاکم: 73/1)

حیا اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ اور اکٹھے ہی رہتے ہیں، جب ان دونوں میں سے کوئی ایک اٹھالیا تو دوسرا بھی اٹھ جائے گا۔

الغرض کسی شخص یا جماعت میں حیا اور ایمان یا تو دونوں ہوں گے یا دونوں میں سے ایک بھی نہ ہوگا۔ یعنی حیا اور ایمان میں ایک خاص نسبت اور رشتہ ہے، یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اور ان دونوں میں آپس میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ اگر کسی آدمی یا قوم میں سے ان دونوں میں سے ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جائے گا الغرض کسی شخص یا جماعت میں حیا اور ایمان یا تو دونوں ہوں گے یا دونوں میں سے ایک بھی نہ ہوگا۔ (معارف الحدیث: 2/184)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بالکل برحق ہے تجربہ اس کی گواہی دے رہا ہے جو لوگ بے حیائی، بے پردگی کو رواج دینے کی کوشش میں ہیں اور اپنی بہو بیٹیوں کو غیروں کی طرح بے حیا اور بے شرم بنا چکے ہیں اور ان کے عریاں لباس سے اپنے نفسوں کو تسکین دینے کے راستے نکال چکے ہیں ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور حیا و شرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر یورپ کی تقلید کا مزاج اور بے حیائی و بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ ان کو اسلام سے ہٹاتی جارہی ہے۔

(تحفۂ خواتین: کتاب الحجاب واحکامہ، ص 711)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ.

(مسند احمد، رقم: 22312)

حیا اور کم گوئی ایمان کے دو حصے ہیں اور بے ہودہ اور بری باتیں نفاق کے دو حصے ہیں۔

(9) حیا میں نفع ہی نفع ہے، نقصان نہیں

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ۔ (بخاری، رقم: 6117، صحیح مسلم، معارف الحدیث: 2/185)

حیا صرف خیر ہی لاتی ہے۔

بعض اوقات سرسری نظر میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ شرم وحیا کی وجہ سے آدمی کو کبھی کبھی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اسی شبہ کا ازالہ فرمایا ہے، اور آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ شرم وحیا کے نتیجہ میں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا، بلکہ ہمیشہ نفع ہی ہوتا ہے حتیٰ کہ جن مواقع پر ایک عام آدمی کو عامیانہ نقطۂ نظر سے نقصان کا شبہ ہوتا ہے وہاں بھی اگر ایمانی اور اسلامی وسیع نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بجائے نقصان کے نفع ہی نفع نظر آئے گا۔

یہاں بعض لوگوں کو ایک اور بھی شبہ ہوتا ہے اور وہ شبہ یہ کہ شرم وحیا کی زیادتی بعض اوقات دینی فرائض ادا کرنے سے بھی رکاوٹ بن جاتی ہے، مثلاً جس آدمی میں شرم وحیا کا مادہ زیادہ ہو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فرائض ادا کرنے، اور اللہ کے بندوں کو نصیحت کرنے اور مجرموں کو سزا دینے جیسے اعلیٰ دینی کاموں میں بھی ڈھیلا اور کمزور ہوتا ہے۔ لیکن یہ شبہ دراصل ایک مغالطہ پر مبنی ہے، انسان کی طبیعت کی جو کیفیت اس قسم کے کاموں کے انجام دینے میں رکاوٹ بنتی ہے وہ دراصل حیا نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس آدمی کی ایک فطری اور طبعی کمزوری ہوتی ہے، لوگ ناواقفی سے اس میں اور حیا میں فرق نہیں کر پاتے۔ (معارف الحدیث: 185/2)

(10) حیا تمام برائیوں کے لیے بریک ہے۔

دین میں حیا کی وہی حیثیت ہے جو حیثیت گاڑی میں بریک کی ہوتی ہے چنانچہ یہ صفت انسان کو بہت سارے بُرے کاموں اور بُری باتوں سے روک دیتی ہے۔ فواحش اور منکرات نفسانی خواہشات سے انسان کو بچالیتی ہے اور محافظ بن جاتی ہے۔ عفت اور پاک بازی کا دامن اسی کی بدولت ہر داغ سے پاک رہتا ہے۔ گندے لطیفے، بے ہودہ اور فحش مذاق، گالم گلوچ سے روک دیتی ہے۔ بڑوں سے بدتمیزی، بدزبانی، بدکلامی سے بچاتی ہے۔

(سیرۃ النبی: 197/6، معارف الحدیث: 182/2، مفتاح دار السعادۃ)

(11) حیا مصیبتوں کے لیے ڈھال ہے

ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ علیہا السلام ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور سارہ علیہا السلام کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ سارہ علیہا السلام کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بہن ہو۔ اس لیے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ

بڑھانا چاہا لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لیے دعا کرو، میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ علیہا السلام نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو، یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) سارہ علیہ السلام کے لیے اس نے ہاجرہ علیہا السلام کو خدمت کے لیے دیا۔ جب سارہ آئیں تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ علیہا السلام کو خدمت کے لیے دیا۔ (بخاری، رقم: 3358)

ایک روایت میں آتا ہے:

تم سے پہلے کسی امت کے تین شخص (ایک ساتھ سفر پر) نکلے۔ (چلتے چلتے رات ہوگئی) رات گزارنے کے لیے وہ ایک غار میں داخل ہوگئے۔ اسی دوران پہاڑ سے ایک چٹان گری جس نے غار کے منہ کو بند کر دیا۔ (یہ دیکھ کر) انہوں نے کہا کہ اس چٹان سے نجات کی یہی صورت ہے کہ سب کے سب اپنے اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں (چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے عمل کے واسطے سے دعائیں کیں) ان میں سے ایک نے کہا: یا اللہ! (آپ جانتے ہیں کہ) میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے۔ میں اہل وعیال اور غلاموں کو ان سے پہلے دودھ نہیں پلاتا تھا۔ ایک دن میں ایک چیز کی تلاش میں دور نکل گیا، جب واپس لوٹ کر آیا تو والدین سو چکے تھے۔ (پھر بھی) میں نے ان کے لیے شام کا دودھ دوہا (اور اسے پیالے میں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا) تو دیکھا کہ وہ (اس وقت بھی) سو رہے ہیں۔ میں نے ان کو جگانا پسند نہیں کیا اور ان سے پہلے اہل وعیال یا غلاموں کو دودھ پلانا بھی گوارا نہ کیا۔ میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے ان کے سرہانے کھڑا ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور وہ بیدار ہوئے (تو میں نے انہیں دودھ دیا) اس وقت انہوں نے اپنے شام کے حصے کا دودھ پیا۔ یا اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف آپ کی خوشنودی کے لیے کیا تھا تو ہم اس چٹان کی وجہ سے جس مصیبت میں پھنس گئے ہیں اس سے ہمیں نجات عطا فرما دیں۔ اس دعا کے نتیجہ میں وہ چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن باہر نکلنا ممکن نہ ہوا۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دوسرے شخص نے دعا کی یا اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے (ایک مرتبہ) اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ قحط سالی نے اسے (میرے پاس) آنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے اسے اس شرط پر ایک سو بیس دینار دیے کہ وہ تنہائی میں مجھ سے ملے۔ وہ آمادہ ہوگئی یہاں تک کہ جب میں اس پر قابو پا چکا (اور قریب تھا کہ میں اپنی نفسانی خواہش پوری کروں) تو اس نے کہا کہ میں تمہارے

لیے اس بات کو حلال نہیں سمجھتی کہ تم اس مہر کو ناحق توڑو (یہ سن کر) میں اپنے برے ارادے سے باز آ گیا اور میں اس سے دور ہو گیا حالانکہ مجھے اس سے بہت زیادہ محبت تھی اور میں نے وہ سونے کے دینا ربھی چھوڑ دیے جو اسے دیے تھے۔ یااللہ! اگر میں نے یہ کام آپ کی رضا کے لیے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور فرما دیں چنانچہ وہ چٹان کچھ اور سرک گئی لیکن (پھر بھی) نکلنا ممکن نہ ہوا۔

تیسرے نے دعا کی یااللہ! کچھ مزدوروں کو میں نے مزدوری پر رکھا تھا، سب کو میں نے مزدوری دے دی صرف ایک مزدور اپنی مزدوری لیے بغیر چلا گیا تھا۔ میں نے اس کی مزدوری کی رقم کو کاروبار میں لگا دیا یہاں تک کہ مال میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ ایک دن آیا اور کہا: اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے، میں نے کہا یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تمہیں نظر آ رہے ہیں یہ تمہاری مزدوری ہے یعنی تمہاری مزدوری کو کاروبار میں لگا کر یہ منافع حاصل ہوئے ہیں۔ اس نے کہا: اللہ کے بندے! مذاق نہ کر، میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا، (حقیقت بیان کر رہا ہوں) چنانچہ (میری وضاحت کے بعد) وہ سارا مال لے گیا، کچھ نہ چھوڑا۔ یااللہ! اگر میں نے یہ کام صرف آپ کی رضا کی خاطر کیا تھا تو یہ مصیبت جس میں ہم پھنسے ہوئے ہیں دور فرما دیں۔ چنانچہ وہ چٹان بالکل سرک گئی (اور غار کا منہ کھل گیا) اور سب باہر نکل آئے۔

(جامع الاصول:7822، مشکوۃ، رقم:4938، بخاری، اجارہ، باب من استاجر اجیر أفترک اجرۂ، رقم:2272)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص حیاء کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اور اللہ کا حکم سمجھ کر نافرمانی اور بے حیائی کے کام سے اپنے آپ کو روکتا ہے تو یہ عمل مستقبل کی بڑی بڑی تکلیفوں کے لیے ڈھال بن جاتا ہے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب:2

بے حیائی کے نقصانات

❑ بے حیائی تمام برائیوں کی جڑ ہے

(1) قدیم ترین مقولہ ہے: جب تم میں شرم وحیا نہ ہوتو پھر جو چاہو کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ، إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ۔

(بخاری، رقم:3484، ابن ماجہ، رقم:4183)

اگلی نبوت کی باتوں میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے اس میں ایک یہ مقولہ بھی ہے کہ ''جب تم میں شرم وحیا نہ ہوتو پھر جو چاہو کرو''۔

انبیائے سابقین کی پوری تعلیمات اگرچہ محفوظ نہیں رہیں، لیکن اُن کی کچھ سچی پکی باتیں ضربُ المثل کی طرح ایسی مقبول عام اور مشہور عام ہوگئیں کہ سیکڑوں ہزاروں برس گذرنے پر بھی وہ محفوظ اور زبان زد خلائق رہیں، اُنہیں میں سے ایک تعلیم یہ بھی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک بطورِ ضرب المثل لوگوں کی زبان پر چڑھی ہوئی تھی ''اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ'' جس کو فارسی میں کہا جاتا ہے ''بے حیا باش وہر چہ خواہی کُن''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں تصدیق فرمائی کہ یہ حکیمانہ اور ناصحانہ مقولہ اگلی نبوت کی تعلیمات میں سے ہے۔ (معارف الحدیث:185/2)

(2) اللہ تعالیٰ بے حیائی کو پسند نہیں کرتے

ایک روایت میں ہے:

وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا التَّفَحُّشَ۔ (مسند احمد، رقم:6487)

بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی (بے حیائی) کو پسند نہیں کرتا۔

(3) ایمان والا بے حیا نہیں ہوتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيْءِ۔ (ترمذی، رقم:1977)

مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیااور بدزبان نہیں ہوتا ہے۔

(4) جن لوگوں کی دلی پسند بے حیائی کی ترویج ہوتی ہے ان کے لیے دنیاوآخرت میں دردناک عذاب ہے

قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (نور:19، تفسیر کبیر)

یادرکھو کہ جولوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیااور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(5) بے حیائی قوموں کو قلبی، ذہنی سکون، تخلیقی صلاحیتوں سے محروم کردیتی ہے

بے حیائی کا گھن مغربی قوموں کی قوتِ حیات کو کھا گیا جس قوم کو یہ گھن لگ جائے پھر وہ قوم بچتی نہیں یہ ان تمام ذہنی اور جسمانی قوتوں کو کھا جاتا ہے جو قدرت نے انسانوں کو زندگی اور اس کی ترقی کے لیے عطا کی ہیں، ظاہر ہے کہ جو لوگ ہر طرف سے شیطانی محرکات میں گھرے ہوئے ہیں، جن کے جذبات کو ہر آن ایک نئی تحریک اور ایک نئے اشتعال سے سابقہ پڑے، جن پر ایک سخت ہیجان انگیز ماحول پوری طرح چھا گیا ہو، جن کے خون کو عریاں تصویریں، فحش لٹریچر، ولولہ انگیز گانے، برانگیختہ کرنے والے ناچ، عشق ومحبت کی فلمیں، دل چھیننے والے زندہ مناظر اور صنفِ مقابل سے ہر وقت کی مڈبھیڑ کے مواقع، ایک جوش کی حالت میں رکھتے ہوں، وہ کہاں سے وہ امن، وہ سکون اور وہ اطمینان لا سکتے ہیں جو تعمیری اور تخلیقی کاموں کے لیے ضروری ہے۔یہی نہیں بلکہ ایسے ہیجانات کے درمیان انھیں، اور خصوصا ان کی جوان نسلوں کو وہ ٹھنڈی اور پر سکون فضا میسر ہی کہاں آسکتی ہے جو ان کی ذہنی اور اخلاقی قوتوں کو نشوونما کے لیے ناگزیر ہے۔

ہوش سنبھالتے ہی تو بہیمی خواہشات کا دیو انہیں دبوچ لیتا ہے اس کے چنگل میں پھنس کر وہ پنپ کیسے سکتے ہیں؟ (پردہ:32)

(6) بے حیائی جسمانی قوتوں کو بربادی کردیتی ہے

- شہوانی خیالات، ہیجانی جذبات جب کسی پر مسلط ہوجائیں اور بے حیائی کی راہوں پر وہ چل پڑے تو پھر انسان کے اعصاب کمزور قوت برداشت ختم ہوجاتی ہے انسان آتشک، سوزاک جیسی طرح طرح کی موذی مہلک جنسی بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے۔
- ایک بڑے ڈاکٹر کا قول ہے کہ ''ایک دفعہ کا سوزاک ہمیشہ کے لیے سوزاک ہے'' اس سے جگر، مثانہ، فوطے وغیرہ اعضا بھی بسا اوقات متاثر ہوجاتے ہیں، گنٹھیاں اور بعض دوسرے امراض کا بھی یہ سبب بن جاتا ہے، اس سے مستقل بانجھ پن پیدا ہوجانے کا بھی امکان ہوتا ہے اور یہ دوسروں کی طرف متعدی بھی ہوتا ہے۔رہا آتشک تو کسے معلوم نہیں کہ اس سے پورا نظامِ

جسمانی مسموم ہوجاتا ہے، سر سے پاؤں تک کوئی عضو بلکہ جسم کا کوئی جزو ایسا نہیں جس میں اس کا زہر سرایت نہ کرجاتا ہو۔ یہ نہ صرف خود مریض کی جسمانی قوتوں کو ضائع کرتا ہے بلکہ ایسے شخص سے نہ معلوم کتنے اشخاص تک مختلف ذرائع سے پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کی بدولت مریض کی اولاد اور اولاد کی اولاد تک بے قصور سزا بھگتی ہے، بچوں کا اندھا، گونگا، بہرا، مجنون پیدا ہونا لطف کی ان چند گھڑیوں کا معمولی ثمرہ ہے جنھیں ظالم باپ نے اپنی زندگی میں متاع عزیز سمجھا تھا۔ (پردہ:135)

- جنسی بیماریوں کے ماہرین کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اس طرح کی خطرناک بیماریوں میں مسلسل حیران کن اضافہ ہو رہا ہے۔
- امریکہ کی قریب قریب 90 فیصد آبادی ان امراض سے متاثر ہے، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے سرکاری دواخانوں میں اوسطاً ہر سال آتشک کے دو لاکھ اور سوزاک کے ایک لاکھ 60 ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ 65 دواخانے صرف انہیں امراض کے لیے مخصوص ہیں، مگر سرکاری دواخانوں سے زیادہ پرائیوٹ ڈاکٹروں کی طرف رجوع ہوتا ہے جن کے پاس آتشک کے 61 فیصد اور سوزاک کے 69 فیصد مریض جاتے ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا:23/45)

تیس اور چالیس ہزار کے درمیاں بچوں کی اموات صرف موروثی آتشک کی بدولت ہوتی ہیں، دق کے سوا باقی تمام امراض سے جتنی موتیں واقع ہوتی ہیں ان سب سے زیادہ تعداد ان اموات کی ہے جو صرف آتشک کی بدولت ہوتی ہیں۔ سوزاک کے ماہرین کا کم از تخمینہ ہے کہ 60 فیصد جوان اشخاص اس مرض میں مبتلا ہیں، جن میں شادی شدہ بھی ہیں اور غیر شادی شدہ بھی۔ امراض نسواں کے ماہرین کا متفقہ بیان ہے کہ 75 فیصد خواتین ایسی ہیں جن میں سوزاک کا اثر پایا جاتا ہے۔ (پردہ:92)

❑ بدکاری کے نقصانات، انجام

(1) بدکاری سے طاعون اور وبائی مہلک امراض پھیلتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا۔ (سنن ابن ماجہ، رقم:4019)

اے جماعت مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو۔ اول یہ کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ ہونے لگے تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھیں۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہورہی ہے۔آج عالم انسانیت میں نئی سے نئی بیماریاں سامنے آرہی ہیں، ان میں سے بہت سی بیماریاں تو ایسی ہیں جن کا پہلے تو نہ کوئی تصور تھا اور نہ ہی ان کا نام کہیں سنا گیا تھا اور بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ پہلے اگر کہیں اکا دکا کسی کو ہوتی تھیں تو ایک انہونے عجوبے کی طرح شور مچ جاتا تھا، لیکن آج وہی بیماریاں بستی بستی پھیل گئی ہیں اور ان میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد روز افزوں بڑھتی ہی جارہی ہے۔ان تمام ہی بیماریوں کو مذکورہ بالا حدیث نبوی کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ عالم انسانیت میں جس رفتار سے فحاشی وعریانی بڑھتی جارہی ہے، اسی رفتار سے ان بیماریوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے۔(ماہنامہ الفاروق کراچی، جمادی الثانیہ 1438ھ)

(2) بدکاری سے اموات کی کثرت ہوتی ہے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَلاَ فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلاَّ كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ.

(موطا امام مالك، الجهاد، ماجاء في الغلول، رقم:1670)

جب کسی قوم میں زنا عام طور سے ہونے لگے تو اس میں اموات کی کثرت ہوجاتی ہے۔

(3) بدکاری و بے حیائی سے قحط سالی آتی ہے

ایک حدیث میں آتا ہے:

مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّشَا إِلَّا أُخِذُوا بِالرُّعْبِ۔(مشکوۃ، رقم:3582)

جب کسی قوم میں زنا کی کثرت ہوجاتی ہے اس کو قحط سالی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور جس قوم میں رشوت کی وبا عام ہوجاتی ہے اس پر رعب (وخوف) مسلط کردیا جاتا ہے۔

(4) بدکاری اور ایمان جمع نہیں ہوسکتے

ایک حدیث میں آتا ہے:

لاَ يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔(بخاری، رقم:2475)

زنا کرنے والا زنا نہیں کرتا ہے وہ ایمان کے حالت میں نہیں ہوتا۔

(5) بدکار لوگ بے لباس آگ کے تندور میں ہوں گے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں بدکار مرد وعورتوں کی سزا دکھائی گی:

فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ - قَالَ: فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ - فَإِذَا فِيهِ

لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ " قَالَ: »فَاطَّلَعْنَا فِيهِ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا « قَالَ: " قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَؤُلَاءِ؟......وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ العُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي۔ (مشکوۃ،رقم:4621،بخاری،رقم:7047)

حضور ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا دو آدمی مجھے لیکر چلدیئے، چلتے چلتے جب ہم آگے بڑھے تو تنور کی طرح ایک گڑھے تک پہنچے کہ اس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نچلا چوڑا تھا اس کے نیچے آگ روشن تھی جب آگ کی لپٹ اوپر آتی تو وہ لوگ (جو اس کے اندر تھے) اوپر آنے کے قریب ہو جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو دوبارہ پھر اس میں لوٹ جاتے اور اس میں مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں فرشتوں نے بتایا کہ (وہ جو تندور کے اندر ننگے مرد و عورت جل رہے تھے) جسکو آپ نے دیکھا تھا وہ زنا کار مرد و عورت تھے۔

❑ زنا زنا میں فرق ہوتا ہے

(1) پڑوسی کی بیوی کے ساتھ

ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْإِثْمِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ مَاذَا؟، قَالَ: ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ۔

(مسند احمد،رقم:4411، بخاری، رقم:4477، سنن ابی داود، رقم:2310،الموسوعة الفقهية الكويتية،زنا،فقرة:6)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے پوچھا کہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا حالانکہ وہی تیرا خالق ہے میں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا (یعنی ایک تو زنا بذات خود گناہ ہے اس پر پڑوسی کے حق پر ڈاکہ ڈالنا دوسرا گناہ ہے)

(2) مجاہد کی بیوی کے ساتھ

ایک حدیث میں آتا ہے:

حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ

الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُونُهُ فِيهِمْ، إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ، فَمَا ظَنُّكُمْ؟ (مسلم، رقم:1897)

مجاہدین کی عورتوں کی حرمت وعزت گھروں میں رہنے والوں کے لیے ایسی ہے جیسے ان کی ماؤں کی عزت ہے کوئی آدمی گھر میں رہنے والوں میں سے ایسا نہیں جو مجاہدین کے کسی آدمی کے گھر میں اس کے بعد نگرانی کرنے والا ہو پھر ان میں خیانت کا مرتکب ہو کہ اسے قیامت کے دن کھڑا نہ کیا جائے پھر وہ مجاہد اس کے اعمال میں سے جو چاہے گا لے لے گا اب تمہارا کیا خیال ہے (کہ اس ضرورت کے موقع پر وہ کوئی نیکی چھوڑ دے گا)۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ طلب علم کے لیے مدارس جانے والے یا دعوت کے کام کے لیے جانے والے بھی مجاہدین کے زمرے میں داخل ہیں۔

(3) بوڑھے شخص کا زنا

ایک حدیث میں آتا ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ - قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ - وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ۔

(مسلم، رقم:172)

تین قسم کے آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریں، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کریں، اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے، ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ایک بوڑھا زانی، دوسرے جھوٹ بولنے والا بادشاہ اور تیسرا تکبر کرنے والا فقیر۔

(4) شادی شدہ کا زنا

قرآن کریم میں ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔(نور:2)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگائے، اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر ترس کھانے کا کوئی جذبہ تم پر غالب نہ آئے۔ اور یہ بھی چاہیے کہ مومنوں کا ایک مجمع ان کی سزا کو کھلی آنکھوں دیکھے۔

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے ارشاد اور اپنے عمل سے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اگر زنا کا ارتکاب کسی غیر

شادی شدہ مرد یا عورت نے کیا ہو تب تو یہی سزا دی جائے گی، اور اگر اس جرم کا ارتکاب شادی شدہ مرد یا عورت نے کیا ہو، تو اس کی سزا اسے اور بھی زیادہ سخت ہے اس کی سزا رجم یعنی سنگساری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شادی شدہ مرد و عورت کا زنا کرنا غیر شادی شدہ کے مقابلے میں بہت سخت اور بڑا گناہ ہے۔

☐ بدکاری کی اقسام

(1) خیال اور تصو کا زنا

ایک حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ۔

(بخاری، رقم: 6612، جامع الاصول، رقم: 823، مسلم، رقم: 2657)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زنا کا کوئی نا کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے، پس آنکھ کا زنا (غیر محرم کو) دیکھنا ہے، زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے، دل کا زنا خواہش اور شہوت ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی ہے۔

- جب مرد اپنی سوچ میں کسی عورت کے ساتھ ہمبستری کا تصور باندھے یا عورت مرد کا تصور جمائے تو اس سے اس کے جذبات گرم ہونے لگتے ہیں۔ نوجوان اس کیفیت سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور انزال تک ہو جاتا ہے، یہ زنا کی ادنی ترین قسم ہے، اس کو دل و دماغ کا زنا بھی کہا جاتا ہے۔ یہ زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔
- اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرتے ہوئے یہ تصور کرے کہ میں کسی نامحرم عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں اور اس سے لذت اٹھا رہا ہوں تو حدیث کی رو سے اس فعل کو تصور اور خیال کا زنا قرار دیا گیا ہے۔

(2) آنکھوں کا زنا

حدیث میں آتا ہے:

كُتِبَ على ابن آدمَ نصيبُهُ من الزِّنا، مُدْرِكٌ ذلك لا مَحالَةَ، الْعينانِ زِنَاهُما النَّظَرُ۔ (جامع الاصول، رقم: 823، مسلم، رقم: 2657)

اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر اس کے حصے کا زنا لکھ دیا ہے وہ لامحالہ اپنا حصہ لے گا۔ آنکھ کا زنا (جس کا دیکھنا حرام ہو اس کو) دیکھنا ہے۔

(3) کانوں کا زنا

حدیث میں آتا ہے:

وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ۔ (جامع الاصول، رقم:823، مسلم، رقم:2657)

دونوں کان ان کا زنا سننا ہے۔

(4) زبان کا زنا

حدیث میں آتا ہے:

وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ۔ (جامع الاصول، رقم:823، مسلم، رقم:2657)

اور زبان اس کا زنا بات کرنا ہے۔

- کسی نامحرم عورت سے بلاضرورت بات کرنا، بوس وکنار کرنا، بیہودہ فحش باتیں کرنا یہ سب ناجائز ہے اور حدیث میں اس کو زبان کا زنا قرار دیا گیا ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، کلام، فقرۃ:27، تقبیل، فقرۃ:5-7، فحش القول، فقرۃ:5)

حدیث میں آتا ہے:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ۔ (ترمذی، رقم:1977)

مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور بدزبان نہیں ہوتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا التَّفَحُّشَ۔ (مسند احمد، رقم:6487)

بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا۔

(5) ہاتھوں کا زنا

- کسی نامحرم عورت کو بلاضرورت ہاتھ لگانا چھونا، مصافحہ کرنا ہاتھ کا زنا ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، مصافحہ، فقرہ:7)

حدیث میں آتا ہے:

وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ۔ (جامع الاصول، رقم:823، مسلم، رقم:2657)

اور ہاتھ اس کا زنا پکڑنا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم:486)

تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کیل کا ٹھونک دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو

اس کے لیے حلال نہیں۔

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَاللّٰہِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ، وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ۔

(بخاری، رقم:2713)

اللہ کی قسم بیعت کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی بھی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف زبان سے بیعت لیا کرتے تھے۔

- اسی طرح مرد شہوت کے وقت اپنے ہاتھ سے مادہ منویہ نکالے یا کوئی عورت اپنی انگلی سے وغیرہ سے اپنی شہوت پوری کرے یہ بھی ہاتھ کا زنا ہے اور ناجائز ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، استمناء، فقرہ:4)

قرآن کریم میں ہے:

وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ۔ (نور:30)

اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہی ان لیے لیے پاکیزگی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

شرم گاہ کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفس کی خواہش پورا کرنے کی جتنی ناجائز صورتیں ہیں ان سب سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اس میں زنا۔۔۔۔مشت زنی کرنا یہ سب ناجائز و حرام چیزیں داخل ہیں۔

(معارف القرآن:399/6)

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں:

کچھ لوگوں کا حشر ایسی حالت میں ہوگا کہ ان کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔ میرے حیال ہے وہ یہی عمل (مشت زنی) کرنے والے ہوں گے۔ (کتاب الزنا، مولانا محمد عابد قریشی:82)

(6) پاؤں کا زنا

حدیث میں آتا ہے:

والرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا۔ (جامع الاصول، رقم:823، مسلم، رقم:2657)

اور پاؤں اس کا زنا چل کر جانا ہے۔

(7) ہم جنس پرستی

- ہم جنس پرستی بھی زنا کی ایک قسم ہے۔ اس جرم کا ارتکاب سب سے پہلے لوط علیہ السلام کے بدنصیب قوم نے کیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ۔(عنکبوت:28)

اور ہم نے لوط کو بھیجا جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا: حقیقت یہ ہے کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر بار بار کیا ہے، یہ تکرار شاہد ہے کہ یہ عمل اسلام کی نظر میں بے حد ناگوار ہے اور امت محمدیہ کو اس مہلک خطرہ سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

- نیز روایت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی لواطت کے گناہ کے سبب پانچ طرح کا عذاب دیا ہے۔

1) پوری قوم کو ہلاک کیا سوائے چند مؤمنین کے۔

2) بستی کو ان پر الٹ دیا۔

3) پتھروں کی بارش کی گئی۔

4) پوری قوم کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

5) قرآن مجید میں ان کا ذکر فرما کر ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رسوا کیا۔

حدیث میں آتا ہے:

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنۡ عَمِلَ عَمَلَ قَوۡمِ لُوطٍ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنۡ عَمِلَ عَمَلَ قَوۡمِ لُوطٍ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنۡ عَمِلَ عَمَلَ قَوۡمِ لُوطٍ ۔(مسند احمد، رقم:2816)

اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو قوم لوط کا عمل کرتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو قوم لوط کا عمل کرتا ہے ۔اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو قوم لوط کا عمل کرتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا يَنۡظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلاً أَوۡ امۡرَأَةً فِي الدُّبُرِ ۔(ترمذی، رقم:1165)

اللہ اس شخص کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا کسی عورت کی دبر میں صحبت کرے۔

- جو اس فعل بد کا ارتکاب کرے اس کی سزا کے بارے میں فقہاء کرام کے چھ اقوال ہیں:

(1) جو سزا زنا کی ہے وہی سزا اس کی بھی ہے۔ یعنی اگر ارتکاب کرنے والے غیر شادی شدہ ہے تو کوڑے اور شادی شدہ ہے تو رجم۔

(2) اس کو جیل میں رکھا جائے یہاں تک وہ مرجائے یا توبہ کرے۔

(3) اس فعل کے مرتکب کو تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔

(4) اس کے مرتکب کا آگ میں جلا دیا جائے گا۔

(5) کسی اونچی جگہ پر لے جایا جائے گا پھر اسے اندھے منہ گرا دیا جائے گا اور پیچھے سے پتھر ڈال دیا جائے گا۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، وطی، فقرہ:23)

- وہ امراض جو لواطت جنسی سے منتقل ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1) ایڈز، یہ ایک ایسا مرض ہے جس سے قوت مناعت جاتی رہتی ہے جس سے عادتا موت واقع ہو جاتی ہے۔ (2) جگر کی بیماری (3) زھری کا مرض (4) مرض سیلان (5) جرثومی میلان کی جلن (6) ٹائیفائڈ (7) ایمیاء کا مرض (8) انتڑیوں میں کیڑے پڑنا (9) خارش (چنبل) (10) سائٹومگلک وائرس جو سرطان کا باعث بنتا ہے۔ (12) تناسلی امراض۔

(الامراض الجنسی ولتناسلی، ڈاکٹر محمود حجازی)

(8) بیوی کے ساتھ غیر فطری طریقے سے خواہش پوری کرنا

- اپنی بیوی سے غیر فطری طریقے (پیچھے کے راستے) سے ہم بستری کرنا لواطت میں داخل ہے اور شرعا یہ فعل ناجائز اور حرام ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا۔ (ابو داؤد، رقم:2162)

جو شخص اپنی بیوی کی دبر (پاخانہ کے مقام) میں صحبت کرے اس پر لعنت ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

هِيَ اللُّوطِيَّةُ الصُّغْرَى، يَعْنِي الرَّجُلَ يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا۔ (مسند احمد، رقم:6706)

جو عورت کے پاس اس کی دبر میں آتا ہے تو یہ چھوٹی لواطت ہے۔

مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ۔

(ترمذی، رقم:135)

جو کسی حائضہ کے پاس آیا یعنی اس سے جماع کیا یا کسی عورت کے پاس پیچھے کے راستے سے آیا، یا کسی کاہن نجومی کے پاس (غیب کا حال جاننے کے لیے) آیا تو اس نے ان چیزوں کا انکار کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہیں۔

- حالت حیض و نفاس میں بیوی کے ساتھ جماع یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر کسی نے اس حالت میں بیوی سے جماع کر لیا تو یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس پر توبہ و استغفار لازم ہے اس کے علاوہ کوئی کفارہ نہیں۔ (منہل:102-101)

البتہ مستحب یہ ہے کہ ایک دینار (374.4 گرام سونا) یا نصف دینار (187.2 گرام سونا) صدقہ دے۔

(عمدۃ الفقہ:1/161، الموسوعة الفقهية الكويتية، حیض، استمتاع، فقرۃ:43)

قرآن کریم میں آتا ہے:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ ۔ (بقرۃ:222)

اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت (یعنی جماع) نہ کرو۔

حدیث میں آتا ہے:

مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ۔

(ترمذی، رقم:135)

جو کسی حائضہ کے پاس آیا یعنی اس سے جماع کیا یا کسی عورت کے پاس پیچھے کے راستے سے آیا، یا کسی کاہن نجومی کے پاس (غیب کا حال جاننے کے لیے) آیا تو اس نے ان چیزوں کا انکار کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہیں۔

- میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو منہ لگانا (اورل سیکس) ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے، جو مغربی تہذیب کا دیا ہوا ایک غیر اخلاقی تحفہ ہے۔ بلکہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی غیر مناسب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ۔

(ابن ماجه، رقم:662، الموسوعة الفقهية الكويتية، فرج:10)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔

باب:3

حیا اور بے حیائی کی حقیقت

حیا اور بے حیائی کی حقیقت اور مفہوم سمجھنے سے پہلے درج ذیل سوالات کے جوابات حل کریں تاکہ حیا اور بے حیائی کی حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو۔

(1) کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ حیا، شرم، عفت، پاکدامنی ایک پسندیدہ چیز ہے اور بے حیائی ناپسندیدہ چیز ہے؟

ہاں ❑ نہیں ❑ وضاحت ________________________

(2) حیا اور بے حیائی کے مفہوم اور حقیقت متعین کرنے کے لیے معیار کیا ہونا چاہیے؟

محض عقل ❑ رائے عامہ، ماحول کلچر ❑ دین شریعت ❑

(3) کسی چیز کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا فیصلہ کرنے میں کیا عقل، جذبات، نفسانی رجحانات، رائج کلچر سے مغلوب مرعوب ہوتی ہے؟ ہاں ❑ نہیں ❑ وضاحت ________________________

(4) کیا ایسا نہیں کو لوگوں نے حیا اور بے حیائی کے اپنے اپنے معیار بنائے ہوئے ہیں؟

ایسا ہی ہے ❑ ایسا نہیں ❑ وضاحت ________________________

(5) کیا عام حالات میں شریعت کے بتائے ہوئے حیا کے بارے میں معیار مختلف اور متضاد ہو سکتے ہیں؟

ہاں ❑ نہیں ❑ وضاحت ________________________

(6) کیا اکثریت اگر کسی چیز کا کوئی غلط معیار طے کرلے تو اسے صرف اس لیے تسلیم کرلینا چاہیے کہ یہ اکثریت کا فیصلہ ہے؟

جی ہاں ❑ نہیں ❑ وضاحت ________________________

(7) کسی فن کے بارے میں کس کی رائے، تشریح کا اعتبار ہونا چاہیے؟

ماہرین کی اجتماعی اتفاقی رائے کا ❑ فرد/افراد کی ذاتی رائے کا ❑

(8) شریعت کے جس حکم پر ایمانی کمزوری کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے تو ایک مسلمان کا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

ندامت، قصور کا اعتراف، توبہ کا ❑ شریعت کے حکم میں تحریف و تبدیلی کا ❑

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- **پہلی بات:** یہ ہے کہ حیا کا مفہوم اور حقیقت متعین کرنے کے لیے صرف عقل کافی نہیں محض عقل کے ذریعہ حیا کی حقیقت متعین نہیں کی جا سکتی۔

کیونکہ انسانی عقل کی یہ کمزوری ہے کہ وہ جذبات، نفسانی خواہشات، ذاتی رجحانات، خارجی اثرات، تعلیم تربیت اور اردگرد کے معاشرہ، ماحول اور اس ماحول میں جن چیزوں نے مسلمات کا درجہ حاصل کرلیا ہو ان سے ضرور متاثر ہوتی ہے، ان کا اثر قبول کرتی ہے۔ کسی چیز کا فیصلہ کرتے وقت انسانی عقل کا ان تمام اثرات سے آزاد ہو کر صحیح حقیقت تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ اسی لیے تو عقل کو درست سمت مہیا کرنے کے لیے انبیاء کرام بھیجے جاتے ہیں۔

چنانچہ انسان جب اپنی کمزور اور متاثرہ عقل کے ذریعہ اپنی زندگی کے لیے کوئی قانون کوئی نظریہ بناتا ہے (مثلاً حیا کا قانون بناتا ہے) تو کوئی ایک پہلو اسے زیادہ اپیل کرتا ہے اسے متاثر کرتا ہے اور جس چیز سے وہ متاثر ہوتا ہے، جذبات رجحانات اسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں پھر جب وہ ایک طرف مائل ہو جاتا ہے تو فیصلہ کرتے وقت تمام مصلحتوں کی رعایات ملحوظ نہیں رکھ پاتا۔ اور بہت سی مصلحتیں اس کے ذاتی رجحانات کی وجہ سے یا تو اس کی نظر سے بالکل ہی اوجھل ہو جاتی ہیں چھپ جاتی ہیں یا وہ قصداً جانتے بوجھتے ان مصلحتوں، حقیقتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

الغرض انسان کی یہ بڑی کمزوری ہے کہ وہ کسی چیز کے انتخاب کی ابتداء جذباتی غیر عقلی رجحان سے کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس رجحان کی معقولیت ثابت کرنے کے لیے عقل سے استدلال کرتا ہے علم سے مدد لیتا ہے کوئی اسے اس کی عقل کی ایک رخی پر متنبہ کرے تو دلائل اور تاویلات کرتا ہے۔

جب انسانی عقل کا یہ حال ہے تو انسانی عقل ماحول سے متاثر ہوئے بغیر حیا کی صحیح حقیقت کیسے بتا سکتی ہے؟

- حیا کی حقیقت اور مفہوم متعین کرنے میں بھی جن انسانی عقلوں نے ٹھوکر کھائی، پہلے مغربی تہذیب سے متاثر ہوئیں اور پھر ہر طبقہ نے حیا اور بے حیائی کے اپنے اپنے معیار بنا لیے۔ ایک طبقہ کے یہاں بے پردگی بے حیائی ہے۔ تو دوسرے کے ہاں بے پردگی کیا مردوں، عورتوں کا آزادانہ اختلاط بھی بے حیائی نہیں۔

سمجھ میں نہیں آتا کس کو باحیا کہیں اور کس کو بے حیا؟ خدا کا بتایا ہوا دین تو مختلف نہیں ہو سکتا کہ ایک طریقہ زندگی ایک طبقہ کے لیے حیا ہو دوسرے کے لیے بے حیائی ہو حیاء کے مفہوم میں لوگوں کے تضاد اور اختلاف ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیاء اور بے حیائی کی تعریف لوگوں نے اپنے اپنے رجحانات نفسانی خواہشات کی رعایت سے بنا رکھی ہے۔ الغرض یہ بات تو واضح ہو گئی کہ حیا اور بے حیائی کے مفہوم کو متعین کرنے کے لیے عقل ناکافی ہے۔

- **دسری بات:** یہ ہے کہ اگر کوئی لوگوں کے اور اکثریت کے فیصلہ کو مدار بناتا ہے جسے لوگ حیا کہیں وہ حیا اور جسے لوگ بے حیائی کہیں تو وہ بے حیائی تو اس کا انجام اتنا بھیانک ہے کہ اسے سوچ کر ہی روح کانپ جاتی ہے چنانچہ مغرب نے جب

حیااور بے حیائی کے مفہوم کو متعین کرنے کے لیے لوگوں کو معیار بنایا تو اس کی ابتداء تو وہی تھی جو آج کا مسلمان ثقافت اور کلچر کے نام پر بے حیائی کر رہا ہے۔ لیکن اس کی انتہاء کیا ہوئی؟ وہ بھی پڑھ لیں:

(1) چرچ آف انگلینڈ نے کچھ عرصہ قبل اپنی شاخوں کو یہ ہدایات جاری کیں کہ چونکہ بغیر شادی کے میاں بیوی کے طور پر اکھٹے رہنے والے جوڑوں کا تناسب بچاس فیصد سے زیادہ ہو چکا ہے اور سوسائٹی نے اس عمل کو قبول کر لیا ہے اس لیے اس عمل کو آئندہ گناہ نہ قرار دیا جائے اور نہ ہی اس کی حوصلہ شکنی کی جائے یہ ان کا مذہبی طبقہ فیصلہ کر رہا ہے۔

(2) چند سال قبل برطانیہ کے ایک ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ میاں بیوی کے طور پر اکھٹے رہنے والے دو ہم جنس مرد قانون کی نظر میں میاں بیوی متصور ہوں گے، لہٰذا اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا وارث بھی ہوگا۔

(3) کچھ عرصہ قبل اٹلی کی سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے علاوہ دوسرے مرد سے بھی تعلق قائم کر سکتی ہے لیکن رات بہرحال خاوند کے گھر پر گزارنی ہوگی۔

جس معاشرہ میں سوسائٹی اور لوگوں کو دیکھ کر حیااور بے حیائی کے معیار طے کیے گئے یہ ان کی انتہا ہے۔ کیا کوئی کلمہ گو مسلمان اس کو تسلیم کرے گا؟

کسی نے کیا خوب کہا کہ: ہجوم کے ساتھ غلط راہ پر چلنے سے بہتر ہے کہ ہدایت کے راستہ پر تنہا چلو

- **تیسری بات:** اب اگر کوئی یہ کہے کہ حیااور بے حیائی کی حقیقت کو متعین کرنے میں ہم نہ تو عقل کو مدار بناتے ہیں نہ سوسائٹی کو بلکہ ہم تو شریعت ہی کو معیار بناتے ہیں۔

چنانچہ فلاں اسکالر یہ بتاتے ہیں کہ شریعت میں چہرے کا پردہ ضروری نہیں فلاں یہ بتاتے ہیں کہ مردوں عورتوں کے اختلاط میں کوئی حرج نہیں تو ہم تو شریعت ہی پر عمل کر رہے ہیں تو انتہائی مؤدبانہ عرض یہ ہے کہ جس طرح ہر فن میں فن کے ماہرین کی رائے معتبر ہوتی ہے اس طرح قرآن وحدیث کی تشریح بھی وہی معتبر ہوگی جو چودہ سو سال سے متفقہ بیان ہوتی چلی آرہی ہے۔ اس متفقہ تشریح کے مقابلے میں بعض اسکالرز کی ذاتی رائے معتبر نہیں ہوگی۔

- **آخری بات:** یہ ہے کہ ایک مسلمان کا طرز عمل یہ ہونا چاہیے کہ اگر ایمانی کمزوری کی وجہ سے دین کی کسی بات پر عمل نہ ہو سکے اس پر کوئی اسے سمجھائے تو اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا رہے استغفار کرتا رہے۔ غلطی کا اعتراف کر لے ان شاء اللہ سچی توبہ کی توفیق کبھی نہ کبھی ضرور نصیب ہو جائی گی لیکن خدارا دین سمجھانے والے محسنوں کو اپنا دشمن نہ سمجھے، شریعت کے جس حکم پر عمل مشکل ہو اس کو اپنے مزاج کے مطابق بنانے کے لیے تحریف تاویل نہ کرے۔

باب:4

بے حیائی کے اسباب اور حیا کے تقاضے

- ❑ بے حیائی کا پہلا سبب: نکاح میں تاخیر، نکاح کو مشکل بنا دینا
- ❑ بے حیائی کا دوسرا سبب: مردوں عورتوں کا اختلاط
- ❑ بے حیائی کا تیسرا سبب: دیوث پنا، بے غیرتی
- ❑ بے حیائی کا چوتھا سبب: حسن کی نمائش
- ❑ بے حیائی کا پانچواں سبب: خلوت وتنہائی
- ❑ بے حیائی کا چھٹا سبب: نامحرم سے بات چیت
- ❑ بے حیائی کا ساتواں سبب: بدنظری
- ❑ بے حیائی کا آٹھواں سبب: موبائل کا غلط استعمال

بے حیائی کا پہلا سبب: نکاح میں تاخیر، نکاح کو مشکل بنا دینا

- **جنسی خواہش انسانی فطرت، نکاح اس کا جائز ذریعہ ہے**

جنسی خواہش انسانی فطرت کا ایک ضرورت تقاضہ ہے۔ نکاح اس جائز تقاضے کو پورا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، نکاح، فقرۃ:16)

نکاح انسان کو جنسی آلودگی اور شیطانی خیالات سے محفوظ رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعشَرَ الشَّبَابِ مَنِ استَطَاعَ البَاءَةَ فَليَتَزَوَّج فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلبَصَرِ وَأَحصَنُ لِلفَرجِ وَمَن لَم يَستَطِع فَعَلَيهِ بِالصَّومِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔ (بخاری، رقم:5066)

نوجوانوں کی جماعت! تمہیں سے جسے بھی نکاح کی استطاعت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے! کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا، اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو کوئی نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لیے خواہشات نفسانی میں کمی کا باعث ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا أَحَدُكُم أَعجَبَتهُ المَرأَةُ فَوَقَعَت فِي قَلبِهِ فَليَعمِد إِلَى امرَأَتِهِ فَليُوَاقِعهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفسِهِ۔ (مسلم، رقم:1403)

کسی آدمی کو کوئی عورت خوبصورت لگے اور اس کے دل میں اس کی محبت آئے تو اسے اپنی بیوی کے پاس جانا چاہیے اور اسے صحبت کرنی چاہیے، ایسا کرنے سے آدمی کے دل سے اس عورت کا خیال جاتا رہے گا۔

نکاح پورے معاشرے کو بے راہ روی فتنہ وفساد سے محفوظ رکھتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

إِذَا خَطَبَ إِلَيكُم مَن تَرضَونَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفعَلُوا تَكُن فِتنَةٌ فِي الأَرضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔ (ترمذی، رقم:1084)

جب ایسا شخص تمارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس (اپنی بیٹی) کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ وفساد برپا ہو جائے گا۔

- **نکاح میں تاخیر، رکاوٹیں بے حیائی کا سبب ہیں**

نکاح جو انسانی خواہش کو جائز طریقہ سے پورا کرنے کا ذریعہ ہے اگر اس جائز ذریعے میں بلا وجہ کی رکاوٹیں عائد کی جائیں گی اس کو مشکل بنا دیا جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ بے راہ روی اور بے حیائی، فحاشی کی صورت میں نمودار ہوگا۔ جب کوئی شخص اپنی فطری ضرورت پوری کرنے کے لیے جائز اور آسان راستہ بند پائے گا تو لامحالہ اس کے دل میں ناجائز راستوں کی طلب پیدا ہوگی، اس طرح پورا معاشرہ بگاڑ، بے حیائی، فحاشی، بدکاری کا شکار ہو جائے گا۔ (شادی کو سادی بنایئے: 279)

❑ حیا کا تقاضہ: نکاح کیجیے اور نکاح میں جلدی کیجیے، سادگی سے کیجیے

- **بے نکاحی زندگی نہ گزاریں**

شریعت میں بے نکاحی کی زندگی چاہے مرد کے لیے ہو یا عورت کے لیے پسندیدہ نہیں، ناپسندیدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں نکاح کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور جو لوگ نکاح کر سکتے ہوں اس کے باوجود نکاح نہ کریں اُن کے اس عمل پر نکیر کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔(نور: 32)

تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں، ان کا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کر دے گا۔ اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

(جامع الاصول، رقم: 8959، بخاری، رقم: 5066)

اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو کوئی شادی کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کر لے، یہ نگاہ کو زیادہ جھکانے والی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا تو وہ روزے کو لازم کر لے، یہ اس کے لیے خواہش کو قابو میں کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا، فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ (بخاری،رقم:5063)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تین آدمی آپ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کو بہت کم خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں، آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے ہیں، ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے یوں یوں کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں، پھر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور ساتھ ساتھ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ میرے طریقے پر نہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُخَنَّثِي الرِّجَالِ الَّذِينَ يَتَشَبَّهُونَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، الْمُتَشَبِّهِينَ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَبَتِّلِينَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِينَ يَقُولُونَ: لَا نَتَزَوَّجُ، وَالْمُتَبَتِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، اللَّائِي يَقُلْنَ ذَلِكَ۔ (مسند احمد رقم:7891)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مخنث (یعنی ہیجڑے وزنخے) لوگوں پر لعنت فرمائی، جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ایسے مردانہ پن اختیار کرنے والی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی، جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں، اور ایسے چھڑے چھکے مردوں پر بھی لعنت فرمائی، جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نکاح نہیں کریں گے، اور ایسی چھڑی چھکی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی، جو یہ کہتی ہیں کہ ہم نکاح نہیں کریں گی۔

- فقہاء کرام رحمہم اللہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جو بیوی کے ضروری اخراجات نان نفقہ برداشت کر سکتا ہو، اور اسے نکاح کی بہت زیادہ خواہش بھی ہو، نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص پر نکاح کرنا واجب ہے۔ نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (الدر المختار مع رد المحتار)

- **نکاح نہ کرنے کے غلط اعذار**

(1) محبت میں ناکامی: بعض لڑکے لڑکیاں محبت میں ناکام ہوجائیں تو وہ اپنی زندگی برباد کر لیتے ہیں، اور نکاح نہیں کرتے ان کا یہ عمل شریعت کے خلاف ہے، دنیا و آخرت کی نعمتوں سے محرومی ہے۔

(2) پہلی بیوی یا شوہر کی محبت میں: اگر کسی کی بیوی کا انتقال ہوجائے تو بعض مرتبہ وہ یہ کہتا ہے کہ میں پہلی بیوی کی یاد میں زندگی گزار لوں گا مگر دوسرا نکاح کر کے اس سے بے وفائی نہیں کرونگا، یا بعض مرتبہ وہ نکاح کرنا چاہ رہا ہوتا ہے لیکن قریبی رشتہ دار، خاندان والے کیا کہیں گے اس ڈر سے نکاح نہیں کرتا۔

اسی طرح اگر شوہر کا انتقال ہوجائے تو بیوہ کے نکاح کو خاندان والے معیوب سمجھتے ہیں، اور بعض مرتبہ وہ بیوہ خود دوسرا نکاح کرنے کو بے وفائی سمجھتی ہے، یہ سب بے دینی کی باتیں ہیں، بغیر نکاح کے پاکدامن زندگی گزارنا کوئی آسان کام نہیں۔

- **نکاح اور رخصتی میں جلدی کیجیے، تاخیر نہ کیجیے**

شریعت میں محض نکاح کرنے ہی کی ترغیب نہیں آئی بلکہ شریعت میں نکاح جلدی کرنا مطلوب اور مستحسن بھی ہے۔ بلاعذر، بلاوجہ نکاح اور رخصتی میں تاخیر کرنا درست نہیں کیونکہ نکاح اور رخصتی میں تاخیر کے بے شمار مفاسد ہیں۔ چنانچہ؛

(1) ہمیں نکاح جلدی کرنے کا حکم ہے:

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا عَلِيُّ، ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ، وَالجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا ۔ (ترمذی، رقم: 1075)

علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز کو جب اس کا وقت ہوجائے، جنازہ کو جب آجائے، اور بیوہ (کے نکاح) کو جب تم اس کا کفو (مناسب ہمسر) پالو۔

(2) نکاح میں تاخیر کی وجہ سے ماں باپ گناہ گار رہوں گے

حدیث میں آتا ہے:

مَن وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إِثْمُه علىٰ أَبِيه ۔ (مشكاة المصابيح، رقم: 3138)

جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے۔ پھر جب بالغ ہوجائے تو اس کا نکاح کردے۔ اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا۔ جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کر لیا تو باپ ہی پر اس کا گناہ ہوگا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذَلِكَ عَلَيْهِ۔ (مشكاة المصابيح، رقم: 3139)

تورات میں یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس نے (موقع مناسب ہوتے ہوئے) اس کا نکاح نہ کیا تو پھر اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اسی شخص پر یعنی اس کے باپ پر ہوگا۔

(3) معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہوگا

ایک حدیث میں آتا ہے:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ. إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔ (ترمذی، رقم: 1284)

جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو (جس لڑکی کے تم ولی ہو) اس شخص سے (اس لڑکی کا) نکاح کردو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر بڑا فتنہ اور اچھا خاصا فساد ہوگا۔

فساد پیدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جائے گا، عفت، حیاء، پاکدامنی، نسل و نسب کی حفاظت، گھرانوں اور خاندانوں کا استحکام اور فیملی سسٹم کی بقاء و بچاؤ کہ یہ سب خصائل انسانیت کا شرف اور انسانی و حیوانی زندگی میں امتیاز و فرق کرنے والے ہیں سب کلی یا جزوی بگاڑ و فساد کی زد میں آجائیں گے۔ (فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث: 347)

● نکاح میں تاخیر کے اعذار

(1) اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے تاخیر: ایک زمانہ تھا کہ مناسب عمر میں لڑکی کی شادی کر دی جاتی تھی مگر اب یہ حال ہے کہ بچیاں دو ڈھائی سال کی عمر میں جو اسکول میں داخل ہوتی ہیں تو پچیس سال میں جا کر فارغ ہوتی ہیں۔ وہ بھی ایسی لڑکیاں جو اعلیٰ تعلیم کے خبط میں مبتلا نہ ہوں، ورنہ مزید وقت درکار ہوتا ہے۔ اگر اس دوران میں کوئی اچھا رشتہ آجائے تو جواب دیا جاتا ہے کہ بچی ابھی پڑھ رہی ہے۔ اور جب بچی پڑھ پڑھ کے پڑھانے کے پیشہ سے وابستہ ہو جائے اور پیسے آنے لگیں تو تب رشتہ کی بجائے فرشتے آنے کا وقت آجاتا ہے۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ لکھتے ہیں:

آج کل کا حال یہ ہے کہ تیس پینتیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں۔ ان کی شادی نہیں ہوتی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ لڑکیاں بھی ڈگریوں کی دوڑ دھوپ میں لڑکوں کے ساتھ شریک ہیں۔ شادی کریں تو کالج اور یونیورسٹی کیسے جائیں۔ شادی شدہ ہو کر تو گھر لے کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ دوسرے جب ڈگریاں حاصل کر لیتی ہیں تو اپنی

برابر کا جوڑ (جسے اسی طرح کی ڈگریاں حاصل ہوں) نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو وہ یورپ اور امریکہ کی لیڈی پر نظر ڈالتا ہے۔ مشرق کی عورت کو پوچھتا ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ڈگریاں لینے سے نفس امارہ نہیں مرجاتا ہے۔ شرعی نکاح ہوتا نہیں اور فلمیں دیکھ دیکھ کر خواہشات کو ابھار ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان خواہشات کے پورا کرنے کے لیے حلال نہ ہونے پر حرام ہی کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اور غیر شادی شدہ عورتیں مائیں بن جاتی ہیں۔ اور بے باپ کی اولاد سڑکوں پر پڑی ملتی ہے۔ (تحفہ خواتین:399/2)

(2) لڑکے کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی وجہ سے تاخیر: ہمارے معاشرے میں بعض والدین اپنے بچوں کی شادی میں تاخیر محض اس وجہ سے بھی کرتے ہیں ہمارا بچہ ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوا، پہلے کام تو سیٹ ہوجائے، جاب تو پکی ہوجائے۔ حالانکہ شادی کرنے کے لیے شرعا اس قسم کی کوئی بات ضروری نہیں، بلکہ شادی کر لینے سے اللہ رزق میں وسعت اور برکت نصیب فرماتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔(نور:32)

تم میں سے جن (مردوں یا عورتوں) کا اس وقت نکاح نہ ہو، ان کا بھی نکاح کراؤ، اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں، ان کا بھی۔ اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کردے گا۔ اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّهُنَّ يَأْتِينَكُمْ بِالْمَالِ ۔(مستدرک حاکم:2679)

تم عورتوں سے نکاح کرو پس بیشک وہ مال کی آمد کا ذریعہ بنیں گی۔

ایک اور حدیث میں ہے:

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمْ: الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ ۔(ترمذی، رقم:1655)

تین آدمیوں کی مدد اللہ پر حق ہے، ایک اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی، دوسرے مکاتب غلام کی (جس کا اپنے مالک سے مخصوص مال کے عوض آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ ہوچکا ہو) جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے، اور تیسرے اس نکاح کرنے والے کی جو پاکدامنی حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اُطْلُبُوْا الْفَضْلَ فِي الْبَاهِ (تم اللہ کے فضل کو نکاح میں تلاش کرو) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ (نور:32) (اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کردے گا) (مصنف عبدالرزاق، رقم:10385)

● امام بخاریؒ اپنی کتاب صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ لِقَوْلِهِ تعالىٰ: إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ

یہ باب ہے تنگ دست کے نکاح کرنے کا، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ: اگر وہ تنگ دست ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں بے نیاز کردے گا۔

معلوم ہوا کہ نکاح کرنے سے اللہ تعالیٰ مالی برکت عطا فرماتا ہے۔جس سے بیوی، بچوں کے نان نفقہ کا مناسب انتظام بسہولت ہوجاتا ہے۔

(3) بیٹیوں کی وجہ سے بیٹوں کی نکاح میں تاخیر: بعض خاندانوں میں بچیوں کی شادی سے پہلے بچوں کی شادی کو معیوب سمجھا جاتا ہے اور بچوں کا شادی کی عمر کو پہنچنے کے باوجود ان کی شادی میں تاخیر اس لیے کی جاتی ہے کہ پہلے بچیوں کی شادیاں ہوجائیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ اگر کوئی جوان شادی کا کہے تو اس کو یہ کہہ کر چپ کروادیا جاتا ہے کہ ابھی تمھاری عمر ہی کیا ہے، تمہیں اپنی بہنیں ابھی سے بھاری لگ رہی ہیں، ان کے گھر بیٹھے تمہیں شادی کی سوجھتی رہتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

(4) رسومات اور ان کے اخراجات کی وجہ سے شادی میں تاخیر: آج کل ہم نے شادی کو مصیبت بنا کر رکھا، غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی بری بری رسمیں جاری کر رکھی ہیں۔ دکھاوے کے لیے جہیز دیے جاتے ہیں، سینکڑوں روپے کے دعوت نامے کارڈ پر خرچ ہوتے ہیں، پوری برادری اور تمام دوست واحباب کی شرکت کو ضروری سمجھا جاتا ہے، مہنگے ترین شادی ہالز کا اہتمام کیا جاتا ہے، آتشبازی اور پٹاخوں پر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے اور یہ سب رسمیں، خرافات اور فضول خرچیاں غرور اور شہرت کے لیے اختیار کی جاتی ہیں یا اپنے جی میں برسوں رکھے ارمان پورے کرنے کے لیے کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے شادی ایک بار ہوتی ہے۔انہی اخراجات اور رسومات کی وجہ سے کئی جوان لڑکیاں برسوں بیٹھی رہ جاتی ہیں اور کئی جوان لڑکے اپنی جوانی کی عمر کھودیتے ہیں۔ حالانکہ ایک حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً۔ (مسند احمد، رقم 24529)

بلاشبہ بہت زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جو محنت کے لحاظ سے آسان ہو

آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں خرچ کم ہو، مہر کی ادائیگی بھی آسان ہو اور ولیمہ اور دیگر نکاح کے تمام امور آسانی، سہولت اور عجلت کے ساتھ انجام پذیر ہوں۔ (فیض القدیر، رقم الحدیث: 4047)

(5) رشتوں کے خود ساختہ معیاروں کی وجہ سے تاخیر: ہمارے یہاں شادی بیاہ میں تاخیر کی ایک بہت بڑی وجہ رشتہ کرنے کے لیے بنائے گئے خود ساختہ معیارات ہیں کہ ان معیارات کے مطابق رشتوں کا انتظار کیا جاتا ہے یا رشتے دیکھے جاتے ہیں اور ان معیاروں سے کچھ کم رشتے موجود بھی ہوں تو ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے، مثلاً:

1) قوم/ برادری سے باہر رشتہ نہ کرنا: بعض اوقات مناسب رشتے آنے کے باوجود شادی میں تاخیر اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ رشتے قوم اور برادری سے باہر کے ہوتے ہیں، چنانچہ برادری کا بہانہ کر کے آنے والے رشتوں سے معذرت کر لی جاتی ہے اور جوان لڑکیوں کو عرصہ دراز سے بٹھا کر رکھنے کو غیر قوم میں شادی پر ترجیح دی جاتی ہے بلکہ اس کو اس قدر معیوب خیال کرتے ہیں کہ یہاں تک سنا اگر غیر برادری میں شادی کرنی ہے تو اس سے بہتر کہ ڈوب کر مر جائیں۔

2) ڈیمانڈ پوری نہ ہونے کی وجہ سے نہ کرنا: بعض اوقات شادی میں تاخیر کا سبب ڈیمانڈز ہوتی ہیں مثلاً لڑکی والوں کی ڈیمانڈ ہوتی ہے کہ لڑکا کھاتے پیتے گھرانے کا خوب مالدار ہو، اونچا اسٹیٹس ہو، ذاتی کاروبار اچھی ملازمت ہو، ذاتی گھر ہو بڑا ہو پوش علاقے میں ہو قیمتی گاڑی یا گاڑیاں ہوں۔ گھر کے باہر کاموں کے لیے ملازم نوکر چاکر ہوں ہر کام کے لیے الگ الگ ماسیاں ہوں۔ بیرون ملک کماتا ہو تو بہتر ہے' کمائی کیسی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ الغرض کسی چیز میں کسی سے کم نہ ہو وہ سب کچھ ہو جس سے دوسروں پر دھاک بیٹھے، امتیازی شان قائم ہو، لوگ رشک کریں، سر فخر سے بلند ہو جائے۔

جبکہ لڑکے والوں کی ڈیمانڈ ہوتی ہے کہ لڑکی خوبصورت ہو، کم عمر بھی ہو، گھریلو کام کاج بھی جانتی ہو، پکانا بھی خوب آتا ہو، سسرال سے جہیز بھی خوب ملے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ان جیسی ڈیمانڈز پورے ہونے کے انتظار میں شادیاں نہیں کی جاتی۔

- **نکاح سادگی سے کیجیے**

شریعت نے نکاح اتنا سادہ اور آسان بنایا کہ جب دونوں فریق راضی ہوں وہ کسی بے جا رکاوٹ کے بغیر یہ رشتہ قائم کر سکیں۔ نہ یہ شرط لگائی کہ کوئی قاضی یا عالم نکاح پڑھائے۔ نہ اس کے لیے عدالت میں جانے کی ضرورت ہے نہ کسی تقریب کی کوئی شرط ہے نہ دعوت ضروری ہے، نہ جہیز لازمی ہے۔

صرف یہ شرط ہے کہ خطبہ (نکاح کا پیغام) ہو، نکاح کی مجلس میں دو گواہ موجود ہوں، اگر دولہا دلہن عاقل بالغ ہوں تو ان میں سے کوئی دوسرے سے کہہ دے کہ میں نے تم سے نکاح کیا دوسرا جواب دے کہ میں نے قبول کیا۔ دلہن کے اکرام کے لیے مہر ضروری۔ نکاح کے وقت خطبہ ہو، یہ بھی مسنون ہے اگر ہو تو بہت اچھا ورنہ اس کے بغیر بھی نکاح صحیح ہوگا، نکاح کے بعد ولیمہ ہو لیکن یہ بھی ایسا فرض یا واجب نہیں کہ اس کے بغیر نکاح نہ ہو سکتا ہو بلکہ یہ مسنون ہے۔ اس کی کوئی مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی نہ مہمانوں کی کوئی تعداد لازمی ہے قرار دی ہے، ہر شخص اپنی مالی استطاعت کے اعتبار سے اس کا فیصلہ کر سکتا ہے اور اس کے لیے قرض، ادھار کرنے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ۔ (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان، رقم: 1257)

سب سے زیادہ خیر و برکت والا (اور بہترین) نکاح وہ ہے جو آسان ہو۔

آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کم خرچ ہو، مہر کی ادائیگی بھی آسان ہو اور ولیمہ اور دیگر نکاح کے تمام امور آسانی، سہولت اور عجلت کے ساتھ انجام پذیر ہو جائیں۔ (فیض القدیر شرح جامع الصغیر، رقم 4047)

مہر کے اعتبار سے آسانی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے (عمر) سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح کر دو، تو ان کے بیٹے عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کو اس سے کم نہیں دوں گا، جو میں نے فلاں (تمہاری بہن) کو دیا تھا۔

حضرت ثابت (راوی) نے امِّ سلمہ کے بیٹے سے سوال کیا کہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فلاں عورت کو کیا دیا تھا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ دو مٹی کے گھڑے، جن میں اپنی ضرورت کی چیزیں رکھتی تھیں، اور ایک تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (ابو یعلی، شادی، سادی: 100)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ (حضرت فاطمہ کی) رخصتی کر دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے آپ ان کو کچھ (مہر) دے دیجیے، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو (مہر میں دینے کے لیے) کچھ نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟ (حطمیہ نامی شخص عرب میں زرہ بنایا کرتا تھا یہ نسبت اسی کی طرف ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ زرہ تو میرے پاس موجود ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہی زرہ (مہر میں) فاطمہ کو دے دو۔

(نسائی، رقم: 3375)

رخصتی کے اعتبار سے آسانی

حضرت عائشہؓ اپنی رخصتی کا واقعہ کچھ اس طرح بیان فرماتی ہیں:

تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا. لاَ أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لأُنْهِجُ حَتَّى

سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي البَيْتِ، فَقُلْنَ عَلَى الخَيْرِ وَالبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

(بخاری رقم:3894)

میری عمر چھ سال کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا، پھر ہم (مکہ مکرمہ سے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کرکے) مدینہ منورہ آئے، تو ہم (مدینہ منورہ میں) بنی حارث بن خزرج (کے مکان) میں اترے (اور وہاں ٹھہرے) پھر مجھے (اتنا شدید) بخار آیا کہ میرے سر کے بال گرنے لگے، اور وہ کانوں تک رہ گئے، پھر (ایک دن) میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں جھول رہی تھی کہ میری والدہ امّ رومان میرے پاس آئیں، اور مجھے زور سے آواز دی، میں ان کے پاس چلی گئی، حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ انہوں نے مجھے کیوں بلایا ہے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ پر کھڑا کر دیا، میرا سانس پھول رہا تھا، یہاں تک کہ میرے دم میں دم آیا، پھر انہوں نے تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیر دیا، پھر مجھے مکان کے اندر داخل کر دیا، تو میں نے کمرے میں چند انصاری عورتوں کو دیکھا، انہوں نے کہا کہ خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آؤ، پھر میری والدہ نے مجھے ان کے سپرد کر دیا، پھر ان خواتین نے میری حالت کو بہتر کیا (یعنی بال وغیرہ بنائے، اور اچھا لباس پہنایا) پھر اچانک دوپہر سے کچھ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے سے میں گھبرا گئی، تو ان خواتین نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا، اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

دیکھیے کتنی سادگی سے سارے کام ہو گئے، نہ تو رخصتی کے لیے دھوم دھام سے اہتمام کیا گیا، بلکہ چند معزز مرد اور خواتین کی موجودگی میں رخصتی کا عمل انجام پا گیا، نہ ہی دلہن کو تیار کرنے میں زیادہ غلو و تکلف کیا گیا، اور آسانی و سادگی کے ساتھ دلہن کو گھر ہی میں تیار کر کے رخصتی کا عمل سرانجام پا گیا۔ (شادی سادی:64)

مہمانوں کے اعتبار سے آسانی

- حضرت خولہؓ نے حضرت سودہؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس اپنی جانب سے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، انہوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ تم میرے والد کے پاس جا کر ان سے اس بات کا ذکر کرو، سودہ کے والد بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی عمر اتنی زیادہ ہو چکی تھی کہ وہ حج کرنے سے بھی رہ گئے تھے، حضرت خولہ ان کے پاس گئیں اور زمانہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق انہیں سلام کیا، انہوں نے معلوم کیا کہ کون ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں خولہ بنتِ حکیم ہوں، انہوں نے معلوم کیا کہ کیا بات ہے؟ حضرت خولہ نے کہا کہ مجھے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے سودہ سے

اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، زمعہ نے کہا کہ وہ تو بہترین جوڑ ہے، تمہاری سہیلی (سودہ) کی کیا رائے ہے؟ خولہ نے کہا کہ اسے یہ رشتہ پسند ہے، زمعہ نے کہا کہ اسے میرے پاس بلاؤ، حضرت خولہؓ نے انہیں بلایا تو زمعہ نے ان سے کہا کہ خولہ کا کہنا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے اسے تم سے اپنے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے اور وہ بہترین جوڑ ہے تو کیا تم پسند کرتی ہو کہ میں ان سے تمہارا نکاح کر دوں؟ حضرت سودہ نے کہا کہ جی ہاں، زمعہ نے مجھ سے کہا کہ جاؤ، جا کر محمد بن عبداللہ کو میرے پاس بلا لاؤ، چنانچہ حضرت خولہ کے بلانے پر روسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، اور زمعہ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت سودہ کا نکاح کر دیا، چند دنوں کے بعد حضرت سودہ کا بھائی عبداللہ بن زمعہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا، اور زمانہ جاہلیت کے طریقہ کے مطابق) حج کر کے واپس آیا، تو وہ (اس نکاح سے ناراضگی کی وجہ سے) اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا، مگر جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا، تو اس کے بعد وہ کہتے تھے کہ تمہاری زندگی کی قسم! میں اس دن بے وقوف تھا، جب سودہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا نکاح ہونے پر میں اپنے سر پر مٹی ڈال رہا تھا۔ (مسند احمد، رقم: 25759)

دیکھیے! نبی کریم ﷺ کا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح بھی کتنی سادگی سے بغیر کسی رسم و رواج کے ہو گیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نبی ﷺ کو بلا کر خود ہی نکاح کر دیا، یہاں تک کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کو بھی پہلے اطلاع نہ ہوئی، نہ اس کے آنے کا انتظار کیا گیا، نہ کسی بارات کا اہتمام ہوا، نہ کسی رسم اور تکلف اور نمود و نمائش کا، نہ بھاری بھر کم دعوت نامے اور شادی کارڈ تیار کر کے گھر گھر لوگوں کو اطلاع دی گئی اور نہ کئی کئی قسم کے کھانے تیار کرنے کے لیے رقم قرض لی گئی۔ (شادی کو سادی بنائیے: 82-83)

- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، جن پر (زعفران کا) کچھ پیلا رنگ لگا ہوا تھا، ان سے رسول اللہ ﷺ نے اس رنگ کے بارے میں معلوم کیا؟ تو حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے اس کو کتنا مہر ادا کیا؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ گٹھلی کے ہم وزن سونا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری سے ہی کیوں نہ ہو۔ (ابن حبان، رقم: 4060)

- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت سے نکاح کیا، پھر میری نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر! کیا تم نے نکاح کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا کہ کنواری لڑکی سے نکاح کیا یا بیوہ عورت سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ عورت سے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کنواری عورت سے نکاح کیوں نہ کیا؟ کہ تم اس سے کھیلتے؟ (یعنی کنواری عورت تمہارے جوڑا اور زوجین کے باہم لطف اندوز ہونے کے زیادہ لائق تھی) میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری یتیم بہنیں ہیں، تو میں نے یہ

اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں وہ (میری ہونے والی بیوی) میرے اور ان کے درمیان حائل نہ ہو جائے (جس کا کنواری سے توڈر تھا، لیکن بیوہ سے ڈر نہیں تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو یہی بہتر تھا، اور عورت سے اس کی دینداری اور مالداری اور خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تو آپ دینداری کو مقدم رکھو (ورنہ) آپ کے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے۔ (مسلم، رقم:715)

- **نکاح میں غیر ضروری رسم ورواج**

ہمارے موجودہ معاشرتی ڈھانچے نے اسے اتنا ہی مشکل بنا ڈالا ہے، اس پر لامتناہی رسموں تقریبات اور فضول اخراجات کا ایسا بوجھ لاد رکھا ہے کہ ایک غریب بلکہ متوسط آمدنی والے شخص کے لیے بھی وہ ایک ناقابل عبور پہاڑ بن کر رہ گیا ہے۔

تقریبات اور دعوتوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

منگنی کی تقریب ایک مستقل شادی کی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ عین نکاح کے موقع پر مہندی ابٹن سے لے کر چوتھی بہوٹے تک تقریبا ہر روز کسی نہ کسی تقریب کا اہتمام لازمی سمجھ لیا گیا ہے، جس کے بغیر شادی بیاہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

پھر تقریبات میں بھی زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ نت نئے اخراجات کا اضافہ ہو رہا ہے نئے نئے مطالبے سامنے آ رہے ہیں نئی نئی رسمیں وجود میں میں آ رہی ہیں غرض فضولیات کا ایک لمبی لسٹ ہے جس نے شادی کو خاص طور سے غریب اور متوسط آدمی کے لیے ایک ایسی ذمہ داری میں تبدیل کر دیا جو عام طور پر صرف حلال آمدنی سے پوری نہیں ہو سکتی، لہٰذا اسے پورا کرنے کے لیے کہیں نہ کہیں ناجائز ذرائع کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ان رسموں کی خلاف ورزی ہو تو شکوے شکایتوں اور طعن و تشنیع کا طوفان کھڑا ہو جاتا ہے۔

بے حیائی کا دوسرا سبب: مردوں عورتوں کا اختلاط

- **آزادانہ اختلاط بے حیائی، بدکاری اور اس کی تباہ کاریوں کا کیسے سبب بنتا ہے؟**

- جس خاندان، معاشرہ، سوسائٹی میں مرد و عورت کے آزادنہ اختلاط، میل جول کی ممانعت کے فطری قانون سے انحراف ہوتا ہے یا اس میں ڈھیل اور لچک پیدا کر دی جاتی ہے، گھروں میں، تقریبات میں، تعلیم گاہوں میں مرد و عورتوں کا اختلاط برداشت کر لیا جاتا ہے، پارکوں ہوٹلوں، ورزش کلبوں میں مرد عورت اکھٹے ہوتے ہیں، معاشی، سیاسی اجتماعی سرگرمیوں میں عورت مرد کے شانہ بشانہ کھڑی ہوتی ہے، دفتروں، فیکٹریوں، کارخانوں میں، تمام سرگرمیوں میں عورت آزادانہ حصہ لینا اپنا حق سمجھتی ہے۔

تو مرد و عورتوں کے آزادنہ میل جول، بات چیت کی صورت میں وہ منفی میلان (سیکس اٹریکشن) جو پہلے ہی فطری طور پر مرد و عورت کے درمیان موجود ہوتا ہے وہ غیر معمولی حد تک ترقی کر جاتا ہے۔

- پھر اس قسم کی سوسائٹی میں قدرتی طور پر دونوں صنفوں میں سے ہر ایک کے اندر صنف مقابل کے لیے زیادہ سے زیادہ جاذب نظر (اٹریکٹو) بننے، مقناطیس بننے کا جذبہ ابھر آتا ہے۔

شروع میں عورتیں اپنے حسن کی نمائش دوسروں کی لذت نظر بننے اپنی طرف مائل کرنے کے لیے نت نئے طریقوں سے بناو سنگار کرتی ہیں، اپنی چال ڈھال اپنی باتوں اپنی آواز، لب لہجہ، اپنی اداؤں سے، اپنے حسن کا اظہار کیا جاتا ہے، طرح طرح کے ڈیزائن کے کپڑے پہننے جاتے ہیں، پھر لباس تنگ، باریک اور مختصر ہوتا چلا جاتا ہے، پھر حسن و جمال کی نمائش کے جذبہ سے مغلوب ہو کر عورت رفتہ رفتہ تمام حدود کو توڑتی چلی جاتی ہے۔ آخر کار بے چاری تنگ آکر اپنے کپڑوں ہی سے باہر نکل پڑتی ہے۔

- ادھر مردوں کے جذبات میں جو آگ لگی ہوتی ہے اور حد سے بڑھی ہوتی ہے جو شہوانی پیاس ہوتی ہے وہ عورتوں کے حسن کی نمائش کے کسی مرحلے پر بے حجابی بے لباسی کی کسی حد پر بجھتی نہیں بلکہ عورت کی طرف سے جتنی نمائش ہوتی ہے مردوں میں یہ آگ مزید بھڑکتی ہے اور مزید بے حجابی اور بے لباسی کا تقاضہ کرتی ہے جیسے کسی کو لو لگ گئی ہو تو پانی کا ہر گھونٹ اس کی پیاس کو بجھانے کے بجائے اور بھڑکا دیتا ہے، اس حد سے بڑھی ہوئی شہوانی پیاس سے بے تاب ہو کر یہ مرد ہر ممکن طریقے سے اس کی تسکین کا سامان کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، یہ موبائلوں میں گندی تصویریں، پیار و محبت کے افسانے ناول

تقریبات میں ناچ گانے یہ شہوانی جذبات سے بھرے ڈرامے، فلمیں آخر کیا ہیں؟ سب اسی آگ کو بجھانے مگر دراصل بھڑکانے کے سامان میں جو سینوں میں لگی ہوئی ہے۔

- پھر جب ایک طرف عورتیں اپنے حسن کی نمائش میں ساری حدیں پار کررہی ہوتی ہیں اور دوسری طرف مرد ہر ممکن طریقے سے شہوانی پیاس بجھانے کے چکر میں ہوتے ہیں ایسے میں ایک تیسرا طبقہ پیسوں کے پجاریوں ایمان کے سوداگروں کا سامنے آتا ہے جو بے حیائی کی اس طلب، ڈیمانڈ اور انسانی کمزوری (جنسی جذبات) کو EXPLOIT کر کے دولت کمانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

خودغرض کاروباری، اشتہار کے لیے چیزوں پر سائن بورڈز پر، اخبارات میں، رسائل میں، عریاں تصاویر لگاتے ہیں۔

جنسی مسائل پر حد درجہ ناپاک لٹریچر، پمفلیٹوں، کتابوں رسالوں، ناولوں کی شکل میں شایع کیا جاتا ہے۔

مختلف چینلز کے مالکان اپنی تجوریوں کو بھرنے کے لیے شہوت انگیز مواد دکھاتے ہیں، بے ہودہ ڈرامے فحش فلمیں چلاتے ہیں، بے حیا اداکاراوں اور ماڈلز کو پروموٹ کرتے ہیں فحش ویب سائٹس تیار کرتے ہیں۔ یونیسیف UNICEF کی رپورٹ بتاتی ہے کہ میڈیا عورت کو ایک جنسی Object کے طور پر پیش کرتا ہے۔

تعلیم گاہوں کی انتظامیہ فروغ تعلیم نسواں کی آڑ میں مخلوط تعلیم، ناچ گانے رقص وسرور کو فروغ دیتے ہیں۔

(ہمارا تعلیمی نظام، مفتی تقی عثمانی صاحب:32)

فحاشی عریانی پر مشتمل اشیاء بے ہودہ عریاں شہوت انگیز فیشن کے لباس شراب، نشہ آور اشیاء فروخت کرتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے اور اس جیسے دیگر بے ہودہ تہواروں پر سرخ پھول محبت کے کارڈ فروخت کرتے ہیں بے حیائی کے اڈے چلائے جاتے ہیں ہوٹل ریسٹورنٹ، دفاتر، ائرپورٹ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں عورت کو مردوں کو مائل کرنے کیلیے رکھا نہ گیا ہو۔

الغرض جب کسی معاشرہ میں مردوں عورتوں کے آزادانہ میل جول کی وجہ سے جنسی میلان غیر معمولی حد تک بڑھ چکا ہو عورتیں حسن کی نمائش میں تمام حدیں پار کررہی ہوں اور مرد حد سے بڑھی ہوئی شہوانی پیاس کی ہر ممکن طریقے سے تسکین کے خواہاں ہو اور خودغرض تاجر انسانی جنسی کمزوریوں کے ذریعہ اپنا کاروبار چلا رہے ہوتو ایسے معاشرہ اور سوسائٹی کو بے حیائی بدکاری اور اس کی تباہ کاریوں سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

آزادنہ اختلاط جب جہاں ہوگا اس کا لازمی نتیجہ بے حیائی ہوگا۔ حدیث میں ایک واقعہ ملتا ہے:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ

اللَّهِ وَأْذَنْ لِي؟ قَالَ: قُلْ قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ العِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي: أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَعَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، المِائَةُ شَاةٍ وَالخَادِمُ رَدٌّ، عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا « فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔ (بخاری، رقم:6828)

ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کریں۔ اس پر اس کا مقابل بھی کھڑا ہو گیا اور وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا، پھر اس نے کہا کہ واقعی آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے ہی فیصلہ کیجیے اور مجھے بھی گفتگو کی اجازت دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کہو، اس شخص نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے یہاں مزدوری پر کام کرتا تھا پھر اس نے اس کی عورت سے زنا کر لیا، میں نے اس کے فدیہ میں اسے سو بکری اور ایک خادم دیا، پھر میں نے بعض علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر ہونے کی حد واجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ہوں گے اور اور سال کے لیے اسے جلاوطن کیا جائے گا اور اے انیس! صبح کو اس کی عورت کے پاس جانا اگر وہ (زنا کا) اقرار کر لے تو اسے رجم کر دو۔ چنانچہ وہ صبح کو اس کے پاس گئے اور اس نے اقرار کر لیا اور انہوں نے رجم کر دیا۔

حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَتَتْنِي امْرَأَةٌ تَبْتَاعُ تَمْرًا، فَقُلْتُ: إِنَّ فِي البَيْتِ تَمْرًا أَطْيَبَ مِنْهُ، فَدَخَلَتْ مَعِي فِي البَيْتِ، فَأَهْوَيْتُ إِلَيْهَا فَتَقَبَّلْتُهَا، فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ: اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلاَ تُخْبِرْ أَحَدًا، فَلَمْ أَصْبِرْ فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: اسْتُرْ عَلَى نَفْسِكَ وَتُبْ وَلاَ تُخْبِرْ أَحَدًا، فَلَمْ أَصْبِرْ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: أَخَلَفْتَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي أَهْلِهِ بِمِثْلِ هَذَا حَتَّى تَمَنَّى أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ إِلاَّ تِلْكَ السَّاعَةَ حَتَّى ظَنَّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. قَالَ: وَأَطْرَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلاً حَتَّى أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ {وَأَقِمِ الصَّلاَةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ} إِلَى قَوْلِهِ: {ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ}.

قَالَ أَبُو الیَسَرِ : فَأَتَیْتُہُ فَقَرَأَھَا عَلَیَّ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْحَابُہُ: یَا رَسُولَ اللہِ، أَلِھٰذَا خَاصَّۃً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّۃً؟ قَالَ: بَلْ لِلنَّاسِ عَامَّۃً.(ترمذی، رقم:3115)

ایک عورت میرے پاس کھجور خریدنے آئی، میں نے اس سے کہا: (یہ کھجور جو یہاں موجود ہے جسے تم دیکھ رہی ہو) اس سے اچھی اور عمدہ کھجور گھر میں رکھی ہے۔ چنانچہ وہ بھی میرے ساتھ ساتھ گھر میں آ گئی، میں اس کی طرف مائل ہوگیا اور اس کو چوم لیا تب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا، انہوں نے کہا: اپنے نفس (کی اس غلطی) پر پردہ ڈال دو، توبہ کرو، دوسرے کسی اور سے اس واقعہ کا ذکر نہ کرو، لیکن مجھ سے صبر نہ ہوسکا چنانچہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی اس (واقعہ) کا ذکر کیا، انہوں نے بھی کہا: اپنے نفس کی پردہ پوشی کرو، توبہ کرو اور کسی دوسرے کو یہ واقعہ نہ بتاؤ۔ (مگر میرا جی نہ مانا) میں اس بات پر قائم نہ رہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ کو بھی یہ بات بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ایک غازی کی بیوی کے ساتھ جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا ہے اس کی غیر موجودگی میں ایسی حرکت کی ہے؟ آپ کی اتنی بات کہنے سے مجھے اتنی غیرت آئی کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوتا بلکہ اب لاتا اسے خیال ہوا کہ وہ تو جہنم والوں میں سے ہوگیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سوچ میں) کافی دیر تک سر جھکائے رہے یہاں تک کہ آپ پر بذریعہ وحی آیت:

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۔(ھود:114)

اور (اے پیغمبر) دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کرو۔ یقینا نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ ایک نصیحت ہے ان لوگوں کے لیے جو نصیحت مانیں۔

(جب) میں رسول کے پاس آیا تو آپ نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ (بشارت) ان کے لیے خاص ہے یا سبھی لوگوں کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ سبھی لوگوں کے لیے عام ہے۔

❑ حیا کا تقاضہ: مردوں، عورتوں کے آزادانہ اختلاط سے بچا جائے۔

- **کہیں بھی اختلاط نہ ہو**

گھروں میں تقریبات میں تعلیم گاہوں میں، پارکوں، ہوٹلوں، ورزش کلبوں میں، دفتر، فیکٹری، کارخانوں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو۔

• آزادانہ اختلاط کی کسی شریعت میں اجازت نہ تھی

• اللہ تعالیٰ انسانوں کے خالق ہیں، بنانے والے ہیں اور بنانے والا زیادہ جانتا ہے اس چیز کو جس کو اس نے بنایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں مردوں عورتوں کو ان کے مزاجوں، نفسیات، رجحانات کو، مردوں عورتوں کے ایک دوسرے کی طرف فطری میلان کو۔

قرآن کریم میں ہے:

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ (ملك:14)

بھلا جس نے پیدا کیا وہی نہ جانے؟ جبکہ وہ بہت باریک بین، مکمل طور پر باخبر ہے۔

لہٰذا مردوں، عورتوں کے فطری میلان ہوتے ہوئے باہمی اختلاط کی اجازت دینا چونکہ آگ اور پیٹرول کو اکھٹا کرنے کے مترادف تھا اور مردوں عورتوں کا اختلاط ہی سارے فساد بدکاریوں کے بے حیائیوں کا سبب تھا۔ اسی سے بے حیائی کا سیلاب پھوٹتا ہے، شہوانیت، عیش پرستی عام ہوتی ہے، پھر خاندانی نظام منہدم ہوتا ہے، قوموں کے نہ صرف اخلاق تباہ ہوتے ہیں بلکہ اخلاقی تنزل کے ساتھ ذہنی، جسمانی، مادی قوتوں صلاحیتوں کا بھی تنزل ہوتا ہے جس کا آخری انجام قوموں کی ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، خروج، فقرة: 8-3)

لہٰذا شریعت نے مردوں عورتوں کے آزادانہ اختلاط کو ناجائز قرار دیا اور صرف اسلام ہی کیا مردوں عورتوں کے آزادنہ اختلاط کی تو کسی آسمانی شریعت میں کبھی اجازت نہیں دی گئی۔ (حاشیہ، زاہد الراشدی)

• اقوام قدیمہ میں ایک قوم یونانیوں کی ہے یونانیوں کے دور عروج میں شریف یونانیوں کے ہاں بھی مردوں عورتوں کا آزدانہ اختلاط ممنوع تھا، ان کے گھروں میں زنان خانے مردان خانوں سے الگ ہوتے تھے ان کی عورتیں مخلوط محفلوں میں شریک نہ ہوتی تھیں، نہ منظر عام پر نمایاں کی جاتی تھی، نکاح کے ذریعہ کسی ایک مرد سے وابستہ ہونا عورت کے لیے شرافت عزت سمجھا جاتا تھا اور بغیر نکاح کے اس طرح رہنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ (پردہ: 20)

• یونانیوں کے بعد جب رومیوں کا دور آیا تو رومیوں کے زمانہ عروج میں اگرچہ یونانیوں کی طرح پردے کا رواج تو نہ تھا، مگر عورت اور جوان نسل کو خاندانی نظام میں کس کر رکھا گیا تھا عورت اور مرد کے تعلق کی جائز اور شریفانہ صورت نکاح کے سوا کوئی نہ تھی مردوں عورتوں کے آزادانہ تعلق کو بری نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ عفت، پاکدامنی خصوصاً عورت کے معاملہ میں ایک قیمتی چیز تھی اسے معیار شرافت سمجھا جاتا تھا۔ (پردہ: 22)

• پھر رومیوں کے دور زوال کے بعد جب مسیحیت آئی تو شرع میں انہوں نے بھی فواحش اور بے حیائی کا انسداد کیا، مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط پر پابندی لگائی، عریانیت کو زندگی کے ہر شعبہ سے نکالا، قحبہ گری کو بند کرنے کی تدبیریں کیں،

طوائف ناچنے گانے والیوں کو ان کے پیشہ سے توبہ کرائی۔ (پردہ:24)

الغرض مردوں عورتوں کے آزادنہ اختلاط کو اسلام سمیت کسی مذہب اور شریعت میں، کسی مہذب اور شریف قوم میں کبھی برداشت نہیں کیا گیا۔

- **اسلام میں بھی اختلاط کی ممانعت ہے**

مردوں، عورتوں کا اختلاط چونکہ بے پردگی، بدنظری کا سبب ہے اور شریعت میں ان کی ممانعت ہے۔ لہٰذا عام حالات میں مردوں، عورتوں کا اختلاط بھی ناجائز ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خروج، فقرۃ:8)

- **راستوں میں بھی اختلاط کی اجازت نہیں**

ایک روایت میں آتا ہے:

وَهُوَ (رسول الله ﷺ) خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ۔ (ابوداؤد، رقم:5272)

ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد سے باہر نکل رہے تھے تو دیکھا کہ لوگ راستے میں عورتوں میں مل جل گئے ہیں، تو رسول ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: تم پیچھے ہٹ جاؤ، تمہارے لیے راستے کے درمیان سے چلنا ٹھیک نہیں، تمہارے لیے راستے کے کنارے کنارے چلنا مناسب ہے پھر تو ایسا ہو گیا کہ عورتیں دیوار سے چپک کر چلنے لگیں، یہاں تک کہ ان کے کپڑے (دوپٹے وغیرہ) دیوار میں پھنس جاتے تھے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهَى أَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ۔

(ابوداؤد، رقم:5273)

نبی کریم ﷺ نے (مرد کو) دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے مرد کو عورتوں کے درمیان چلنے سے اس لیے منع فرمایا کہ مرد و عورت کا اختلاط نہ صرف یہ کہ مختلف قسم کی برائیوں کے فتنہ میں مبتلا کر دیتا ہے بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو شرم و حیا اور سنجیدگی و متانت کے تقاضوں کے خلاف سمجھا گیا ہے۔

واضح رہے کہ جس طرح عورتوں کے درمیان چلنا منع ہے اسی طرح راستہ میں کسی عورت کے ساتھ بھی چلنا منع ہے بشرطیکہ اس کی وجہ سے کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے کا خوف ہو۔ (مظاہر حق:4/368)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ. (بخاری، رقم:870)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام پھیرتے ہی عورتیں جانے کے لیے اٹھ جاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے کھڑے نہ ہوتے۔ (یہ اس لیے تھا تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے نکل جائیں۔)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ، قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ الرِّجَالُ.

(بخاری، رقم:866)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے فوراً بعد (باہر آنے کے لیے) اٹھ جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرد نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ جب تک اللہ کو منظور ہوتا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھتے تو دوسرے مرد بھی کھڑے ہو جاتے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مَكَثَ قَلِيلًا، وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ، كَيْمَا يَنْفُذُ النِّسَاءُ قَبْلَ الرِّجَالِ.

(ابوداود، رقم:1040، فتح الباری: 336/2، ویلاحظ ایضا عون المعبود: 253/3، وبذل المجهود: 156/2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (نماز سے) سلام پھیرتے تو تھوڑی دیر ٹھہر جاتے، لوگ سمجھتے تھے کہ یہ اس وجہ سے ہے تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے چلی جائیں۔

- **عبادت اور عبادت گاہوں میں بھی اختلاط کی اجازت نہیں**

1) پنج وقتہ نمازوں، جمعہ، عیدین کے لیے مسجد آنا:

اسلام میں سب سے اہم فریضہ نماز ہے اور نماز میں مسجد اور جماعت کی بڑی اہمیت ہے، مگر باجماعت نماز کے بارے میں عورتوں کے احکام مردوں سے مختلف ہیں۔ جس کی وجہ مردوں عورتوں کو آپس کے اختلاط سے بچانا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ (مسند احمد، رقم 26542)

عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کی مخفی ترین جگہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، قَالَ: »قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي«، قَالَ: فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. (مسند احمد، رقم:27090)

حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول بے شک میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہے لیکن تیرا (اپنی مخصوص) اقامت گاہ میں نماز پڑھنا (عام) کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور عام کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری اس مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ پس حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا اور گھر کے ایک دور والے کونے اور اندھیرے والی جگہ میں ایک مسجد بنائی گئی وہ اسی میں نماز پڑھتی تھی، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جاملی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ (بخاری، رقم:869، عمدۃ القاری:480/9)

آج عوتوں میں نئی باتیں پیدا ہوگئی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

- دور نبوی میں خواتین کو ضرورت (دین سیکھنا) کی وجہ سے مسجد آنے کی اجازت ہے لیکن چند شرائط بھی مقرر کردی گئیں تھیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ دن کے اوقات میں مسجد میں نہ جائیں۔ بلکہ صرف ان نمازوں میں شریک ہوں جو اندھیرے میں پڑھی

جاتی ہوں یعنی عشا اور فجر۔

حدیث میں آتا ہے:

ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ۔ (ترمذی، رقم:570)

عورتوں کو رات میں مسجد جانے کی اجازت دو

حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد خاص حضرت نافع کہتے ہیں کہ رات کی تخصیص اس لیے کہ رات کی تاریکی میں اچھی طرح پردہ داری ہوسکتی ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔ (مسلم، رقم:232)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ جب عورتیں نماز کے بعد اپنی اوڑھنیوں میں لپٹی ہوئی مسجد سے پلٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

دوسری شرط یہ تھی کہ مسجد میں زینت کے ساتھ سج سنور کر نہ آئیں اور نہ خوش بو لگا کر آئیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتَّى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔

(ابن ماجہ، رقم:4001)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک بہت بنی سنوری ہوئی عورت بڑی ناز و تبختر کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! اپنی عورتوں کو زینت اور تبختر کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔

خوشبو کے متعلق فرمایا کہ جس رات تمہیں نماز میں شریک ہونا ہو اس رات کو کسی قسم کا عطر لگا کر نہ آو، نہ بخور استعمال کرو۔ بالکل سادہ لباس میں آو۔ جو عورت خوش بو لگا کر آئے گی اس کی نماز نہ ہوگی۔

تیسری شرط یہ ہے کہ عورتیں جماعت میں مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں اور نہ آگے کی صفوں میں آئیں۔ انہیں مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ فرمایا:

خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا۔(مسلم، رقم:132)

مردوں کے لیے بہترین مقام آگے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام پیچھے کی صفوں میں اور عورتوں کے لیے بہترین مقام پیچھے کی صفوں میں ہے اور بدترین مقام آگے کی صفوں میں ہے۔

جماعت کے باب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ عورت اور مرد پاس پاس کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں خواہ وہ شوہر اور بیوی یا ماں اور بیٹا ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلْنُصَلِّ بِكُمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِالمَاءِ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ عَلَيْهِ أَنَا، وَاليَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ۔(ترمذی، رقم:234)

ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے کھانا پکایا اور اس کو کھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدعو کیا، آپ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا: اٹھو چلو ہم تمہیں نماز پڑھائیں، تو میں اٹھ کر اپنی ایک چٹائی کے پاس آیا جو زیادہ استعمال کی وجہ سے کالی ہو گئی تھی، میں نے اسے پانی سے دھویا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے، میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے اس پر صف لگائی اور دادی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں، تو آپ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت ہے:

صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقُمْتُ وَيَتِيمٌ خَلْفَهُ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔(بخاری، رقم:871)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے گھر میں نماز پڑھی۔ میں اور یتیم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَائِشَةُ خَلْفَنَا تُصَلِّي مَعَنَا۔(نسائی، رقم:805)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے اٹھے۔ میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ عورتیں نماز میں آواز بلند نہ کریں۔ قاعدہ یہ مقرر کیا گیا ہے کہ اگر نماز میں امام کو کسی چیز پر تنبہ کرنا ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیں۔ (بخاری، رقم:1234)

ان تمام حدود و قیود کے باوجود جب حضرت عمرؓ کو جماعت میں مردوں، عورتوں کے اختلاط کا اندیشہ ہوا تو آپ نے مسجد میں عورتوں کے لیے ایک الگ دروازہ مختص فرما دیا اور مردوں کو اس دروازہ سے آنے جانے کی ممانعت کر دی۔

(ابوداود، رقم:464، پردہ:264)

2) طواف، مناسک حج میں اختلاط کی ممانعت

- اسلام کا بڑا اجتماعی فریضہ ہے حج ہے، یہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔ مگر حتی الامکان عورتوں کو طواف اور دیگر مناسک حج کے موقع پر مردوں کے ساتھ اختلاط سے روکا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ، قَالَ: كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ؟ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ؟ قُلْتُ: أَبَعْدَ الحِجَابِ أَوْ قَبْلُ؟ قَالَ: إِي لَعَمْرِي، لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الحِجَابِ، قُلْتُ: كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنَّ يُخَالِطْنَ، كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ، لاَ تُخَالِطُهُمْ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ المُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: »انْطَلِقِي عَنْكِ«، وَأَبَتْ، يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ، فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ، وَلَكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ البَيْتَ، قُمْنَ حَتَّى يَدْخُلْنَ، وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ، وَكُنْتُ آتِي عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِي جَوْفِ ثَبِيرٍ، قُلْتُ: وَمَا حِجَابُهَا؟ قَالَ: هِيَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ، لَهَا غِشَاءٌ، وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذَلِكَ، وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا۔ (بخاری، حج، طواف النساء مع الرجال، رقم:1618)

جب ابن ہشام (جب وہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے مکہ کا حاکم تھا) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کر دیا تو اس سے انہوں نے کہا کہ تم کس دلیل پر عورتوں کو اس سے منع کر رہے ہو؟ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا تھا۔ ابن جریج نے پوچھا یہ پردہ (کی آیت نازل ہونے) کے بعد کا واقعہ ہے یا اس سے پہلے کا؟ انہوں نے کہا میری عمر کی قسم! میں نے انہیں پردہ (کی آیت نازل ہونے) کے بعد دیکھا۔ اس پر ابن جریج نے پوچھا کہ پھر مرد عورت مل جل جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اختلاط نہیں ہوتا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے الگ رہ کر ایک الگ کونے میں طواف کرتی تھیں، ان کے ساتھ مل کر نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت (وقرہ نامی) نے ان سے کہا

ام المؤمنین! چلئے (حجر اسود کو) بوسہ دیں۔ تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا تو جا چوم، میں نہیں چومتی اور ازواج مطہرات رات میں پردہ کر کے نکلتی تھیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ البتہ عورتیں جب کعبہ کے اندر جانا چاہتیں تو اندر جانے سے پہلے باہر کھڑی ہو جاتیں اور مرد باہر آ جاتے (تو وہ اندر جاتیں) میں اور عبید بن عمیر عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ثبیر (پہاڑ) پر ٹھہری ہوئی تھیں، (جو مزدلفہ میں ہے) ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ اس وقت پردہ کس چیز سے تھا؟ عطاء نے بتایا کہ ایک ترکی قبہ میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ اس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اس کے سوا اور کوئی چیز حائل نہ تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک گلابی رنگ کا کرتہ تھا۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں:

شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقَالَ: طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ: "وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ۔ (بخاری رقم 1619)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بیمار ہونے کی شکایت کی (کہ میں پیدل طواف نہیں کر سکتی) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سواری پر چڑھ کر اور لوگوں سے علیحدہ رہ کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے عام لوگوں سے الگ رہ کر طواف کیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ والطور و کتاب مسطور کی قرآت کر رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف میں مردوں اور عورتوں کو اختلاط سے منع کر رکھا تھا، ایک مرتبہ ایک آدمی کو آپ نے عورتوں کے مجمع میں دیکھا تو پکڑ کر کوڑے لگائے۔ (فتح الباری، حدیث، رقم: 1618)

3) جنازہ اور قبرستان میں اختلاط کی ممانعت

مسلمان کے جنازہ میں شریک ہونا شریعت میں فرض کفایہ ہے۔ مگر عورتوں کو جنازہ میں شرکت سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ. (ترمذی، رقم: 1056)

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیادہ زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي - مَيِّتًا فَلَمَّا فَرَغْنَا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا حَاذَى بَابَهُ وَقَفَ، فَإِذَا

نَحْنُ بِامْرَأَةٍ مُقْبِلَةٍ، قَالَ: أَظُنُّهُ عَرَفَهَا فَلَمَّا ذَهَبَتْ، إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَخْرَجَكِ يَا فَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكِ؟، فَقَالَتْ: أَتَيْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ أَوْ عَزَّيْتُهُمْ بِهِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى؟، قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ، قَالَ: لَوْ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى فَذَكَرَ تَشْدِيدًا فِي ذَلِكَ، فَسَأَلْتُ رَبِيعَةَ عَنِ الْكُدَى؟ فَقَالَ: الْقُبُورُ فِيمَا أَحْسَبُ۔ (ابوداود،رقم:3123)

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک میت کو دفنایا، جب ہم تدفین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ لوٹے، ہم بھی آپ کے ساتھ لوٹے، جب آپ ﷺ میت کے دروازے کے سامنے آئے تو رک گئے، اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت چلی آرہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو پہچان لیا، جب وہ چلی گئیں تو معلوم ہوا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں نکلی؟، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں اس گھر والوں کے پاس آئی تھی تاکہ میں ان کی میت کے لیے اللہ سے رحم کی دعا کروں یا ان کی تعزیت کروں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: شاید تم ان کے ساتھ کُدی (مکہ میں ایک جگہ ہے) گئی تھی، انہوں نے کہا: معاذ اللہ! میں تو اس بارے میں آپ کا بیان سن چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ کدی گئی ہوتی تو میں ایسا ایسا کرتا، (اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے سخت رویے کا اظہار فرمایا)۔ راوی کہتے ہیں: میں نے ربیعہ سے کدی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: جیسا کہ میں سمجھ رہا ہوں اس سے قبریں مراد ہے۔

الغرض ان احکامات پر غور کیجیے نماز ایک مقدس عبادت ہے۔ مسجد ایک پاک مقام ہے۔ حج میں انسان انتہائی پاکیزہ خیالات کے ساتھ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ جنازوں اور قبروں کی حاضری میں ہر شخص کے سامنے موت کا تصور ہوتا ہے اور غم والم کے بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب مواقع ایسے ہیں جن میں صنفی جذبات یا تو بالکل مفقود ہوتے ہیں یا رہتے ہیں تو دوسرے پاکیزہ تر جذبات سے مغلوب ہوجاتے ہیں مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے ایسے اجتماعات میں مردوں اور عورتوں کی سوسائٹی کا مخلوط ہونا پسند نہ کیا۔ مواقع کی پاکیزگی، مقاصد کی طہارت اور عورتوں کے جذبات کی رعایت ملحوظ رکھ کر انہیں گھر سے نکلنے کی اجازت تو دے دی اور بعض مواقع پر خود بھی ساتھ لے گئے۔ لیکن حجاب کی اتنی قیود لگادیں کہ فتنے کے ادنیٰ احتمالات بھی باقی نہ رہیں۔ پھر حج کے سوا تمام دوسرے اُمور کے متعلق فرمادیا کہ ان میں عورتوں کا شریک نہ ہونا زیادہ بہتر ہے۔

جس قانون کا یہ رجحان ہو، کیا اس سے آپ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسکولوں اور کالجوں میں، دفتروں اور فیکٹریوں میں، پارکوں

اور تفریح گاہوں میں، تھیٹروں اور سینماؤں میں، قہوہ خانوں اور رقص گاہوں میں مردوں و عورتوں کا اختلاط جائز رکھے گا؟

(پردہ:269)

4) مردوں کو دفن کرنے میں اختلاط کی ممانعت

شریعت کا حکم تو یہ کہ اگر جگہ کی تنگی یا قبر کھودنے والوں کی کمی کی وجہ اجتماعی قبر بنانی پڑے تو اس میں بھی مردوں کو اس طرح رکھا جائے کہ مرد سب سے آگے ہوں قبلہ کی طرف پھر بچے کو رکھا جائے پھر عورت کو رکھا جائے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، دفن ،فقرۃ:14)

❑ شرعی حدود اور ضابطوں کی رعایت کے ساتھ بوقت ضرورت اجازت ہے۔

(1) مخلوط تعلیم گاہوں میں پڑھنے کا حکم

عورتوں کو دینی اور دنیوی علوم سیکھنے کی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کو اُسی قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جس قدر مردوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے دین و اخلاق کی تعلیم جس طرح مرد حاصل کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی حاصل کرتی تھیں۔ آپ نے ان کے لیے اوقات معین فرما دیے تھے جن میں وہ آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتی تھیں۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، انوثۃ، فقرۃ:9، تعلیم، فقرۃ:12) آپ کے ازواجِ مطہرات اور خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں کی، بلکہ مردوں کی بھی معلمہ تھیں اور بڑے بڑے صحابہ و تابعین ان سے حدیث، تفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ (سیرت عائشہ، علامہ سید سلیمان ندوی:239) اشراف تو درکنار، نبی اکرم ﷺ نے لونڈیوں تک کو علم اور ادب سکھانے کا حکم دیا تھا۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الأَمَةُ، فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا، وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا، ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ. (بخاری، رقم:3011)

جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے خوب تعلیم دے اور عمدہ تہذیب و شائستگی سکھائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

پس جہاں تک نفس تعلیم و تربیت کا تعلق ہے۔ اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا ہے۔ لیکن شریعت میں مخلوط نظام تعلیم کی اجازت نہیں۔ (پردہ:200)

ایسی مخلوط تعلیمی ادارے جہاں لڑکیوں اور لڑکوں کو ساتھ تعلیم دی جاتی ہے، شریعت کے خلاف ہیں۔

لہٰذا پڑھنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے لازم ہے کہ مطلوبہ شعبہ سے متعلق جب تک کوئی دوسرا ادارہ میسر ہو جہاں اختلاط نہ ہو وہاں تعلیم حاصل کریں، خواہ وہ ادارہ اس قدر مشہور نہ ہو۔ اور اگر ایسا ادارہ میسر نہ ہوں اور مخلوط تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کرنا ناگزیر ہو تو درج ذیل حدود کی رعایت کرتے ہوئے۔ وہاں جانے کی گنجائش ہے۔

(1) لڑکوں کے لیے کسی بھی اجنبی عورت خواہ ٹیچر ہوں یا طالبہ کے ساتھ اکیلے کمرے میں نہ رکیں نہ ہی اکیلے میں ملاقات کریں۔

(2) خواتین کے چہرے کی طرف نگاہ نہ کی جائے

(3) مجبوراً! کبھی کسی غیرمحرم عورت سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو بوقت ضرورت بقدرضرورت بات کریں بلاضرورت بات کرنا ہنسی مزاح کی گنجائش نہیں۔ (فتویٰ بنوری ٹاؤن، الموسوعة الفقهية الكويتية، انوثة، فقرة:10، نظر، فقرة:35)

(2) مشترکہ خاندانی نظام میں پردہ کا حکم

عورت کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا لازم وضروری ہے اگرچہ وہ اجنبی مرد، عورت یا اس کے شوہر کے قریبی رشتہ دار ہوں۔ جیسے: دیور، چچازاد بھائی وغیرہ۔ بلکہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کے بھائی کو عورت کے حق میں موت قرار دیا ہے۔

(بخاری، رقم:5232)

اس لیے عورت کو شوہر کے یا اپنے قریبی رشتہ داروں میں جو اجنبی مرد ہوں، ان سے پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہیے تاکہ فتنوں کا انسداد رہے۔ البتہ اگر مالی تنگی کی وجہ سے پردہ شرعی کے لیے الگ الگ مکانات کا انتظام کرنا سخت مشکل ہو تو ایسی صورت میں بوجہ مجبوری درج ذیل حدود کی رعایت کے ساتھ مشترکہ فیملی میں رہنے کی گنجائش ہوسکتی ہے:

(1) نامحرم کے ساتھ خلوت وتنہائی سے سخت پرہیز کیا جائے

(2) مرد اطلاع کے بغیر گھر کے اندر نہ آئیں بلکہ بتا کر یا کم از کم کھنکار کر داخل ہوں، تاکہ کسی قسم کی بے پردگی نادانستگی میں بھی نہ ہو اور عورت اگر کمرے سے باہر آنا چاہے تو موٹی چادر دوپٹہ سے بال وغیرہ ڈھانک کر نکلے۔ البتہ چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی رہیں تو گنجائش ہے۔

(3) بلاضرورت ایک دوسرے سے گفتگو نہ کریں۔ بے محابا اختلاط ہنسی مذاق کرنے کی تو اجازت ہی نہیں اگر کبھی کوئی ضروری بات یا کام ہو تو آواز میں لچک پیدا کیے بغیر پردہ میں رہ کر ضرورت کی حد تک بات کی جائے۔

کبھی سارے گھر والے اکٹھے کھانے پر یا ویسے بھی بیٹھے ہوں تو خواتین ایک طرف اور مرد ایک طرف رہیں۔ تاکہ اختلاط نہ ہو۔ (فتویٰ دارالعلوم دیوبند، فتویٰ بنوری ٹاؤن)

(3) مخلوط نظام معیشت میں ملازمت کا حکم

کمانے کی غرض سے بھی عورت کا نکلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور اُس کا نفقہ اس کے والد یا شوہر پر لازم کیا گیا؛ تاکہ گھر سے باہر نکلنے کی حاجت پیش نہ آئے، شادی سے پہلے اگر اُس کا اپنا مال نہ ہو تو اس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اور شادی کے بعد اس کا نفقہ اس کے شوہر پر لازم کیا ہے۔ لہٰذا کمانے کے لیے بھی عورت کا اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی خاتون کی شدید مجبوری ہو دوسرا کمانے والا نہ ہو تو ایسی صورت عورت کے گھر سے نکلنے کی گنجائش ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی مندرج ذیل حدود و قیود کی رعایت ضروری ہوگی۔

(1) کوئی ایسی ملازمت یا کام اختیار نہ کرے جس میں کسی اجنبی اور غیر محرم کے ساتھ تنہائی حاصل ہوتی ہو بلکہ عورتوں کے کام کے شعبے مردوں سے الگ ہوں۔

(2) عورت مکمل پردے کے ساتھ گھر سے نکلے

(3) کسی نامحرم سے بات چیت، میل جول، ہنسی مذاق بالکل نہ ہو۔ نیز ملازم عورتیں مرد افسروں کے ماتحت نہ ہوں۔

(4) مردوں کا عورتوں سے، عورتوں کا مردوں سے علاج معالجہ

اگر مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت علاج معالجہ کے لیے ہے۔ اول بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے اس کے بعد کافر عورت اس کے بعد داکٹر کی ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے وہ بھی نہ ہو تو کافر کی طرف رجوع کیا جائے۔ لیکن مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ کے لیے بھی مندرج ذیل حدود و قیود کی رعایت ضروری ہوگی۔

(1) مریضہ اور غیر محرم، اجنبی ڈکٹر تنہائی میں نہ ہوا بلکہ ان کے ساتھ عورت کا کوئی محرم مرد بھی موجود ہو۔

(2) عورت مکمل پردے میں ہو۔ جتنی ضرورت ہو صرف اس جگہ تک دیکھنے کی اجازت ہے۔

(3) بلاضرورت بات چیت، ہنسی مذاق بالکل نہ ہو۔ (مریضہ کو دیکھنے کی تفصیلات کے لیے دیکھیں، ص:)

مخلوط تقریبات کا سیلاب

شادی بیاہ کی تقریبات میں بے حیائی کے مناظر اب ان گھرانوں میں بھی نظر آنے لگے ہیں جو اپنے آپ کو دیندار کہتے ہیں، جن کے مرد مسجد میں صف اول میں نماز پڑھتے ہیں، ان کے گھرانوں کی شادی بیاہ کی تقریبات میں جا کر دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جس میں اس بات کا خیال اور تصور نہیں آسکتا تھا کہ شادی بیاہ کی تقریبات میں مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوگا، لیکن اب تو مرد و عورت کی مخلوط دعوتوں کا ایک سیلاب ہے اور عورتیں بن سنور کر، سنگھار پٹار کر کے، زیب و زینت سے آراستہ ہو کر ان مخلوط دعوتوں میں شریک ہوتی ہیں۔ نہ پردہ کا کوئی تصور ہے، نہ حیاء کا کوئی خیال ہے۔

یہ بدامنی کیوں نہ ہو؟

اور پھر تقریبات کی ویڈیو فلمیں بن رہی ہیں تاکہ جو کوئی اس تقریب میں شریک نہیں ہوسکتا اور اس نظارے سے لطف اندوز نہیں ہوسکا، اس کے لیے اس نظارہ سے لطف اندوز ہونے کے لیے ویڈیو فلم تیار رہے، اس کے ذریعہ وہ اس کا نظارہ کرسکتا ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے، لیکن پھر بھی دیندار ہیں، پھر بھی نمازی پرہیزگار ہیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے، لیکن کان پر جوں نہیں رینگتی اور ماتھے پر شکن نہیں آتی اور دل میں اس کو ختم کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہیں ہوتا۔ بتائیے کیا پھر بھی یہ فتنے نہ آئیں؟ کیا پھر بھی بدامنی اور بے سکونی پیدا نہ ہو؟ اور آج کل جو ہر ایک کی جان و مال وعزت آبرو خطرے میں ہے۔ یہ سب کیوں نہ ہوں، یہ تو اللہ عالی کی طرف سے غنیمت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہے کہ ایسا قہر ہم پر نازل نہیں ہوتا کہ ہم سب ہلاک ہوجائیں ورنہ ہمارے اعمال تو سارے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک قہر اور ایک عذاب کے ذریعہ سب کو ہلاک کردیا جاتا ہے۔

ہم اپنی اولاد کو جہنم کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں

اور یہ سب گھر کے بڑوں کی غفلت اور بے حسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے دل سے احساس ختم ہوگیا، کوئی کہنے والا اور کوئی ٹوکنے والا نہیں رہا، بچے جہنم کی طرف دوڑے ہوئے جا رہے ہیں، کوئی ان کا ہاتھ پکڑ کر روکنے والا نہیں ہے۔ کسی باپ کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم اپنی اولاد کو کس گڑھے میں دھکیل رہے ہیں اور دن رات سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اب اگر کوئی ان کو سمجھاتا ہے تو ان بڑوں کا یہ جواب ہوتا ہے کہ ارے بھائی! یہ تو نوجوان ہیں، لگے رہنے دو، ان کے کاموں میں رکاوٹ نہ ڈالو۔ اس طرح اولاد کے سامنے ہتھیار ڈال کر نتیجہ یہاں تک پہنچ گیا۔

ابھی پانی سر سے نہیں گزرا

اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا۔ اب بھی اگر گھر کے سربراہ اور گھر کے ذمہ دار اس بات کا تہیہ کرلیں کہ یہ چند کام نہیں کرنے دیں گے۔ ہمارے گھر میں مرد وعورت کا مخلوط اجتماع نہیں ہوگا، ہمارے گھر میں کوئی تقریب عورتوں کی بے پردگی کے ساتھ نہیں ہوگی، ویڈیو فلم نہیں بنے گی۔ اگر گھر کے بڑے ان باتوں کا تہیہ کرلیں تو اب بھی اس سیلاب پر بند باندھا جاسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ سیلاب قابو سے باہر ہوا ہو لیکن اسوقت سے ڈرو کہ جب کوئی کہنے والا خیر خواہ اس صورتحال کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا اور نہیں کرسکتے گا۔ کم از کم وہ گھرانے جو اپنے آپ کو دیندار کہتے ہیں جو دین اور اسلام کے نام لیوا ہیں اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے ہیں وہ کم از اس بات کا تہیہہ کرلیں کہ ہم یہ مخلوط اجتماع نہیں ہونے دیں گے۔

ایسے اجتماعات کا بائیکاٹ کر دو

ہمارے بزرگوں نے بائیکاٹ وغیرہ کے طریقے نہیں سکھائے، لیکن یاد رکھو! ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جہاں انسان کو یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یا تو ہماری یہ بات مانی جائے گی ورنہ اس تقریب میں ہماری شرکت نہیں ہوگی۔ اگر شادی کی تقریبات ہو رہی ہیں اور مخلوط اجتماعات ہو رہے ہیں اور آپ سوچ رہے ہیں کہ اگر اس دعوت میں نہیں جاتے تو خاندان والوں کو شکایت ہو جائے گی کہ آپ اس مخلوط دعوت میں شریک کیوں نہیں ہوئے؟ ارے یہ تو سوچو کہ ان کی شکایت کی تو آپ کو پرواہ ہے، لیکن ان کو آپ کی شکایت کی پرواہ نہیں۔ اگر تم پردہ نشین خاتون ہو اور وہ تم کو دعوت میں بلانا چاہتے ہیں تو انہوں نے تمہارے لیے پردہ کا انتظام کیوں نہیں کیا؟ جب انہوں نے تمہارا اتنا خیال نہیں کیا تو پھر تم پر بھی ان کا خیال کرنا واجب نہیں ہے، ان سے صاف صاف کہہ دو کہ ہم ایسی تقریب میں شریک نہیں ہوں گی۔ جب تک کچھ خواتین ڈٹ کر یہ فیصلہ نہیں کریں گی، یقین رکھو کہ اس وقت تک یہ سیلاب بند نہیں ہوگا۔ کب تک ہتھیار ڈالتے جاؤ گے؟ کب تک ان کے آگے سپر ڈالتے جاؤ گے؟ یہ سیلاب کہاں تک پہنچے گا؟

دنیا والوں کا کب تک خیال کرو گے؟

ہمارے بزرگ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، آمین۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے جنتی بزرگ پیدا فرمائے تھے، ان کے گھر کی بیٹھک میں فرشی نشست تھی، گھر کی خواتین کے دل میں یہ خیال آیا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے، فرشی نشست کا زمانہ نہیں رہا اس لیے آ کر مولانا سے کہا کہ اب آپ یہ فرشی نشست ختم کر دیں اور صوفے وغیرہ لگا دیں۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے تو نہ صوفے کا شوق ہے اور نہ مجھے اس پر آرام ملتا ہے، مجھے فرش پر بیٹھ کر آرام ملتا ہے۔ میں تو اسی پر بیٹھ کر کام کروں گا۔ خواتین نے کہا کہ آپ کو اس پر آرام ملتا ہے مگر دنیا والوں کا کچھ خیال کر لیا کریں جو آپ کے پاس ملنے کے لیے آتے ہیں ان کا ہی کچھ خیال کر لیں۔ اس پر حضرت مولانا نے کیا عجیب جواب دیا، فرمایا: بی بی! دنیا والوں کا تو میں خیال کر لوں، لیکن یہ تو بتاؤ کہ دنیا والوں نے میرا کیا خیال کر لیا؟ میری وجہ سے کسی نے اپنا طرز زندگی بدلا؟ یا کسی نے اپنا کوئی کام تبدیل کیا؟ جب انہوں نے میرا خیال نہیں کیا تو میں ان کا خیال کیوں کروں؟

دنیا والوں کے برا ماننے کی پرواہ مت کرو

لہٰذا جس کے دل میں تمہارے پردے کا احترام نہیں، جس کے دل میں تمہارے پردے کی وقعت اور عظمت نہیں، وہ اگر تمہارا خیال نہیں کرتا تو تم ان کا خیال کیوں لاتی ہو؟ حالانکہ اگر ایک بے پردہ عورت، عورتوں کے لیے علیحدہ انتظام کی ہوئی جگہ میں آ کر بیٹھ جائے اور مردوں کے سامنے نہ آئے تو اس میں اس کا کوئی نقصان اور کوئی خرابی نہیں، لیکن اگر پردہ دار عورت

مردوں کے سامنے چلی جائے تو اس پر قیامت گزر جائے گی۔ اگر پردہ کا انتظام نہ ہونے کے باوجود تم صرف اس لیے جاتی ہوتا کہ وہ برانہ مانین، کہیں ان کو برانہ لگ جائے۔ لیکن کبھی تم بھی تو برا مانا کرو کہ ہم اس بات کو برا مانتے ہیں کہ ہمیں ایسی دعوت میں کیوں بلایا جارہا ہے، ہمارے لیے ایسی دعوتیں کیون کی جاتی ہیں جس مں پردہ کا انتظام نہین ہے۔ یاد رکھو! جب تک یہ نہیں کروگی، یہ سیلاب نہیں رکے گا۔

ان مردوں کو باہر نکال دیا جائے

جہاں تقریبات میں بظاہر خواتین کا انتظام علیحدہ بھی ہے، مردوں کے لیے علیحدہ شامیانے ہیں اور عورتوں کے لیے علیحدہ، لیکن اس میں بھی یہ ہوتا ہے کہ عورتوں والے حصے میں بھی مردوں کا ایک طوفان ہوتا ہے، مرد آرہے ہیں، جارہے ہیں، ہنسی مذاق ہورہا ہے، دل لگی ہورہی ہے، فلمیں بن رہی ہیں، یہ سب کچھ ہورہا ہے اور بظاہر دیکھنے میں الگ انتظام ہے۔ ایسے موقع پر خواتین کھڑے ہوکر کیوں یہ نہیں کہتیں کہ مرد یہاں کیوں آرہے ہیں؟ ہم پردہ نشین خواتین ہیں، لہٰذا ان مردوں کو باہر نکالا جائے۔

دین پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے اور پھر خاموشی!

شادی بیاہ میں بہت سے معاملات پر لڑائی جھگڑے ہوجاتے ہیں اور اس بات پر ناراضگیاں ہوجاتی ہیں کہ ہمارا فلاں جگہ پر خیال نہیں کیا اور ہمارا فلاح جگہ پر خیال نہیں کیا، اسی پر لڑائی جھگڑے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تلخیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ تم اگر پردہ نشین خاتون ہو تو اور چیزوں پر نارضگی کا اظہار نہ کرو، اگر تمہارے زیادہ آؤ بھگت نہیں ہوئی تو اس پر نارضگی کا اظہار نہ کرو، لیکن جب تمہارے دین پر ڈاکہ ڈالا جائے تو ہاں تمہارے لیے خاموش رہنا جائز نہیں، کھڑے ہوکر بھری تقریب میں کہہ دو کہ یہ چیز ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ جب تک کچھ مرد اور خواتین اس بات کا تہیہ نہیں کرلیں گے اس وقت تک یاد رکھو! حیاء کا تحفظ نہیں ہوسکے گا اور یہ سیلاب بڑھتا چلا جائے گا۔

ورنہ عذاب کے لیے تیار ہوجاؤ

بہرحال! ہم لوگ جو کم از کم دین کا نام لیتے ہیں، جب تک اس کا عزم اور تہیہ نہیں کرلیں گے، اس وقت تک یہ سیلاب نہیں رکے گا۔ خدا کے لیے اس کا عزم کرلیں، ورنہ پھر اللہ کے عذاب کے لیے تیار رہیں، کسی کے اندر اگر اس عذاب کے سہنے کی ہمت ہے تو وہ اس کے لے تیار ہوجائے یا پھر اس بات کا عزم کرلیں، کہ آئندہ مخلوط تقریبات نہیں ہونے دیں گے۔

اپنا ماحول خود بناؤ

ہمارے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ بڑے کام کی بات فرمایا کرتے تھے: تم کہتے ہو کہ ماحول خراب ہے، معاشرہ خراب ہے، ارے تم اپنا ماحول خود بناؤ، تمہارے تعلقات ایسے لوگوں سے ہونے چاہئیں جو ان اصولوں میں

تمہارے ہمنوا ہوں۔ جولوگ ان اصولوں میں تمہارے ہمنوا نہیں، ان کا راستہ الگ ہے اور تمہار راستہ الگ ہے۔ لہٰذا اپنا ایک ایسا حلقہ احباب تیار کرو جوایک دوسرے کے ساتھ ان معاملات میں تعاون کے لیے تیار ہو اور ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق گھٹاؤ جو ایسے معاملات میں تمہارے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ (ماہنامہ الفلاح: 1431ھ شوال المکرم/ 2010ء ستمبر)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بے حیائی کا تیسرا سبب: دیوث پنا، بے غیرتی

- **دیوث پنا کسے کہتے ہیں:**

جو باپ، بھائی، شوہر اپنی بیٹی، بہن، بیوی دیگر محرم رشتے داروں کو بے پردگی، نیم عریاں فیشن زدہ لباس میں بے ہودہ کام (فلمیں، ڈرامے، ناچ گانے) کرتا دیکھتا ہو اور جوان کو اجنبی مردوں (نامحرم رشتے دار، کزن، پڑوسی، ملازمین چوکیدار، ڈرائیور وغیرہ) کے ساتھ اختلاط، ان کے ساتھ بات چیت، بے تکلفی ہنسی مذاق، خلوت اور تنہائی میں ملاقاتیں کرتا ہوا دیکھتا ہو اور اسے غیرت نہ آتی ہو اسے دیوث کہتے ہیں۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، دیاثۃ فقرہ:1، غیرۃ فقرۃ:4)

- **دیوث پنے کا انجام**

گھر میں، خاندان میں، مرد کی حیثیت قوّام کی ہے یعنی وہ گھر کا خاندان کا، حاکم ہے۔ اخلاق کا معاملات کا نگران ہے، گھر کی خواتین کی عزت، عصمت کا محافظ ہے چوکیدار ہے اس کا کام ہے۔ ذمہ داری ہے آنکھیں کھلی رکھے۔ جب مرد اپنی اسی ذمہ داری سے غفلت برتتے ہیں اور اس حساس معاملہ میں بے جا لچک اور ڈھیل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ گھر کی خواتین کیا لباس پہن رہی ہیں کون ان کے گھر میں آ رہا ہے اس کے گھر کی عورتوں سے کون لوگ مل رہے ہیں اور اس کے گھر کی خواتین کہاں کس طرح کے ماحول میں جا رہی ہیں۔ کس کے ساتھ اٹھ بیٹھ رہی ہیں۔ تو سارے خاندان سارا معاشرہ بے حیائی کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ پھر ایسے ایسے شرمناک واقعات پیش آتے ہیں کہ لوگ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے، اور اس غفلت کی سزا ساری زندگی انہیں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، غیرۃ فقرۃ:4)

یہ گناہ کبیرہ ہے ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔ حدیث میں آتا ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوثُ، وَرَجِلَةُ النِّسَاءِ۔

(مستدرك حاكم، رقم:244، الموسوعة الفقهية الكويتية، دياثة، فقرة:3)

تین افراد جنت میں نہیں جائیں گے: والدین کا نافرمان، دیوث اور مرد کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوثُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى۔ (نسائی، رقم:2562)

تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور بے غیرت خاوند، نیز تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: ماں باپ کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور دے کر احسان جتلانے والا۔

❑ حیا کا تقاضہ: غیرت، حمیت

غیر کا مطلب ہے پسندیدہ چیز (مثلاً انسان کی عصمت) میں کسی کی ناپسندیدہ مداخلت، غیرت یہ اللہ کا حکم ہے کسی میں اس کا ہونا خوبی ہے اس کا نہ ہونا عیب ہے۔ شرعا لائق مذمت ہے۔ غیرت کا حکم اسی لیے ہے تاکہ لوگوں کی عزتیں محفوظ رہیں جو قومیں اس میں غفلت برتتی ہیں ان کی خواتین کی عزتیں محفوظ نہیں رہتیں۔

عربی کا مقولہ ہے:

کل امة وضعت الغیرة فی رجالها وضعت الصیانة فی نسائها۔

(احیاء علوم الدین:168/3)

جس قوم کے مردوں میں غیرت ہوتی ہے اس قوم کی عورتوں کی عزتیں محفوظ ہوتی ہیں۔

- **حضور ﷺ اور صحابہ کے غیرت کے واقعات**

(1) کسی کے گھر میں جھانکنے پر غیرت

ایک روایت میں آتا ہے:

أن رجلاً اطّلع من بعض حُجَرِ النبيّ ﷺ فقام إليه النبي ﷺ بمشقص فكأني أنظر إليه يَختِلُ الرجلَ ليَطعنَهُ۔ (جامع الاصول، رقم:4831)

ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو نبی کریم ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل لے کر بڑھے، گویا میں نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان صاحب کی طرف اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔ گویا کہ اس کو چبھونا چاہتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:

مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ۔

(مسلم، رقم:2158)

جس نے اجازت کے بغیر لوگوں کے گھر میں تانک جھانک کی، انہیں اجازت ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث کو ظاہری معنی میں نہیں لیا، بلکہ اس کو مبالغہ اور زجر (ڈانٹ اور شدت) پر محمول کیا ہے، تاکہ یہ حدیث دیگر احادیث سے متعارض نہ ہو، لہٰذا کسی کے لیے جائز نہیں ہوگا کہ وہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے۔

یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں سے کہوں کہ وہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں، پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر کے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں، اس حدیث کی بنا پر کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ وہ جماعت میں نہ آنے والوں کے گھر جلا دے۔

البتہ حدیث کی بنا پر فقہاء احناف نے آنکھ پھوڑنے کے حکم میں تخفیف کی ہے۔ کیونکہ عام حالات میں کسی کی آنکھ پھوڑنے پر قصاص کا حکم دیا جاتا ہے، یعنی قاضی آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑنے کا حکم دیتا ہے، لیکن اس حدیث کی بنا پر فقہاء احناف نے اس صورت میں قصاص کے بجائے دیت لازم کی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح: 7/75)

(2) اجنبی کے گھر میں دخل ہونے پر غیرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَخِي، فَقَالَ: انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ

(بخاری، رقم: 5102، جامع الاصول، رقم: 9037)

نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے یہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے، آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا گویا کہ آپ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرے رضاعی بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو، سوچ سمجھ کر کہو کون تمہارا رضاعی بھائی ہے؟ کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو کم سنی میں ہو۔

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: الحَمْوُ المَوْتُ۔ (بخاری، رقم: 5232)

عورتوں میں جانے سے بچتے رہو۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیور کا جانا ہی تو ہلاکت ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَالَ: "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي

فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا ". فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. (بخاری، رقم:3680)

ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا۔ پھر مجھے ان کی غیرت وحمیت یاد آئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

(3) بے ہودہ بات پر غیرت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ، فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِأَخِي أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ، فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُنَّ

(بخاری رقم:5235 جامع الاصول، رقم:4956-4957)

نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ گھر میں ایک مخنث بھی تھا، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا عبداللہ! اگر کل تمہیں طائف پر فتح حاصل ہوجائے تو میں تمہیں بنت غیلان (بادیہ نام) کو دکھلاؤں گا وہ جب سامنے آتی ہے تو (اس کے موٹاپے کی وجہ سے) چار سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اب یہ شخص تم لوگوں کے پاس نہ آیا کرے۔

(4) بیوی کے اجنبی مردوں کو دیکھنے پر غیرت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَيْمُونَةَ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ.

(جامع الاصول، رقم:4959، ترمذی، رقم:2779، ابوداود، رقم:4112)

میں رسول اللہ کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آئے، یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہو چکنے کے بعد کا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں ان سے پردہ کرو تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو وہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان سکتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟۔

(5) بیوی کے اجنبی مرد کے ساتھ اختلاط پر غیرت

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَأْسِي، وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ، فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي، فَلَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ: إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ، فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيرَ مَعَ الرِّجَالِ، وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى، فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى، وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكِ مَعَهُ، قَالَتْ: حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِينِي سِيَاسَةَ الفَرَسِ، فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي۔ (بخاری، رقم:5224)

زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لیے) کہا اخ اخ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لیے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی تھی۔ میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لیے بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گٹھلیاں لانے کے لیے نکلے اگر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی۔ (کیونکہ اسماء رضی اللہ عنہا آپ کی سالی اور بھاوج دونوں ہوتی تھیں)

اس کے بعد میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہوگئی گویا والد ماجد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھ کو آزاد کر دیا۔

حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي۔ (بخاری، رقم:6846)

اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو سیدھی تلوار کی دھار سے اسے مار ڈالوں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے۔ میں ان سے بھی بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

(6) بیٹی/ بیوی کے گھر سے باہر جانے پر غیرت

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - يَعْنِي - مَيِّتًا فَلَمَّا فَرَغْنَا، انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا حَاذَى بَابَهُ وَقَفَ، فَإِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ مُقْبِلَةٍ، قَالَ: أَظُنُّهُ عَرَفَهَا فَلَمَّا ذَهَبَتْ، إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَخْرَجَكِ يَا فَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكِ؟، فَقَالَتْ: أَتَيْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ أَوْ عَزَّيْتُهُمْ بِهِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَلَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى؟، قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ، قَالَ: لَوْ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى فَذَكَرَ تَشْدِيدًا فِي ذَلِكَ، فَسَأَلْتُ رَبِيعَةَ عَنِ الْكُدَى؟ فَقَالَ: الْقُبُورُ فِيمَا أَحْسَبُ۔ (ابوداود، رقم:3123)

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک میت کو دفنایا، جب ہم تدفین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ لوٹے، ہم بھی آپ کے ساتھ لوٹے، جب آپ ﷺ میت کے دروازے کے سامنے آئے تو رک گئے، اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت چلی آ رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اس عورت کو پہچان لیا، جب وہ چلی گئیں تو معلوم ہوا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں نکلی؟، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں اس گھر والوں کے پاس آئی تھی تا کہ میں ان کی میت کے لیے اللہ سے رحم کی دعا کروں یا ان کی تعزیت کروں، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: شاید تم ان کے ساتھ کُدی (مکہ میں ایک جگہ ہے) گئی تھی، انہوں نے کہا: معاذ اللہ! میں تو اس بارے میں آپ کا بیان سن چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ان کے ساتھ کدی گئی ہوتی تو میں ایسا

ایسا کرتا، (اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے سخت رویے کا اظہار فرمایا)۔ راوی کہتے ہیں: میں نے ربیعہ سے کدی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: جیسا کہ میں سمجھ رہا ہوں اس سے قبریں مراد ہے۔

ہشام بن زھرہ کی آزاد کردہ غلام ابوسائب سے روایت ہے:

أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ، قَالَ: فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ، فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهُ، ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ، فَقَالَتْ لَهُ: اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي، فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ، ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ، فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى، قَالَ: فَجِئْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ وَقُلْنَا ادْعُ اللهَ يُحْيِيهِ لَنَا فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا، فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ، فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

(جامع الاصول، رقم:7748، مسلم، رقم:2236)

وہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ ابوسائب نے کہا کہ میں نے ان کو نماز میں پایا تو بیٹھ گیا۔ میں نماز پڑھ چکنے کا منتظر تھا کہ اتنے میں ان لکڑیوں میں کچھ حرکت کی آواز آئی جو گھر کے کونے میں رکھی تھیں۔ میں نے ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا۔ میں ناس کے مارنے کو دوڑا تو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے ایک کوٹھری دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کوٹھری دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ اس میں ہم لوگوں میں سے ایک جوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کی طرف نکلے۔ وہ جوان دوپہر کو آپ ﷺ سے اجازت لے کر گھر آیا کرتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنی قریظہ کا ڈر ہے (جنہوں نے دغابازی کی تھی

اور موقع دیکھ کر مشرکوں کی طرف ہو گئے تھے) اس شخص نے اپنے ہتھیار لے لیے۔ جب اپنے گھر پر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ دروازے کے دونوں پٹوں کے درمیان کھڑی ہے۔ اس نے غیرت سے اپنا نیزہ اسے مارنے کو اٹھایا تو عورت نے کہا کہ اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ تو معلوم ہو گا کہ میں کیوں نکلی ہوں۔ وہ جوان اندر گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر بیٹھا ہے۔ جوان نے اس پر نیزہ اٹھایا اور اسے نیزہ میں پرو لیا، پھر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹا اس کے بعد ہم نہیں جانتے کہ سانپ پہلے مرا یا جوان پہلے شہید ہوا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے سارا قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس جوان کو پھر جلا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔ پھر فرمایا کہ مدینہ میں جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں، پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبردار کرو، اگر تین دن کے بعد بھی نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہیں۔ (یعنی کافر جن ہیں یا شریر سانپ ہیں)

النذیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بے حیائی کا چوتھا سبب: حسن کی نمائش

- **حسن کی نمائش کا بڑھتا ہوا جذبہ اور اس کا انجام**

(1) جان کا ضیاع: خوب صورت بننے کا جنون عورتوں میں اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اس کی خاطر وہ اپنی جانیں تک دے رہی ہیں۔ ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہلکی پھلکی گڑیا سی بن کر رہیں اور ان کے جسم پر ایک اونس بھی ضرورت سے زیادہ گوشت نہ ہو۔ خوب صورتی کے لیے پنڈلی، ران اور سینہ کے جو ناپ ماہرین نے مقرر کر دیے ہیں، ہر لڑکی اپنے آپ کو اس پیمانہ کے اندر رکھنا چاہتی ہے۔ گویا اس کم بخت کی زندگی کا کوئی مقصد دوسروں کی نگاہوں میں مرغوب بننے کے سوا نہ رہا۔ اس مقصد کے لیے یہ بے چاریاں فاقے کرتی ہیں، جسم کو نشو ونما دینے والی غذاؤں سے قصداً اپنے آپ کو محروم رکھتی ہیں۔ لیموں کے اس تلخ قہوہ اور ایسی ہی ہلکی غذاؤں پر جیتی ہیں اور طبی مشورے کے بغیر، بلکہ اس کے خلاف ایسی دوائیں استعمال کرتی ہیں جو انہیں دُبلا کریں۔ اس جنون کی خاطر بہت سی عورتوں نے اپنی جانیں دی ہیں اور دے رہی ہیں۔ 1937ء میں بوڈاپسٹ کی مشہور ایکٹریس جوسی لا باس یکا یک حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے مرگئی۔ بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ کئی سال سے قصداً نیم فاقہ کشی کی زندگی بسر کر رہی تھی اور جسم گھٹانے کی پیٹنٹ دوائیں استعمال کیے جاتی تھی۔ آخر اس کی قوتوں نے یکا یک جواب دے دیا۔ اس کے بعد پے در پے بوڈاپسٹ ہی میں تین اور ایسے ہی حادثے پیش آئے۔ ماگدا بر میلی جو اپنے حسن اور کمالات کے لیے تمام ہنگری میں مشہور تھی، اسی ہلکے پن کے شوق کی نذر ہوئی۔ پھر ایک مغنیہ لوئیسا زابوجس کے گانوں کی ہر طرف دھوم تھی، ایک رات عین اسٹیج پر اپنا کام کرتی ہوئی ہزار ہا ناظرین کے سامنے غش کھا کر گر پڑی۔ اسے یہ غم کھائے جاتا تھا کہ اس کا جسم موجودہ زمانے کے معیار، حسن پر پورا نہیں اترتا۔ اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے بے چاری نے مصنوعی تدبیریں اختیار کرنا شروع کیں اور دو مہینے میں 60 پونڈ وزن کم کر ڈالا۔ نتیجہ یہ ہو کہ دل حد سے زیادہ کمزور ہو گیا اور ایک دن وہ بھی خریدارانِ حسن کی بھینٹ چڑھ کر رہی۔ اس کے بعد ایمولا نامی ایک اور ایکٹریس کی باری آئی اور اس نے مصنوعی تدبیروں سے اپنے آپ کو اتنا ہلکا کیا کہ ایک مستقل دماغی مرض میں مبتلا ہو گئی۔ اور اسٹیج کی بجائے اسے پاگل خانے کی راہ لینا پڑی۔ اس قسم کی مشہور شخصیتوں کے واقعات تو اخباروں میں آجاتے ہیں مگر کون جانتا ہے کہ یہ حسن اور معشوقیت کا جنون جو گھر گھر پھیلا ہوا ہے، روزانہ کتنی صحتوں اور کتنی زندگیوں کو تباہ کرتا ہوگا؟ کوئی بتائے کہ عورتوں کی آزادی ہے یا ان کی غلامی؟ اس نام نہاد آزادی نے تو ان پر مردوں کی خواہشات کا استبداد اور زیادہ مسلط کر دیا ہے۔ اس نے تو انہیں ایسا غلام بنایا ہے کہ وہ کھانے پینے اور تن درست رہنے سے بھی محروم ہو گئیں۔ ان غریبوں کا تو جینا اور مرنا اب بس مردوں ہی کے لیے رہ گیا ہے۔ (پردہ:244)

(2) مال کا ضیاع: آج عورتیں اپنی اور اپنے شوہروں والدین کی آمدنی کا اکثر حصہ اپنے بناؤ سنگھار، زیبائش و آرائش پر خرچ کر رہی ہے۔

اور روز بروز ان کا یہ خرچ اتنا بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ ان کے معاشی وسائل اس کے تحمل کی قوت نہیں رکھتے۔ کیا یہ جنون انہیں پُرشوق نگاہوں نے پیدا نہیں کیا ہے جو بازاروں، دفتروں اور سوسائٹی کے اجتماعات میں آراستہ خواتین کا استقبال کرتی ہیں؟

(3) عزت کا خطرہ: پھر غور کیجیے کہ آخر عورتوں کی آرائش کا اس قدر شوق پیدا ہونے اور طوفان کی طرح بڑھنے کا سبب کیا ہے؟ یہی نا کہ وہ مردوں سے خراجِ تحسین وصول کرنا اور ان کی نظروں میں کھب جانا چاہتی ہیں۔ یہ کس لیے؟ کیا یہ بالکل ہی معصوم جذبہ ہے؟ کیا اس کی تہ میں وہ صنفی خواہشات چھپی ہوئی نہیں ہیں جو اپنے فطری دائرے سے نکل کر پھیل جانا چاہتی ہیں اور جن کے مطالبات کا جواب دینے کے لیے دوسری جانب بھی ویسی خواہشات موجود ہیں؟ اگر آپ اس سے انکار کریں گے تو شاید کل آپ یہ دعویٰ کرنے میں بھی تامل نہ کریں کہ جوالامکھی پہاڑ پر جو دھواں نظر آتا ہے اس کی تہ میں کوئی لاوا باہر نکلنے کے لیے بے تاب نہیں ہے۔ آپ اپنے عمل کے مختار ہیں جو چاہے کیجیے۔ مگر حقائق سے انکار نہ کیجیے۔ یہ حقیقتیں اب کچھ مستور بھی نہیں رہیں سامنے آ چکی ہیں اور اپنے آفتاب سے زیادہ روشن نتائج کے ساتھ آ چکی ہیں۔ آپ ان نتائج کو دانستہ یا نادانستہ قبول کرتے ہیں، مگر اسلام انہیں ٹھیک اسی مقام پر روک دینا چاہتا ہے جہاں سے ان کے ظہر کی ابتدا ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس کی نظر حسن کی نمائش کے بظاہر معصوم آغاز پر نہیں بلکہ اس کے بھیانک انجام پر ہے جو تمام سوسائٹی پر قیامت کی سی تاریکی لے کر پھیر جاتا ہے۔ (پردہ:244-245)

واضح رہے یہ کوئی نہیں کہتا کہ ایسے حسن کی نمائش سے ہر عورت فاحشہ ہی ہو کر رہے گی اور ہر مرد بالفعل بدکار ہی بن کر رہے گا۔ مگر اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ زینت و آرائش کے ساتھ حسن کی نمائش کرے عورتوں کے علانیہ پھرنے اور محفلوں میں شریک ہونے سے بے شمار جلی اور خفی، نفسانی اور مادی نقصانات رونما ہوتے ہیں۔ (پردہ:243)

❑ حیاء کا تقاضہ: عورتیں حسن کو چھپائیں

پہلا کام: دل میں اداؤں میں حسن کی نمائش کا جذبہ نہ ہو

(1) قدیم جاہلیت کے مطابق بن ٹھن کر باہر گھوم نا نہ ہو

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى۔ (احزاب:33)

اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی بار جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا

پہلی جاہلیت سے مراد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جس میں عورتیں بے حیائی کے ساتھ بناؤ سنگھار غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی تھیں۔ (آسان ترجمہ)

اس زمانہ کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلاجھجک بازاروں میں اور میلوں میں اور گلی کوچوں میں بے پردہ ہوکر پھرا کرتی تھی اور بن ٹھن کر نکلتی تھیں سر پر یا گلے میں فیشن کے لیے دوپٹہ ڈال دیا۔ نہ اپنے پرائے کا امتیاز نہ غیر محرموں سے بچنے کی فکر۔ یہ تھا جاہلیت اولیٰ کا رواج اور سماج، جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے چکا ہے اور نئے مجتہدین پردہ شکنی کی دعورت دے کر اسی جاہلیت اولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ جس کے مٹانے کے لیے قرآن کریم کا نزول ہوا۔ (تحفہ خواتین:505)

علماء نے لکھا ہے کہ ہر زیب و زینت بناؤ سنگھار جس مقصد شوہر کے سوا دوسروں کے لیے لذتِ نظر بننا ہو، تبرج جاہلیت کی تعریف میں آجاتی ہے۔ اگر برقع بھی اس غرض کے لیے خوب صورت اور خوش رنگ انتخاب کیا جائے کہ نگاہیں اس سے لذت یاب ہوں تو یہ بھی تبرج جاہلیت ہے۔ اس کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا۔ اس کا تعلق عورت کے اپنے ضمیر سے ہے۔ اسے خود ہی اپنے دل کا حساب لینا چاہیے کہ اس میں کہیں یہ ناپاک جذبہ تو چھپا ہوا نہیں ہے۔ اگر ہے تو مذکورہ حکم خداوندی کی مخالفت ہے۔

(2) کوئی ایسی بات/ کام نہ ہو جو مردوں کے میلان کا باعث ہو

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ۔ (نور:31)

اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں

مومن عورتوں کو حکم ہے کہ اپنی حسن، زینت کی نمائش نہ کریں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ حسن کی نمائش کی مخالفت میں ہر وہ چیز داخل ہے جو اجنبی مردوں کے لیے میلان کا باعث ہو چاہے وہ جسمانی حسن ہو یا لباس ہو، خوشبو ہو، آواز ہو، لہجہ ہو، بولنے، بات کرنے، چلنے پھرنے کا انداز ہو۔ (ماجدی)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کے بارے میں بیان فرمایا ہے:

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ۔ (قصص:25)

تھوڑی دیر بعد ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کے پاس شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔

جب وہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو بلانے کے لیے آئیں تو شرماتی ہوئی آئیں۔ یعنی یہ نہیں کیا کہ آکر بے دھڑک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہوجائیں بلکہ سمٹی سمٹائی، کپڑوں کو سنبھالے اور اپنی احتیاط کی جگہوں کو محفوظ کیے ہوئے

المرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ واقعہ کی یہ جزئیات قرآن نے اس جزرسی کے ساتھ کیوں بیان فرمائی ہیں؟ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ قرآن ہر قدم پر یہ نمایاں کرنا چاہتا ہے کہ شریفانہ زندگی کے عادات واطوار کیا ہیں اور شریف خواتین کو مردوں کے معاملے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ بات بھی یہاں ملحوظ رکھیے کہ یہ ان خواتین کے عادات واطوار بیان ہوئی ہیں جنہیں اپنی بکریوں کی چرواہی کرنی پڑتی تھی۔ تو جب ان کے لیے عنداللہ پسندیدہ روش یہ ہے تو ان خواتین کے لیے پسندیدہ روش کیا ہوگی جن کو اس طرح کی کوئی مجبوری نہیں ہے! (تدبر قرآن)

ایک حدیث میں آتا ہے:

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔ (مسلم، رقم:2128)

دوزخیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کے کوڑے ہیں، وہ لوگوں کو اس سے مارتے ہیں دوسرے وہ عورتیں جو پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق لباس نہیں ہیں) سیدھی راہ سے بہکانے والی، خود بہکنے والی اور ان کی سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی دور سے آرہی ہوگی۔

(3) ایسا زیور نہ پہنا جائے جس کی جھنکار غیروں کے لیے میلان کا باعث ہو

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ (نور:31)

اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انہوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے۔

اس آیت میں عورتوں کو پاؤں میں پازیب پہن کر اس طرح چلنے کی ممانعت کی ہے کہ جس سے پازیب کی آواز نامحرموں کو سنائی دے یا زیوروں کے ایک دوسرے سے ٹکرا کر بجنے کی آواز غیر محرم سنیں۔

حضرت بنانہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فَقَالَتْ: لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ۔ (ابوداود، رقم: 4231)
میں حضرت عائشہؓ کے پاس تھی اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لیے حضرت عائشہؓ کے پاس اندر آنے لگی وہ لڑکی جھانجن پہنے ہوئے تھی جن سے آواز آرہی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب تک اس کے جھانجن پیروں سے نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے ہرگز نہ لانا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(4) چال میں ایسی ادا نہ پیدا کی جائے جس سے نگاہیں خود بخود متوجہ ہوں

جیسا کہ جاہلیت کے دور میں جب عورت گھر سے باہر نکلتی تو چال بھی قصداً ایسی اختیار کی جاتی تھی کہ ہر قدم زمین پر نہیں بلکہ دیکھنے والوں کے دلوں پر پڑے۔ مشہور تابعی ومفسر قرآن قتادہ بن دعامہ کہتے ہیں کہ

كانت لهن مشية وتكسر وتغنج فنهاهن الله عن ذلك۔

(تفسير الطبری، الاحزاب: 32)

ان کی چال میں ناز و نخرہ تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا

اس کیفیت کو سمجھنے کے لیے کسی تاریخی بیان کی حاجت نہیں۔ کسی ایسی سوسائٹی میں تشریف لے جایئے جہاں مغربی وضع کی خواتین تشریف لاتی ہوں۔ جاہلیت اولیٰ کی تبرج والی چال آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اسلام اسی سے منع کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اول تو تمہاری صحیح جائے قیام تمہارا گھر ہے۔ بیرون خانہ کی ذمہ داریوں سے تمہیں اسی لیے سبک دوش کیا گیا کہ تم سکون و وقار کے ساتھ اپنے گھروں میں رہو اور خانگی زندگی کے فرائض ادا کرو۔ تاہم اگر ضرورت پیش آئے تو گھر سے باہر نکلنا تمہارے لیے جائز ہے لیکن نکلتے وقت پوری عصمت مابی ملحوظ رکھو۔ نہ چال میں کوئی خاص ادا پیدا کرنی چاہیے کہ نگاہوں کو خود بخود تمہاری طرف متوجہ کردے۔ (پردہ: 260)

(5) بلند آواز میں باتیں نہ ہوں پست آواز میں ہوں، قصداً لوگوں کو سنانے کے لیے باتیں نہ کی جائیں

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ (نور: 31)
اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انھوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے۔

غور کرنے کی بات ہے: جب شریعت عورت کے زیور کی آواز کو بھی چھپانے کا حکم دیتی ہے تو خود عورت یا عورت کی آواز کو چھپانا کتنا ضروری ہوگا۔

(6) لہجہ میں نزاکت اور کشش پیدا نہ ہونے دیں، رس بھری آواز نکالنے کی کوشش نہ ہو

قرآن کریم میں ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔

(احزاب:32)

نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔

اس آیت نے خواتین کو غیر محرم مردوں سے بات کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اس میں جان بوجھ کر نزاکت اور کشش پیدا نہیں کرنی چاہیے، البتہ اپنی بات کسی بداخلاقی کے بغیر پھیکے انداز میں کہہ دینی چاہیے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب عام گفتگو میں بھی خواتین کو یہ ہدایت کی گئی ہے تو غیر مردوں کے سامنے ترنم کے ساتھ اشعار پڑھنا یا گنگنانا کتنا برا ہوگا۔

(آسان ترجمہ قرآن)

(7) خوشبو لگا کر نہ نکلیں

خوشبو لگا کر باہر نکلنا اگرچہ برقع کے اندر ہو شریعت کی نگاہ میں اتنی بری بات ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً۔(ترمذی، رقم:2786، ابوداود، رقم:4173)

(نظر بد ڈالنے والی) ہر آنکھ زنا کرتی ہے اور کوئی عورت جب عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس کے قریب گزرے تو ایسی ویسی ہے یعنی زنا کار ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتّٰى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔(ابن ماجہ، رقم:4001)

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک بہت بنی سنوری ہوئی عورت بڑی ناز و تبختر کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، لوگو! اپنی عورتوں کو زینت اور تبختر کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔

ایک اور روایت میں آتا ہے:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، لَقِيَ امْرَأَةً مُتَطَيِّبَةً تُرِيدُ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: " يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ أَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: الْمَسْجِدَ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ۔ (ابن ماجہ، رقم: 4002)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سامنا ایک ایسی عورت سے ہوا کہ جو خوشبو لگائے مسجد جارہی تھی تو انہوں نے کہا: اے اللہ بندی! کہاں جارہی ہو؟ اس نے جواب دیا: مسجد، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے اسی کے لیے خوشبو لگا رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں انہوں نے کہا: بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو عورت خوشبو لگا کر مسجد جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ غسل کرلے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ روایت میں آتا ہے:

لَمَّا جَاءَ نَعْيُ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّأْمِ، دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا، وَذِرَاعَيْهَا، وَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ عَنْ هَذَا لَغَنِيَّةً، لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ (بخاری، رقم: 1280)

ابوسفیاں رضی اللہ کی وفات کی خبر جب شام سے آئی تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المؤمنین) نے تیسرے دن صفرہ (خوشبو) منگوا کر اپنے دونوں رخساروں اور بازوؤں پر ملا اور فرمایا کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے اور شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن کرے۔ تو مجھے اس وقت اس خوشبو کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی۔

الٹا سبق

سبق اُلٹا پڑھایا جارہا ہے ماؤں بہنوں کو — مسلسل ورغلایا جارہاہے ماؤں بہنوں کو
یہ کیسا ظلم ہے آزادیِ نسواں کے پردے میں — سرِ بازار لایا جارہاہے ماؤں بہنوں کو
دکھایا جارہاہے باغ سبز ان کو بھر صورت — فقط احمق بنایا جارہاہے ماؤں بہنوں کو
ہٹا بُرقع، گری چادر، گلے پر رہ گئی پٹّی — کہ سُولی پر چڑھایا جارہاہے ماؤں بہنوں کو

ترقّی کیا اسی کا نام ہے اے قوم کے بیٹو　　کہ تھیٹر پر نچایا جارہا ہے ماؤں بہنوں کو

چڑھایا جارہاہے ان کو فیشن کی بلندی پر　　سو پستی میں گِرایا جارہاہے ماؤں بہوں کو

الغرض اس سے معلوم ہوا کہ حیا کا تقاضہ ہے کہ عورت اپنے حسن کی نمائش نہ کرے اظہار نہ کرے بلکہ اسے جتنا اجنبیوں سے چھپا سکتی ہو چھپائے۔(مفہوم ماجدی)

دوسرا کام: بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں

قرآن کریم میں ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔(احزاب:33)

اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی بار جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَسْكِنُوْهُنَّ۔(طلاق:6)(گھروں میں رہو)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ(طلاق:1)

ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں

علماء نے لکھا ان آیات کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر عورت حتی الامکان گھر میں رہے بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خروج، فقرۃ:8)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج سے فرمایا: بس یہ ایک حج ہے پھر چٹائیوں کی پشتوں کو لازم پکڑ لینا۔(یعنی یہ حج ہو گیا جو فرض تھا اب گھروں سے نکلنے کی ضرورت نہیں ہے۔) ازواج مطہرات فرماتی ہیں: جب سے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا اب ہمیں کوئی سواری نہیں ہلا سکتی۔ (یعنی باہر نکلنے اور سفر کی ضرورت نہیں کہ سواری کی باری آئے)(مسند احمد:44/332)

حتی کہ عبادات، پنج وقتہ نمازیں، نماز جمعہ عیدین وغیرہ کے لیے بھی نہ نکلے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

خواتین خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مرد حضرات فضل اور جہاد فی سبیل اللہ میں سبقت لے گئے، ہمارے لیے کوئی ایسا عمل ہے جسے کر کے ہم مجاہدین کے مقام کو پاسکیں، رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو خاتون اپنے گھر میں بیٹھی رہے (یا اسی کے مثل الفاظ فرمائے) تو وہ راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے عمل کو پالے گی۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خروج، فقرۃ:8)

ایک اور حدیث میں ہے:

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔

(ترمذی، رقم:1173، الموسوعة الفقهية الكويتية، خروج، فقرة:8)

عورت (سراپا) پردہ ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تا کتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے اول تو عورت کا مقام بتایا ہے یعنی یہ کہ وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ عورت کو بحیثیت عورت کے اندر رہنا لازم ہے جو عورت پردہ سے باہر پھرنے لگے وہ حدودِ نسوانیت سے باہر ہوگئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر تا کنا شروع کر دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن و جمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال ڈال کر لطف اندوز ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جن عورتوں کو اللہ کی نزدیکی کی طلب اور رغبت ہے وہ گھر کے ہی اندر رہنے کو پسند کرتی ہیں اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں۔

اسلام نے عورت کو ہدایت دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے اندر ہی رہیں۔ (تحفہ خواتین:501)

سوال: جس طرح مردوں کو گھر سے باہر نکلنے اور ملک وملت اپنی صلاحیتوں کے اظہار کی آزادی حاصل ہے، تو عورت کو یہ اجازت کیوں نہیں کہ وہ بھی گھر سے باہر نکل کر مرد کے شانہ بشانہ ملک وملت کے لیے اپنی کارگردگی دکھائے۔

عورتیں بھی کونسلوں اور پارلیمنٹوں کی ممبر بنیں، بیرونِ خانہ کی سوشل سرگرمیوں میں دوڑتی پھریں، سرکاری دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کریں، کالجوں میں لڑکوں کے ساتھ تعلیم پائیں، مردانہ ہسپتالوں میں نرسنگ کی خدمت انجام۔ الغرض عورت کو مرد کے مساوی حقوق کیوں حاصل نہیں؟

جواب: اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان ہونے میں مرد وعورت دونوں مساوی ہیں۔

دونوں نوع انسانی کے پہیے ہیں:

مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اپنی فطری استعداد اور صلاحیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ ترقی کرنے کا حق حاصل ہے:

(1) مردوں کی طرح عورتوں کو بھی دینی، دنیاوی تعلیم اور اس میں کمال حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، انوثۃ، فقرۃ:9)

(2) عبادت کی ادائیگی کا مردوں کی طرح عورتوں کو بھی پورا پورا حق حاصل ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، انوثۃ، فقرۃ:11)

چنانچہ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور دیگر احکام شرعیت کی ادائیگی اور ان کے ثواب میں اسے مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔ (نحل:97)

جس شخص نے بھی مومن ہونے کی حالت میں نیک عمل کیا ہوگا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔

(احزاب:35)

بیشک فرمان بردار مرد ہوں یا فرمان بردار عورتیں۔ مومن مرد ہوں یا مومن عورتیں، عبادت گزار مرد ہوں یا عبادت گزار عورتیں، سچے مرد ہوں یا سچی عورتیں، صابر مرد ہوں یا صابر عورتیں، دل سے جھکنے والے مرد ہوں یا دل سے جھکنے والی عورتیں۔ صدقہ کرنے والے مرد ہوں یا صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد ہوں یا روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد ہوں یا حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد ہوں یا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور شاندار اجر تیار کر رکھا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۔ (آل عمران:195)

چنانچہ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کی (اور کہا) کہ: میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم سب آپس میں ایک جیسے ہو۔

(3) جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ میں بھی عورت کو مردوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں

قصاص کی آیات:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۔(بقرۃ:178)

اے ایمان والو! جولوگ (جان بوجھ کرناحق) قتل کردیئے جائیں ان کے بارے میں تم پر قصاص (کا حکم) فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (ہی کو قتل کیا جائے)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۔(احزاب:58)

اور جولوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں، انھوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لادلیا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔(نور:4)

اور جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود فاسق ہیں۔

(4) دین کی تعلیم وتبلیغ ،نشر واشاعت کا بھی عورت کو مردوں کی طرح حق حاصل ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔(توبہ:71)

اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

(5) اپنے نکاح میں عورت کو مرد کی طرح حق حاصل ہے، عورت کا نکاح کہیں کراتے وقت ولی پہلے اس کی اجازت لینے اور اس کی رائے معلوم کرنے کا پابند ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ،انوثۃ:12)

(6) اپنے ذاتی مال میں تصرف کرنے کا حق مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حاصل ہے ۔لہٰذا عورت اپنے مال کو استعمال کرنے میں کسی کی اجازت کی پابند نہیں۔(بخاری، ہبہ، باب الھبۃ المرءۃ لغیر زوجھا)

قرآن کریم میں ہے:

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۔(نساء:6)

تو اگر تم یہ محسوس کرو کہ ان میں سمجھ داری آ چکی ہے تو ان کے مال انہی کے حوالے کر دو۔

(7) اسی طرح ملک وملت کی تعمیر وترقی کے لیے اپنی کارکردگی کے اظہار کا مردوں کی طرح عورتوں کو بھی مساوی حق حاصل ہے۔ لیکن مساوات کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں ایک ہی طرح کا کام کریں دونوں پر زندگی کے تمام شعبوں کی ذمہ داریاں یکساں عائد کر دی جائیں۔ سیاست، عدالت، صنعت وحرفت، تجارت وزراعت، قیام امن اور مدافعت، وطن کی خدمتوں میں عورت مرد کے برابر حصہ لے۔

بلکہ مرد وعورت دونوں کے کاموں کا دائرہ عمل مختلف ہے۔ عورت گھر کی ملکہ ہے اس کے ذمہ گھر کی ذمہ داریاں ہے۔ گھر کو سنبھالنا ہے۔ یعنی بچوں کی پرورش، خانہ داری کے فرائض اور گھر کی زندگی کو سکون وراحت کی جنت بنانا یہ عورت کا کام ہے۔ یہ عورت کا دائرہ عمل ہے۔

عورت کو تمام فرائض وذمہ داریوں سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ جو گھر سے باہر کے امور سے تعلق رکھتی ہیں وہ ذمہ داریاں مرد کی ہیں۔ یعنی مال کمانا، گھر والوں کے نان نفقہ کا بندوبست کرنا گھر سے باہر نکل کر قوم ملک وملت کی ترقی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، انوثۃ، فقرۃ: 41)

- ہاں ملک وملت کی ترقی کے جو کام مرد کرتے ہیں عورت بالواسطہ ان کاموں میں اپنا حصہ ڈال سکتی ہے۔ جس کی وضاحت یہ ہے کہ ملک وملت اور قوم کی تعمیر وترقی صرف سائنسدانوں اور پروفیسروں ہی سے نہیں مزدوروں اور پرائمری کے اساتذہ سے بلکہ ہر شعبہ میں درکار افراد سے بھی ہوتی ہے۔
- ملک وملت دین واسلام کی ترقی کیلئے ہر شعبہ میں کام کرنے والے افراد جتنے بااخلاق باکردار کاموں میں فعال (Active) ہوں گے اتنا ہی وہ شعبہ ترقی کریگا۔ اور مرد اپنے شعبوں میں فعال (Active) اس قت ہوں گے جب ان کی گھریلو زندگی پرسکون ہوگی۔

لہذا گھریلو خواتین مردوں کی خدمت راحت وآرام کا خیال کر کے جتنا ان کو سکون پہچائیں گی اتنا ہی ان مردوں کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا، اس طرح مردوں کی خدمت کر کے عورتیں بل واسطہ ملک وملت کی تعمیر وترقی میں اپنا حصہ ڈال سکتی ہیں، اور اس خدمت کے ذریعہ بہت بڑا ثواب لے سکتی ہیں۔ اور بصورت دیگر مرد کی بے سکونی بے آرامی کی وجہ سے دین ودنیا کے جن جن شعبوں میں جو جو نقصان ہوگا ایک جہت سے گھریلو خواتین بھی اس کی ذمہ دار ہوں گی۔

پھر واضح رہے کہ شریعت کی یہ تقسیم کہ مرد گھر کے باہر کی ذمہ داری سنبھالے گا، عورت گھر کی ذہ داری سنبھالے گی، ان ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لیے وہ گھر ہی میں رہے گی۔ بلاضرورت باہر نہیں نکلے گی، یہ عورت پر ظلم نہیں، یہ اس کی حق تلفی نہیں، یہ عین انصاف کا تقاضہ ہے۔

بات یہ ہے کہ شریعت، عقل، انسانی مشاہدہ آج کی جدید تحقیقات ان سب سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ عورت کی جسمانی، ذہنی ،نفسانی، ساخت ہی فطرت نے کچھ اس طرح کی بنائی ہے کہ وہ گھریلو ذمہ داریاں سنبھالنے ہی کے لیے موزوں ہے گھر سے باہر کی ذمہ داریاں نہ وہ صحیح طور پر سنبھال سکتی ہے اور نہ ان ذمہ داریوں کا اس پر بوجھ ڈالنا اس کے ساتھ انصاف ہے۔ جبکہ مرد کی ساخت بیرونی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے زیادہ موزوں ہے بلکہ مرد کا گھر میں بیٹھنا گھریلو زندگی میں مشکلات کا باعث ہے جیسا کہ وبا کے دنوں میں اس کا مشاہدہ ہوا کہ جب مرد گھر میں محصور ہوگئے تو طلاقوں کی شرح خطرناک حد تک بڑھ گئی۔

عورت کیوں گھریلوں ذمہ داریوں کے لیے زیادہ موزوں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نوع انسانی کی بقاء کی خدمت میں تخم ریزی کے سوا اور کوئی کام مرد کے سپرد نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد وہ بالکل آزاد ہے۔ زندگی کے جس شعبہ میں چاہے کام کرے ۔ بخلاف اس کے اس خدمت کا پورا بار عورت پر ڈال دیا گیا ہے۔ اسی بار کے سنبھالنے کے لیے اسے اس وقت سے مستعد کیا جاتا ہے جب کہ وہ ماں کے پیٹ میں محض ایک مضغہ گوشت ہوتی ہے۔ اس کے لیے اس کے جسم کی ساری مشین موزوں کی جاتی ہے ۔ اس کے لیے اس پر جوانی کے پورے زمانے میں ایامِ ماہواری کے دورے آتے ہیں جو ہر مہینے میں تین سے لے کر سات یا دس دن اسے کسی بڑی ذمہ داری کا بار سنبھالنے اور کوئی اہم جسمانی یا دماغی محنت کرنے کے قابل نہیں رکھتے ۔ اسی کے لیے اس پر حمل اور مابعد حمل کا پورا ایک سال سختیاں جھیلتے گزرتا ہے جس میں وہ درحقیقت نیم جاں ہوتی ہے۔ اسی کے لیے اس پر رضاعت کے پورے دو سال اس طرح گزرتے ہیں کہ وہ اپنے خون سے انسانیت کی کھیتی کو سینچتی ہے اور اسے اپنے سینے کی نہروں سے سیراب کرتی ہے۔ اسی کے لیے اس پر بچے کی ابتدائی پرورش کے کئی سال اس محنت ومشقت میں گزرتے ہیں کہ اس پر رات کی نینداور دن کی آسائش حرام ہوتی ہے اور وہ اپنی راحت، اپنے لطف، اپنی خوشی، اپنی خواہشات، غرض ہر چیز کو آنے والی نسل پر قربان کردیتی ہے۔

جب حال یہ ہے تو غور کیجیے کہ عدل کا تقاضا کیا ہے؟ کیا عدل یہی ہے کہ عورت سے ان فطری ذمہ داریوں کی بجا آوری کا بھی مطالبہ کیا جائے جن میں مرد اس کا شریک نہیں ہے اور پھر ان تمدنی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اس پر مرد کے برابر ڈال دیا جائے جنہیں سنبھالنے کے لیے مرد فطرت کی تمام ذمہ داریوں سے آزاد رکھا گیا ہے؟ اس سے کہا جائے کہ تو وہ ساری مصیبتیں بھی برداشت کر جو فطرت نے تیرے اوپر ڈالی ہیں اور پھر ہمارے ساتھ آکر روزی کمانے کی مشقتیں بھی اٹھا، سیاست، عدالت، صنعت وحرفت، تجارت وزراعت، قیامِ امن اور مدافعتِ وطن کی خدمتوں میں بھی برابر کا حصہ لے، ہماری سوسائٹی میں آکر ہمارا دل بھی بہلا اور ہمارے لیے عیش ومسرت اور لطف ولذت کے سامان بھی فراہم کر؟ یہ عدل نہیں ظلم ہے، مساوات نہیں صریح نامساوات ہے۔ عدل کا تقاضا تو یہ ہونا چاہیے کہ جس پر فطرت نے بہت زیادہ بار ڈالا ہے اسے تمدن کے ہلکے اور سبک

کام سپرد کیے جائیں اور جس پر فطرت نے کوئی بار نہیں ڈالا اس پر تمدن کی اہم اور زیادہ محنت طلب ذمہ داریوں کا بار ڈالا جائے اور اسی کے سپرد یہ خدمت بھی کی جائے کہ وہ خاندان کی پرورش اور اس کی حفاظت کرے۔(پردہ:157-158)

امریکی رسالے ٹائم کی ایک خاتون کا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ سے انٹرویو

حضرت مفتی محمد تقی صاحب اپنی کتاب اسلام اور سیاسی نظریات میں لکھتے ہیں:

آج کل کے ماحول میں مرد وزن کی مساوات کا نعرہ اس زور سے لگایا گیا ہے کہ اس کے خلاف کوئی بات کرنا ملامت کے تیروں کا رُخ اپنی طرف کرنے کے مرادف ہے۔ اس ماحول میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ عورت سربراہ نہیں بن سکتی تو اس پر ماڈرنزم کے حامیوں کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ اب یہاں معاشرے میں عورت کے مقام سے متعلق بحث شروع کی جائے تو ایک طویل دفتر درکار ہے۔ لیکن ایک واقعے کا ذکر بیجا نہیں ہوگا۔ ایک دن امریکی رسالے ٹائم کی ایک نمائندہ خاتون پہلے سے وقت طے کیے بغیر اچانک مجھ سے انٹرویو لینے کے لیے آ گئیں، اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں عورت کی سربراہی کے سلسلے میں ان کے سوالات کا جواب دوں۔ میں نے اُن سے کہا کہ اس موضوع پر آپ کے سوالات کا جواب دینا اس لیے بیکار ہوگا کہ آپ کے ذہن میں نہ حکومت کی سربراہی کا تصور صحیح ہے، اور نہ عورت کا۔ اس لیے میری اور آپ کی سوچ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اس پر وہ بڑی حیران ہوئیں، اور کہنے لگیں کہ اب تو میں آپ سے اس بات کی تفصیل سُنے بغیر نہیں جاؤں گی۔ میں نے عرض کیا کہ سربراہی کا تصور تو آپ کے ذہن میں اس لیے درست نہیں ہے کہ آپ کے نزدیک حکومت کی سربراہی ایک مفاد (advantage) اور ایک منفعت بخش حق ہے، اور جسے یہ مفاد حاصل ہو جائے، وہ بڑا خوش نصیب ہے، اور جو اس مفاد سے محروم ہو گیا، وہ محروم ہے، اور اگر کسی کے بارے میں یہ طے کر دیا جائے کہ اسے کبھی سربراہ نہیں بنایا جا سکتا، تو گویا اُس سے اُس کا پیدائشی انسانی حق سلب کر لیا گیا۔ اس کے برعکس اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی سربراہی نہ کوئی حق ہے، نہ کوئی مفاد ہے۔ یہ تو ایک انتہائی سخت ذمہ داری کا ایسا بوجھ ہے کہ جس پر پڑ گیا، وہ قابل رحم ہے، اور جو اُس سے بچ گیا وہ خوش نصیب ہے۔

حدیث میں آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہیں ایسی حالت میں موت آئے کہ نہ تم کبھی امیر بنے ہو، نہ (حکومت کے) کاتب، اور نہ کسی قوم کے نمائندے، تو تم کامیاب ہو گئے۔ یہاں تو خوش نصیب اور فلاح یافتہ اُسے کہا جا رہا ہے جسے زندگی بھر اس ذمہ داری سے واسطہ ہی نہ پڑا ہو۔ پھر میں نے اُنہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنایا کہ جب اُن سے کہا گیا کہ اپنے بعد اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا دیں، تو آپ نے فرمایا کہ حکومت کی سربراہی کی ذمہ داری میرے خاندان ایک ہی شخص کے (یعنی خود اُن کے) گلے میں پڑ گئی تو بس یہی کافی ہے، میں اپنے اولاد میں سے کسی کے گلے میں یہ پھندا ڈالنا نہیں چاہتا۔

ایک مرتبہ یہ بات ذہن میں بیٹھ جائے کہ یہ پھولوں کی سیج نہیں، کانٹوں کا بستر ہے، کوئی مفاد نہیں، بلکہ گلے کا پھندا ہے تو بتائیے کہ خوش نصیب کون ہے؟ آیا وہ جس کے گلے میں یہ پھندا پڑنے کا امکان ہو، یا وہ جسے اطمینان دلا دیا گیا ہو کہ تمہیں کبھی اس پھندنے میں نہیں پھنسایا جائے گا۔ آپ کہتے ہیں کہ اسلام نے عورت سے حکمرانی کا حق چھین لیا ہے۔

لیکن اگر اسلام کا تصور حکمرانی ذہن میں ہو تو صحیح بات یہ ہے کہ اسلام نے عورت پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُسے اس سنگین ذمہ داری کے پھندے سے بچا لیا ہے۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں حکمرانی کا تصور اُس تصور سے بالکل متضاد ہے۔ جو اسلام پیش کرتا ہے۔

اور یہ جو میں نے کہا کہ عورت کا تصور آپ کے ذہن میں درست نہیں ہے، اُس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ کے نزدیک مرد اور عورت کے مقاصد زندگی میں کوئی فرق ہی نہیں ہے، حالانکہ اگر عورت کی جسمانی ساخت ہی پر غور کر لیا جائے تو یہ بات واضح ہو سکتی ہے کہ اُس کی زندگی کا مقصد اور وظیفہ مرد سے یقیناً مختلف ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک پُرامن، پُرسکون اور خوشگوار خاندان کی بنیاد بنایا ہے۔ وہ خاندانی زندگی کے سنگ بنیادی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اُسی کی بنیادی پر کنبہ وجود میں آتا ہے، کنبے سے خاندان، خاندان سے برادریاں بنتی ہیں، اور اُنہی کی بنیاد پر کنبہ وجود میں آتا ہے، کنبے سے خاندان، خاندان سے برادریاں بنتی ہیں، اور اُنہی کی بنیاد پر تمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے اور اسی عورت کی آغوش میں قومیں پرورش پاتی ہیں۔ اگر عورت کو اُس کی زندگی کے اصل مقصد اور بنیادی وظیفے سے دور کر دیا جائے تو اُس کا نتیجہ اس کے سوا نہیں نکل سکتا کہ خاندان کا شیرازہ اُسی طرح بکھر جائے جیسے مغربی ملکوں میں بکھر چکا ہے، اور اس پر تشویش کے اظہار کے باوجود خاندان کو پھر سے مستحکم کرنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے۔

وہ خاتون یہ باتیں سن کر حیران تو بہت ہوئیں، لیکن چونکہ میں نے اُن سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر میری بات شائع کریں تو پوری شائع کریں، اور اگر میری بات ادھوری شائع کی تو میں مقدمہ کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں، اس لیے پھر انہوں نے وہ انٹرویو بظاہر شائع نہیں کیا۔

بہرحال! یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ عورت کے مقاصد زندگی متعین کرنے میں مغرب نے بڑی زبردست ٹھوکر کھائی ہے جس کا بعض مغربی مصنفین نے اعتراف بھی کیا ہے۔

عورت کا دائرہ عمل اور گورباچوف کا نظریہ

چند سال پہلے سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف نے ایک کتاب لکھی ہے پروسٹرائکا آج یہ کتاب ساری دنیا میں مشہور ہے اور شائع شدہ شکل میں موجود ہے۔ اس کتاب میں گورباچوف نے عورتوں کے بارے میں (Statwz of women) کے نام سے ایک باب قائم کیا ہے۔ امیں اس نے صاف اور واضح لفظوں میں یہ بات لکھی ہے کہ:

ہماری مغرب کی سوسائٹی میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا، اور اس کو گھر سے باہر نکالنے کے نتیجے میں بیشک

ہم نے کچھ معاشی فوائد حاصل کیے، اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، اس لیے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں، لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا۔ اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے نتیجے میں ہمیں جو نقصانات اٹھانے پڑے ہیں وہ نقصانات اُن فوائد سے زیادہ ہیں جو پروڈیکشن کے اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے۔ لہٰذا میں اپنے ملک میں پروسٹرائیکا کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں اس میں میرا ایک بڑا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ عورت جو گھر سے باہر نکل چکی ہے اس کو واپس گھر میں کیسے لایا جائے؟ اس کے طریقے سوچنے پڑیں گے، ورنہ جس طرح ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح ہماری پوری قوم تباہ ہو جائے گی۔

یہ الفاظ میخائل گورباچوف نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں، وہ کتاب آج بھی بازار میں دستیاب ہے، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ ہے کہ اگر ایک عورت اپنے گھر میں اپنے لیے اور اپنے شوہر و بچوں کے لیے کھانا تیار کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی اور دقیانوسیت ہے۔ اور اگر وہی عورت ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے تو اس کا نام آزادی اور جدت پسندی ہے۔ اگر عورت گھر میں رہ کر اپنے ماں، باپ، بہن، بھائیوں کے لیے خانہ داری کا انتظام کرے تو قید اور ذلت ہے، لیکن دکانوں پر سیلز گرل بنکر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے یا دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو آزادی اور اعزاز ہے۔

الغرض مغرب میں آزادی نسواں کے کھوکھلے نعرے کی حقیقت عیاں ہو چکی ہے۔ مغربی عورتیں اب بھی شوہروں کے تشدد کا شکار ہیں۔ زنا کی قانونا جازت کے باوجود ہر سال ہزاروں کی تعداد میں زنا بالجبر کے کیسز رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ اسکول میں پڑھنے والی بچیوں کے ماں بننے کے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ کم سنماؤں کے الگ اسکول بن چکے ہیں۔

ان مفاسد کو دیکھنے کے بعد یورپ کے سنجیدہ حلقوں میں یہ تحریک شروع ہو چکی ہے کہ آزاد عورت کو دوبارہ گھریلو عورت بنایا جائے تا کہ خاندان کا تصور دوبارہ فروغ پا سکے۔ (نظریاتی جنگ کے اصول، مولانا اسماعیل ریحان، ص:66)

تیسرا کام: بوقت ضرورت درج ذیل شرعی حدود کی رعایت کر کے گھر سے نکلے

پہلی شرط: فتنہ کا اندیشہ نہ ہو

نکلنے والی عورت، منزل مقصود تک پہنچنے کا راستہ اور منزل مقصود میں کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، بلکہ حالات پر امن ہوں۔ چنانچہ اگر خود عورت کی طرف سے کسی قسم کے فتنہ کا اندیشہ ہو یا راستہ پر امن نہ ہو یا جس جگہ جانا ہے وہاں کا ماحول حیا کے

تقاضے پورے نہ کرتا ہو، جیسے: مخلوط تقریبا، مخلوط تعلیم گاہوں وغیرہ میں جانا اور بے حیائی، ناچ گانے کی مجالس میں شرکت۔ تو ایسی صورت میں عورت کا گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

حضرت حفصہ بنت سیرینؒ فرماتی ہیں:

ہمارے یہاں جوان بچیوں کو عید کی نماز میں بھی جانے سے منع کیا جاتا تھا۔ (بخاری، رقم:324)

مسئلہ بھی یہی ہے کہ بوڑھی عورتوں کے لیے اگرچہ عیدین وغیرہ کے اجتماعات میں شرکت کی گنجائش ہے۔ (گو پسندیدہ نہیں) لیکن نوجوان بچیوں کو جماعت کی نماز عیدین وغیرہ کے دینی اجتماعات کے موقع پر بھی شرکت کی بالکل اجازت نہیں۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، صلاۃ العیدین، فقرۃ:5)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ (بخاری، رقم:869، عمدۃ القاری:480/9)

آج عورتوں میں نئی باتیں پیدا ہوگئی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی عاتکہ رضی اللہ عنہا نے بوقت عقد یہ شرط لگائی تھی کہ وہ مسجد میں با جماعت نماز پڑھیں گی، اور حضرت عمرؓ کو روکنے کا حق نہیں ہوگا، جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے اور احوال بدلنے لگے تو آپؓ نے عورتوں کو مسجد سے روکنے کا ارادہ کیا مگر یہ بیوی صاحبہ برابر مسجد میں آتی تھیں۔ حضرت عمرؓ منع نہیں کر سکتے تھے اور دوسری عورتیں کہتی تھیں: جب آپؓ کی اہلیہ آتی ہیں ہم کیوں نہ آئیں، ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی سوتیلی ماں سے اس سلسلہ میں بات کی کہ آپ کے گھر سے نکلنے کو اور مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پسند نہیں کرتے، ان کو غیرت آتی ہے پس آپ گھر میں نماز کیوں نہیں پڑھتیں؟ اہلیہ نے جواب دیا: اگر عمرؓ کو غیرت آتی ہے اور ان کو میرا گھر سے نکلنا اور با جماعت نماز پڑھنا پسند نہیں ہے تو وہ مجھے منع کیوں نہیں کرتے؟ ابن عمرؓ نے کہا: آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کی وجہ سے حضرت عمرؓ منع نہیں کرتے۔

غرض ان بیوی صاحبہ کی با جماعت نماز میں بہت دلچسپی تھی اور وہ ہمیشہ با جماعت نماز پڑھتی تھیں مگر صرف رات کی نمازوں میں آتی تھیں، رات کی تاریکی پردہ کا کام کرتی ہے۔ دن کی نمازوں میں نہیں آتی تھیں، جمعہ میں بھی نہیں آتی تھیں۔

جب یہ بیوی صاحبہ مسجد آنے سے باز نہ آئیں اور ان کی وجہ سے دوسری عورتیں بھی نہیں رکتی تھیں تو ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ راستہ میں کہیں چھپ کر بیٹھ گئے، جب بیوی صاحبہ وہاں سے گذریں تو آپ رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے آکر دوپٹہ کھینچا

اور بھاگ گئے، اہلیہ محترمہ فجر کی نماز کے لیے مسجد جارہی تھی اور غلس کی وجہ سے پتہ نہ چلا کہ وہ کون تھا، انہوں نے انا للہ پڑھا اور وہیں سے واپس لوٹ گئیں اور کہنے لگیں: عمر ٹھیک کہتے ہیں واقعی زمانہ خراب آ گیا ہے، پھر وہ کبھی مسجد نہ گئیں اور جب امیر المؤمنین کی بیوی گھر بیٹھ گئیں تو دوسری عورتیں بھی مسجد سے رک گئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد پورا ہوا۔

(بخاری، رقم:900 تحفۃ القاری، مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہ: 3/ 219 فیض الباری: 2/ 273)

دوسری شرط: مردوں سے اختلاط نہ ہو، خلوت نہ ہو بلاضرورت بات چیت نہ ہو

قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزدیوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے:

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۠ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ (قصص:23)

اور جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ اس پر ایسے لوگوں کا ایک مجمع ہے جو اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں، اور دیکھا کہ ان سے پہلے دو عورتیں ہیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے ان سے کہا: تم کیا چاہتی ہو؟ ان دونوں نے کہا: ہم اپنے جانوروں کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں جب تک سارے چرواہے پانی پلا کر نکل نہیں جاتے، اور ہمارے والد بہت بوڑھے آدمی ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ ہمارے والد بوڑھے ہونے کی وجہ سے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے نہیں آ سکتے اور ہم چونکہ عورت ذات ہیں اس لیے مردوں میں گھس کر پانی نہیں پلا سکتیں، اس لیے انتظار میں ہیں کہ مرد چلے جائیں اور کنواں خالی ہو جائے تو ہم اپنے جانوروں کو لے جا کر پانی پلائیں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ: اسْتَأْخِرْنَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ۔ (ابو داود، رقم:5272)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت فرماتے ہوئے سنا جب آپ مسجد سے باہر نکل رہے تھے اور لوگ راستے میں عورتوں میں مل جل گئے تھے، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا: تم پیچھے ہٹ جاؤ، تمہارے لیے راستے کے درمیان سے چلنا ٹھیک نہیں، تمہارے لیے راستے کے کنارے کنارے چلنا مناسب ہے

پھر تو ایسا ہو گیا کہ عورتیں دیوار سے چپک کر چلنے لگیں، یہاں تک کہ ان کے کپڑے (دوپٹے وغیرہ) دیوار میں پھنس جاتے تھے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیں: بے حیائی کا دوسرا سبب)

تیسری شرط: بے پردگی نہ ہو

پردہ کے اعتبار سے ایک عورت سے شریعت یہ تقاضے کرتی ہے:

1) ستر پوشی ہو
2) محارم سے پردہ ہو
3) عبادات میں پردہ ہو
4) اجنبیوں سے پردہ ہو

پہلی قسم کا پردہ: ستر پوشی ہو

1. جسم کو، ستر کو چھپانا انسانی فطرت کا تقاضہ ہے

جب حضرت آدم وحوا نے جنت کے اس درخت کا پھل کھالیا جس کی ان کو ممانعت کی گئی تھی تو ان کے جسم کے کپڑے اتر گئے اور ان دونوں کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے پر کھل گئیں پھر جیسے ہی ان کے کپڑے اترے تو وہ دونوں جنت کے کچھ پتے جوڑ جوڑ کر اپنے بدن پر چپکانے لگے۔ (اعراف:22)

یہ دونوں میاں بیوی تھے پھر بھی ایک دوسرے کے سامنے بے لباس ہونا گوارا نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ شرم وحیا انسانوں کے سب سے پہلے ماں باپ کی میراث ہے اور عریانی سے حفاظت انسان کی فطرت میں داخل ہے، کبھی کوئی ہوش منداور ذی شعور انسان بے لباس گھومتا پھرتا نظر نہیں آئیگا اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ مغربی معاشرے میں بے حیائی عام ہونے کے باوجود مرد وزن جسم کے ضروری حصوں کو فطرتاً ڈھانپنا پسند کرتے ہیں۔ لہذا حیا سے بے زاری انسانیت سے بے زاری ہے۔ آج کی مذہب بے زار تہذیب نے آزادی کے نام پر انسان کو فطرت سے بے زار کر کے جانوروں کی سطح پر زندگی گذارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جانوروں میں جنس اور رشتوں کی تمیز نہیں ہوتی۔ جانور لباس نہیں پہنتے۔ اگر انسان بھی مادر پدر آزاد ہو کر یہی روش اختیار کرے تو یہ ترقی ہے یا تنزلی......؟ اس کا فیصلہ ہر وہ شخص با آسانی کر سکتا ہے جس کی فطرت مسخ نہ ہوئی ہو۔ (بتغیر تحفۃ المسلمین از عاشق الٰہی: کتاب اصلاح المعاشرۃ:-1067 آسان ترجمۂ قرآن)

2. انسانیت کی تکریم و تعظیم، معاشرہ اور سوسائٹی کو اخلاقی بگاڑ سے بچانے اور انسانوں کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرنے کے لیے لباس، ستر پوشی کا حکم ہے

دوسروں کے سامنے شرم و پردہ کے مقام کا کھولنا چونکہ انسانی شرافت و کرامت اور عام آداب کے خلاف ہے نیز یہ سوسائٹی کے اندر اخلاقی بگاڑ اور مفاسد کے پھیلنے کا سبب بھی ہے اس لیے شریعت نے جسم اور ستر چھپانے کا حکم دیا تاکہ انسان کی صحیح تکریم اور آدمیت کا واقعی احترام ہو سکے اور انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہو جائے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ ۔(اسراء:70)

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَابَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ.(اعراف:26)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے، اور جو خوشنمائی کا ذریعہ بھی ہے، اور تقوی کا جو لباس ہے وہ سب سے بہتر ہے، یہ سب اللہ کی نشانیوں کا حصہ ہے، جن کا مقصد یہ ہے کہ لوگ سبق حاصل کریں۔

3. جسم کی نمائش جاہلیت قدیم کا طور و طریقہ ہے

قرآن کریم میں ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ۔(احزاب:33)

اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی بار جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

پہلی جاہلیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جس میں عورتیں بے حیائی کے ساتھ بناؤ سنگھار غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی تھیں، اور پہلی جاہلیت کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک جاہلیت آخر میں بھی آنے والی ہے، اور کم از کم اس بے حیائی کے معاملے میں یہ جاہلیت ہماری آنکھوں کے سامنے اس طرح آ چکی کہ اس نے پہلی جاہلیت کو مات کر دیا ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

4. جاہلیت کے مقابلے میں اسلام نے جسم کو چھپانے کا حکم ہے

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ .... لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ (النور: 31)

اور آپ کہہ دیجئے ایمان والی عورتوں سے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ ظاہر کریں اپنی زینت کو مگر وہ جو اس سے کھلی ہے۔ اور چاہیے کہ ڈال دیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ) أَخَذْنَ أُزُرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. (جامع الاصول، رقم: 732، د-خ)

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں (اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں)۔ تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر اس سے اپنے جسموں کو چھپا لیا۔

5. باریک کپڑا پہننے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا:

ایک حدیث میں آتا ہے:

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. (سنن ابی داود، رقم: 4104۔ الموسوعة الفقهية الكويتية، لباس المرأة/3)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ (عائشہ کی بہن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں تو ان کے اوپر باریک کپڑے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا کہ اے اسماء جب عورت حیض کی عمر کو پہنچ جائے (بالغ ہو جائے) تو اس کے لیے درست نہیں ہے کہ اس کے جسم سے سوائے اس کے اور سوائے اس کے دکھائی دے اور اشارہ فرمایا ان کے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کی طرف (کہ بالغ عورت صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں بوقتِ ضرورت تو کھول سکتی ہے اس کے علاوہ پورا جسم چھپانا ضروری ہے)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ أُسَامَةَ، قَالَ: كَسَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُبْطِيَّةً كَثِيفَةً كَانَتْ مِمَّا أَهْدَاهَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، فَكَسَوْتُهَا امْرَأَتِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ

اللهِ ﷺ: مَا لَكَ لَمْ تَلْبَسِ الْقُبْطِيَّةَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَسَوْتُهَا امْرَأَتِي. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: مُرْهَا فَلْتَجْعَلْ تَحْتَهَا غِلَالَةً، إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَصِفَ حَجْمَ عِظَامِهَا. (مسند احمد، رقم: 21788۔ الموسوعة الفقهية كوتية: البسة/15۔ ستر العورة،3/)

حضرت اسامہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک موٹی قبطی چادر عطا فرمائی جو اس ہدیئے میں سے تھی جو حضرت دحیہ کلبیؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا، میں نے وہ اپنی بیوی کو دے دی نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے؟ تم نے وہ چادر نہیں پہنی؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں نے وہ اپنی بیوی کو دے دی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے کہنا کہ اس کے نیچے شمیز لگائے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے اس کے اعضاء جسم نمایاں ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَبَاطِيَّ، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً، فَقَالَ: اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ، فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا، وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ، فَلَمَّا أَدْبَرَ، قَالَ: وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا.

(سنن ابی داود، رقم: 4116)

حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کچھ مصری کپڑے آئے جن میں سے ایک مصری کپڑا حضور اکرم ﷺ نے مجھے عطا فرما دیا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کرلو اور ان میں سے ایک ٹکڑے کو قمیص بنالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو وہ اس سے اپنی اوڑھنی بنالے۔ حضرت دحیہ کلبیؓ پیٹھ پھیر کر جب واپس مڑے تو فرمایا کہ اپنی بیوی کو حکم دو کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا لگالے (بطور استر کے) جس سے اس کا بدن ظاہر نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہوجائے۔

(المبسوط، کتاب الاستحسان، باب النظر الی الاجنبیات)

6. باریک کپڑا پہننا حضرات صحابیات کو بھی ناپسندیدہ تھا

ایک روایت میں آتا ہے:

دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا. (موطأ مالك: 2651)

حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکر عائشہؓ کے پاس گئیں ایک باریک سر بند اوڑھ کر حضرت عائشہؓ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور موٹے کپڑے کا سر بند اوڑھا دیا۔

7. باریک کپڑا پہننے والیوں کو قیامت کے دن لباس نہیں ملے گا

حضرت ام سلمہ رضی تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الفِتَنِ، وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الخَزَائِنِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ. (بخاری، رقم:115)

ایک رات نبی کریم ﷺ نے بیدار ہوتے ہی فرمایا: سبحان اللہ آج رات کس قدر فتنے اتارے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے بھی کھولے گئے ہیں۔ ان حجر والیوں کو جگاؤ۔ کیونکہ بہت سی عورتیں جو دنیا میں باریک کپڑا پہننے والی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔

8. باریک کپڑا پہننے والی عورتیں جنت سے محروم ہوں گی

ایک حدیث میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم، رقم:2128)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ انھیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو اس قوم کے لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس گایوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ لوگوں کو ان کوڑوں سے ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے کہ جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی دوسرے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے اور یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔

حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس حدیث میں ایک پیشن گوئی عورتوں کے حق میں یہ ارشاد فرمائی کہ قرب قیامت کے زمانے میں ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ اس کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا یا کپڑا باریک تو نہ ہوگا مگر چست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے سے اس کا پہننا نہ پہننا برابر ہوگا۔

بدن پر کپڑے ہونے اور اس کے باوجود ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصہ اور خصوصاً وہ اعضا کھلے رہیں جن کو باحیا عورتیں غیر مردوں سے چھپاتی ہیں، جیسا کہ

یورپ میں ایسا لباس پہننے کا رواج ہے کہ گھٹنوں تک قمیص یا فراک ہوتا ہے آستین یا تو ہوتی ہی نہیں یا اس قدر چھوٹی ہوتی ہیں کہ کندھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہے، پنڈلیاں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور سر دوپٹے سے خالی ہوتا اور فراک کا گلا آگے اور پیچھے سے اس قدر فراخ اور چوڑا ہوتا ہے کہ نصف کمر اور نصف سینہ نظر آتا ہے۔ (تحفہ خواتین، کتاب الحجاب واحکامہ:530)

9. ضرورت کے وقت بقدر ضرورت گنجائش ہے

شریعت کا مزاج تو یہ ہے کہ تنہائی میں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو اس وقت بھی ستر کو چھپایا جائے حتی کہ ان مقامات اور اوقات میں جہاں ستر کھولنا ضروری ہو وہاں بھی شریعت کا مزاج یہ ہے کہ حتی الامکان ضرورت سے زائد ستر نہ کھولا جائے۔ مثلاً قضاء حاجت کے وقت، نہانے کے وقت از دواجی تعلق قائم کرتے وقت۔

- تنہائی میں بھی ستر کھولنے کی ممانعت

يَا رَسُولَ اللّٰهِ: عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ؟ قَالَ: إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ۔

(ابو داود، رقم:4017)

حضرت معاویہ بن حیدۃ القشیری ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے رسول! ہم اپنا ستر کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ستر سب سے چھپاؤ سوائے اپنی بیوی اور اپنی لونڈیوں کے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب لوگ ملے جلے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سے ہو سکے کہ تمہارے ستر کوئی نہ دیکھے تو اسے کوئی نہ دیکھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی تنہا خالی جگہ میں ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے بہ نسبت اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ. (ترمذی، رقم:2800)

تم لوگ ننگے ہونے سے بچو، کیونکہ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہوتے ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے۔ وہ تو صرف اس وقت جدا ہوتے ہیں جب آدمی قضائے حاجت کے لیے جاتا ہے یا اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے ہمبستر ہوتا ہے۔ اس لیے تم ان (فرشتوں) سے شرم کھاؤ اور ان کی عزت کرو۔

- غسل کے وقت مزاج شریعت

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ - أَيْ بِالْخَلَاءِ - فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ، يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ ۔(ابوداود، رقم:4012)

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بغیر تہ بند کے نہاتے دیکھا تو آپ ممبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ حیاء دار ہے پردہ پوشی کرنے والا ہے اور حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی نہائے تو ستر کو چھپالے۔

آپ ﷺ بھی حجروں کے پیچھے جا کر غسل فرماتے۔(جمع الوسائل فی شرح الشمائل:2/173)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال یہ تھا کہ گھر میں ہوتے اور دروازہ بند بھی ہوتا لیکن پھر بھی غسل کے لیے اپنے کپڑے اتارنا مشکل ہوجاتا اور غسل کے بعد جب تک وہ کپڑے سے ستر نہ چھپالیتے کمر سیدھی نہ کرسکتے یعنی سیدھے کھڑے نہ ہوتے۔(مسند احمد: رقم543)

حضرت عثمان شدت حیاء کی وجہ سے کبھی شلوار اتار کر نہیں نہاتے حالانکہ بند غسل خانہ میں نہاتے تھے۔
(تاریخ امت مسلمہ:1/592)

- قضاء حاجت کے وقت مزاج شریعت

عن ابن عمر: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا أراد حاجة لا یرفع ثوبه حتی یدنو من الأرض (ابوداؤد، رقم:14، ترمذی، رقم:14)

نبی اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اپنا کپڑا نہ اٹھاتے جب تک کہ زمین سے قریب نہ ہوجاتے تھے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ: إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ، أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللّٰهِ.(ترمذی، رقم:606)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنوں کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہوں کے درمیان کا پردہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی پاخانہ جائے تو وہ بسم اللہ کہے۔

- علاجہ معالجہ کے وقت مزاج شریعت

علاج معالجہ کے وقت مجبوراً جتنے بدن کو دیکھنا ضروری ہو تو صرف طبیب/ ڈاکٹر (باقی لوگ نہیں) بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے جتنا دیکھنا ضروری ہو اس سے زائد نہیں۔

صحابیات کو بیماری بے ہوشی میں بھی اپنے پردہ کی فکر لگی رہتی تھی۔

حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أَلاَ أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي، قَالَ: إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا ۔(بخاری، رقم:5652)

تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں، کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کردوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کردیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

- موت کے بعد مزاج شریعت

مرد کے کفن میں تین کپڑے ہوتے ہیں جبکہ مسلمان عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔ دو زائد کپڑوں میں ایک اسکارف اور دوسرا سینہ بند ہوتا ہے۔ افسوس ہے اس مسلمان عورت پر جو پوری زندگی اپنا سر اور سینہ کھلا چھوڑے لیکن مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے پاس ان اعضاء کو ڈھک کر ہی بلاتے ہیں۔ اے مسلمان عورت افسوس ہے تجھ پر اللہ تجھ سے کتنی حیاء کرتے ہیں لیکن تو اللہ سے بالکل حیا نہیں کرتی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے پردہ کا کیا ہوگا؟

ایک روایت میں آتا ہے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے حیا آتی ہے کہ جب میرا انتقال ہو، تو لوگ مردوں کے تخت پر لٹا کر اور ایک کپڑا اوڑھا کر مجھے کندھے پر اٹھالیں۔ اس لیے اندیشہ ہے کہ کپڑے کے اوپر سے میرا جسم ظاہر ہو، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے کہا: جگر گوشہِ رسول اللہ ﷺ! کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ دکھاؤں، جو میں نے حبشہ میں دیکھیں تھی؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، کیوں نہیں ضرور۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کھجور کی تازہ ٹہنیاں منگوائیں، کمان کی شکل میں ان کو موڑ موڑ کر رکھا، اور ان کے اوپر کپڑا ڈال دیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ تو بڑی اچھی چیز ہے، اس سے مرد و عورت کے جنازہ میں امتیاز ہوجائے گا اور عورت کا جسم

بھی چھپ جائے گا۔ دیکھو اسماء جب میرا انتقال ہو، تو آپ اور علی میرے غسل میں شریک ہوں، کوئی اور میرے قریب نہ آئے، اور میری چارپائی پر اسی طرح چھڑیاں رکھ دینا۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دلہن کے ڈولے کی طرح کا ایک پردہ پوش چادر چارپائی تیار کی، اور کہا: فاطمہ نے مجھے اس کی وصیت کی تھی۔

(سنن کبریٰ للبیہقی، رقم:4930، اسد الغابہ:7/214)

● ازدواجی تعلق کے وقت مزاج شریعت

إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ۔ (ابن ماجہ، رقم:1921)

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کپڑا اوڑھ لے، اور گدھا گدھی کی طرح ننگا نہ ہو جائے۔

وظیفۂ زوجیت کے وقت بھی ازواج مطہرات میں سے کسی کو آپ ﷺ کی ستر کی جگہ دیکھنے کی ہمت نہ ہوتی اور نہ حضور خود دیکھتے۔ (جمع الرسائل فی شرح الشمائل:2/173، ابن ماجہ، رقم:662، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، فرج:10) بلکہ اس موقع پر سر کو ڈھانک لیتے، گھر والوں کو بھی سکون اور وقار کی تلقین کرتے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، باب حیائہ ﷺ)

صحابہؓ پر شرم و حیاء کا اس قدر غلبہ تھا کہ وظیفۂ زوجیت کے وقت اپنا سر کپڑوں سے ڈھانپ لیتے۔ (بخاری، رقم:4681)

حضرت عثمان بن مظعونؓ کہتے تھے کہ یارسول اللہ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں ہے کہ میری بیوی میرے ستر کو دیکھے۔

(ابن سعد 3/287، شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی تحت الحدیث: رقم:662)

نوٹ: ازدواجی تعلق کے بارے میں مزاج شریعت کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں ص:

مسئلہ: عورت کا ستر ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ہے، اتنا حصہ عورت کے لیے دوسری عورتوں کے سامنے بے ضرورت کھولنا جائز نہیں۔

نوٹ: اپنی چھوٹی بچیوں کو بھی شروع ہی سے ایسے لباس کی عادت ڈالیں جو شرم و حیاء کے تقاضے پورا کرتا ہو فیشن کے نام پر ایسا لباس ہرگز نہ پہنائیں جو حیاء کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے لیے اس قسم کے لباس آپ خریدنا بند کریں ایسی دکانوں، فیکٹریوں کا بائیکاٹ کریں۔ جب ایسے کاروبار کی حوصلہ شکنی ہوگی تو دکاندار خود بخود عوام کی ڈیمانڈ کو آئندہ کے لیے مدنظر رکھیں گے۔

یاد رکھیں! آج آپ کی بچیاں جو پہنیں گی کل وہی ان کی شخصیت کا جز ہوگا۔

دوسری قسم کا پردہ: محارم سے پردہ ہو

محارم سے پردہ میں پیٹ اور اس کے مقابل کی پیٹھ داخل ہے۔ یہ حصہ عورت کے لیے محارم کے سامنے بھی کھولنا جائز نہیں، اور

سینہ اس کے مقابل کی پیٹھ، چہرہ، دونوں ہاتھ اور گھٹنے سے نیچے پنڈلی وغیرہ عورت محارم کے سامنے کھول سکتی ہے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، عورۃ، فقرۃ:6)

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ ۔(نور:31)

اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ، یا اپنے شوہروں کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے۔

اس آیت میں زینت سے مراد زینت کی جگہیں ہیں نہ کہ بذات خود زینت، اس لیے کہ اصل زینت کو دیکھنا مطلقاً مباح ہے، پس سر، تاج کی جگہ ہے اور چہرہ سرمہ کی جگہ ہے اور گردن اور سینہ ہار کی جگہیں ہیں اور کان بالی کی جگہ ہے اور بازو پہنچے کی جگہ ہے اور کلائی کنگن کی جگہ ہے اور ہتھیلی انگوٹھی کی جگہ ہے اور پنڈلی پازیب کی جگہ ہے اور قدم خضاب کی جگہ ہے بخلاف پیٹھ اور پیٹ اور ران کے کہ یہ سب زینت کی جگہیں نہیں ہیں۔

اور اس لیے بھی کہ محارم کے درمیان ملنا جلنا عموماً پیش آتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ زینت کے مقامات کو ظاہر کرنے اور کھولنے سے بچانا ممکن نہیں۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، عورۃ، فقرۃ:6)

کون محرم ہے کون نہیں؟

یہ سب محارم میں داخل ہیں:

- ماں باپ، دادا دادی نانا نانی
- بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی
- بھائی بہن حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں
- بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی اور ان کی اولاد آخیر تک حقیقی ہوں یا رضاعی ہوں
- باپ کی طرف سے رشتے پھوپھی، باپ/ دادا کی پھوپھی، باپ/ دادا کی خالہ
- ماں کی طرف سے رشتے خالہ، ماں/ نانا کی خالہ، ماں/ نانا کی پھوپھی

یہ سب غیر محارم ہیں:

- بہنوئی، بھانجی کا شوہر، بھتیجی کا شوہر، پھوپھا، خالو

- باپ کی طرف سے رشتے چچا کے بیٹے/ پوتے/ نواسے: پھوپھی کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ باپ/ دادا کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کے بیٹے
- ماں کی طرف سے رشتے: ماموں کے بیٹے/ پوتے/ نواسے، خالہ کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ
- ماں/ نانا کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کے بیٹے/ پوتے/ نواسے

تیسری قسم کا پردہ: عبادات میں پردہ ہو

قرآن کریم میں ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اعراف:31)

اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوشنمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت میں زینت سے مراد نماز کے دوران کپڑے پہننا ہے۔

حضرت عائشہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ. (سنن ابی داود، رقم:641)

اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز دوپٹہ کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے مزید ایک اور حجاب کا حکم بھی ہے وہ ہے عبادت، نماز کے وقت کا حجاب اس حجاب میں چہرہ (جتنا وضو میں دھویا جاتا ہے) دونوں ہتھیلیاں گٹوں تک اور دونوں پیر ٹخنوں سے نیچے تک شامل نہیں ان کے علاوہ پورا بدن حجاب میں داخل ہے، پس عورت پر نماز میں چہرہ ہتھیلیاں اور قدموں کے علاوہ پورا بدن چھپانا ضروری ہے۔

یہ عوت کی نماز درست ہونے کے لیے شرط ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر عورتوں کی نماز اس لیے نہیں ہوتی کہ سر پر ایسا باریک دوپٹہ ہوتا ہے جس سے بال نظر آتے ہیں اور بعض عورتوں کی نماز اس لیے نہیں ہوتی کہ بانہیں کھلی ہوتی ہیں یا اگر ڈھانکی ہوئی ہیں تو اسی باریک دوپٹہ سے ڈھانک لیتی ہیں جس سے سب کچھ نظر آتا ہے بعض عورتیں ساڑی باندھتی ہیں اور بلاؤز اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ ناف پر ختم ہو جاتا ہے اور آدھا پیٹ نظر آتا ہے اس سے نماز نہیں ہوتی۔ (تحفہ خواتین:530)

مسئلہ: اگر ستر (غلیظہ ہو یا خفیفہ) میں سے کسی عضو کا ایک چوتھائی یا اس سے زائد (ایک جگہ سے یا متفرق جگہ سے) نماز شروع کرنے کے بعد میں ایک رکن (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا) کی مقدار خود بخود کھل جائے (جان بوجھ کر نہ کھولا ہو) تو نماز ٹوٹ جائے گی، البتہ خود اپنا ستر دیکھ لینے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (حاشیۃ الطحطاوی:242 نماز کے مسائل انسائیکلوپیڈیا:2/349)

اگر جسم کے متفرق اعضاء سے ستر کھلا تو پیائش کے اعتبار سے جمع کر کے دیکھا جائے گا، پس اگر جمع کی ہوئی پیائش کھلے اعضاء میں سے چھوٹے عضو کے چوتھائی کو پہنچ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ مثال: عورت کے کان کا نواں حصہ اور ران کا نواں

حصہ کھل جائے تو نماز نہ ہوگی اس لئے کہ جو کچھ کھلا ہے وہ اگرچہ کسری حصوں کے حساب سے چوتھائی سے کم ہے لیکن پیمائش کے اعتبار سے کان کے چوتھائی کے برابر ہے۔ (عمدۃ الفقہ :2/57)

چوتھی قسم کا پردہ: اجنبیوں سے پردہ ہو

- حضرت عبداللہ بن مسعود کے نزدیک تو غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ اور ہاتھ کھولنا بھی جائز نہیں صرف اوپر کے کپڑے برقع وغیرہ کا اظہار بضرورت مستثنی ہے۔ (معارف القرآن:6/401)
- نیز تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے چہرہ، ہتھیلیوں اور پاؤں کو کھولنے سے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو (جیسا کہ آج کل عموما ہوتا ہی ہے) تو عورت کے لیے ان کا کھولنا جائز نہیں۔ ان کا چھپانا ضروری ہے۔

(معارف القرآن:6/402، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، وجہ، فقرۃ:4، عورۃ:3)

- پھر یہ واضح ہے کہ عورت کے چہرے کا پردہ صرف فتنے کے زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ بہت سی نصوص سے چہرے کا پردہ ثابت ہے، اور خیر القرون میں جب ازواج مطہرات اور صحابیات رضوان اللہ علیہن کو چہرے کے پردے کا حکم تھا اور انہوں نے اس کا اہتمام کیا تو اس دور میں بدرجہ اولیٰ مؤمنات کو چہرے کے پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آیات حجاب کی تفسیر میں چہرہ چھپانے اور صرف ایک یا دونوں آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت نقل فرمائی ہے۔ ان سب نصوص سے معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ اصل میں قرآن وحدیث سے ہی ثابت ہے۔

(فتاویٰ بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144007200319)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ. (الاحزاب:35)

اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا. (احزاب:59)

اے پیغمبر ﷺ آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں، کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب ہے، اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ آیت خاص چہرے کو چھپانے کے لیے ہے۔ جلابیب جمع ہے جلباب کی جس کے معنی چادر کے ہیں۔ ادناء کے معنی

ارخاء یعنی لٹکانے کے ہیں۔ یدنین علیھن من جلابیبھن کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ اپنے اوپر اپنی چادروں میں سے ایک حصہ لٹکالیا کریں۔ یہی مفہوم گھونگٹ ڈالنے کا ہے۔مگر اصل مقصد وہ خاص وضع نہیں ہے۔ جسے عرف عام میں گھونگٹ سے تعبیر کیا جاتا ہے بلکہ چہرے کو چھپانا مقصود ہے، خواہ گھونگٹ سے چھپایا جائے یا نقاب سے یا کسی اور طریقے سے۔اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب مسلمان عورتیں اس طرح مستور ہوکر باہر نکلیں گی تو لوگوں کو معلوم ہوجائے گا کہ شریف عورتیں ہیں، بے حیا نہیں ہیں، اس لیے کوئی ان سے تعرض نہ کرے گا۔

قرآن مجید کے تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

> اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں (تفسیر ابن جریر، جلد:22،ص:29)

امام محمد بن سیرین نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث الحضرمی سے دریافت کیا:

> اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے چادر اوڑھ کر بتایا اور اپنی پیشانی، ناک اور آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (تفسیر ابن جریر، جلد:22،ص:29،احکام القرآن:3/457)

علامہ ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

> اے نبیؐ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ جب اپنے گھروں سے کسی حاجت کے لیے نکلیں تو لونڈیوں جیسا لباس نہ پہنیں کہ سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں تاکہ کوئی فاسق ان سے تعرض نہ کر سکے اور سب جان لیں کہ وہ شریف عورتیں ہیں۔
>
> (تفسیر ابن جریر، جلد:22/29)

علامہ ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

> یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت پردہ داری اور عفت مابی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ بدنیت لوگ اس کے حق میں طمع نہ کر سکیں۔
>
> (احکام القرآن:3/458)

علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر غرائب القرآن میں لکھتے ہیں:

> ابتدائے عہدِ اسلام میں عورتیں زمانہ جاہلیت کی طرح قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نکلتی تھیں اور شریف عورتوں کا لباس ادنیٰ درجہ کی عورتوں سے مختلف نہ تھا۔ پھر حکم دیا گیا کہ وہ چادریں اوڑھیں اور اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ وہ شریف عورتیں ہیں فاحشہ نہیں ہیں۔
>
> (تفسیر غرائب القرآن برحاشیہ ابن جریر:22/32)

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ (احزاب: 59) یعنی جب وہ اپنی حاجات کے لیے باہر نکلیں تو اپنی چادروں سے اپنے چہروں اور اپنے جسموں کو چھپالیں۔ یہاں لفظ من تبعیض کے لیے ہے۔ یعنی چادروں کے ایک حصہ کو منہ پر ڈالا یا جائے اور ایک حصہ کو جسم پر لپیٹ لیا جائے ذالك ادنى ان يعرفن یعنی اس سے ان کے اور لونڈیوں اور گانا گانے والیوں کے درمیان تمیز ہو جائے گی۔ فلا یؤذین اور مشتبہ چال چلن کے لوگ اس تعرض کی جرات نہ کرسکیں گے۔ (تفسیر بیضاوی: 4/168)

ان اقوال سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور سے لے کر آٹھویں صدی تک ہر زمانے میں اس آیت کا ایک ہی مفہوم سمجھا گیا ہے اور وہ مفہوم وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ہم نے سمجھا ہے۔ اسکے بعد احادیث کی طرف رجوع کیجیے تو وہاں بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد سے عہد نبوی میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگی تھیں اور کھلے چہروں کے ساتھ پھرنے کا رواج بند ہو گیا تھا۔ ابوداؤد، ترمذی، موطا اور دوسری کتب حدیث میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو حالتِ احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرما دیا تھا:

اَلْمُحْرِمَةُ لَا تَنْتَقِبْ وَلَا تَلْبِسِ الْقُفَّازَيْنِ۔

محرم عورت نقاب نہ کرے اور دستانے نہ پہنے۔

(ابوداؤد، کتاب المناسک، باب مایلبس المحرم، رقم: 1826)

نَهَى النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ، (ابوداؤد، رقم: 1827)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانے اور نقاب پہننے سے منع فرمایا

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لیے دستانوں کا عام رواج ہو چکا تھا۔ صرف احرام کی حالت میں اس سے منع کیا گیا۔ مگر اس سے بھی یہ مقصد نہ تھا کہ حج میں چہرے منظر عام پر پیش کیے جائیں، بلکہ دراصل مقصد یہ تھا کہ احرام کی فقیرانہ وضع میں نقاب عورت کے لباس کا جزو نہ ہو، جس طرح عام طور پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں تصریح کی گئی ہے کہ حالتِ احرام میں بھی ازواجِ مطہرات اور عام خواتینِ اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو اجانب سے چھپاتی تھیں۔

حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ. (ابوداود، رقم: 1833)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں۔ پس جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔

ذرا غور کریں! زمانہ خیرِ قرون کا ہے، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین حالتِ احرام میں ہیں۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ودیگر ازواجِ مطہرات کو قرآن کریم نے اُمت کی مائیں قرار دیا ہے۔ ایسے میں کون بد بخت ایسا ہوسکتا تھا جو حضور ﷺ کی موجودگی میں ازواجِ مطہرات اور اُمت کی ماؤں کی بُری نگاہ سے دیکھتا؟؟ لیکن یاد رکھیں! عورت کو کوئی اچھی نگاہ سے دیکھے یا بُری نگاہ سے، اُسے اللہ کا حکم پورا کرتے ہوئے نامحرم مردوں سے اپنا چہرہ چھپانا ہے۔ (پردہ:248)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ. وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. (موطا مالك، رقم:1176)

فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے کہ ہم حالتِ احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی صاحب زادی حضرات اسماءؓ تھیں۔ (یعنی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ احرام کی حالت میں نقاب استعمال کرنے کی جو ممانعت ہے اس کا اطلاق ہمارے اس فعل پر ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُسْدِلُ الْمَرْأَةُ جِلْبَابَهَا مِنْ فَوقِ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا

(فتح الباری، تحت الرقم:1545)

عورت حالتِ احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے چہرے پر لٹکا لیا کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ افک کے بارے میں فرماتی ہیں:

كَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَاللهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلاَ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا، فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، وَهُمْ نُزُولٌ. (صحیح البخاری، رقم: 4141)

صفوان بن معطل سلمیؓ جو بعد کو ذکوانی کے نام سے مشہور ہوئے وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہا کرتے تھے تا کہ گری پڑی چیزیں اٹھاتے ہوئے آئیں وہ صبح کو جب قریب پہنچے تو مجھے سوتا ہوا دیکھ کر پہچان لیا کیونکہ وہ پردہ سے

پہلے مجھے دیکھ چکے تھے۔اس نے زور سے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ چھپالیا اللہ کی قسم! ہم دونوں نے کوئی بات نہیں کی اور نہ میں نے سوائے اناللہ کے کوئی بات اس سے سنی۔ صفوان ؓ نے اپنی سواری سے اتر کر اس کے دست و پا کو باندھ دیا اور میں اس پر بیٹھ گئی صفوانؓ آگے آگے اونٹ کو کھینچتا ہوا چلا اور ہم دوپہر کے قریب شدت کی گرمی میں لشکر میں پہنچ گئے اور وہ سب ٹھہرے ہوئے تھے۔

ایک روایت میں آتا ہے:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا، وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ: إِنْ أُرْزَأْ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ، قَالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی جس کو ام خلاد کہا جاتا تھا وہ نقاب پوش تھی، وہ اپنے شہید بیٹے کے بارے میں پوچھ رہی تھی، ایک صحابی نے اس سے کہا: تو اپنے بیٹے کو پوچھنے چلی ہے اور نقاب پہنے ہوئی ہے؟ اس نے کہا: اگر میں اپنے لڑکے کی جانب سے مصیبت زدہ ہوں تو میری حیاء کو مصیبت نہیں لاحق ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے بیٹے کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے، وہ کہنے لگی: ایسا کیوں؟ اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس وجہ سے کہ اس کو اہل کتاب نے مارا ہے۔ (ابوداود، رقم: 2488)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلاَثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلاَ لَحْمٍ أُمِرَ بِالأَنْطَاعِ، فَأَلْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالأَقِطِ وَالسَّمْنِ، فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ، فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ۔ (بخاری رقم: 5085)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن تک قیام فرمایا، اور یہیں صفیہ بنت حُیَی کے ساتھ خلوت کی۔ پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیمہ کی مسلمانوں کو دعوت دی، ولیمہ کی اس دعوت میں کوئی روٹی اور گوشت تو تھا نہیں دستر خوان بچھانے کا حکم ہوا اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔ اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولیمہ تھا، بعض مسلمانوں نے پوچھا کہ صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے

نکاح کیا ہے) یا باندی کی حیثیت سے آپ نے ان کے ساتھ خلوت کی ہے؟ اس پر کچھ لوگوں نے کہا: اگر آپ ﷺ نے ان کے لیے پردہ کا انتظام فرمایا تو اس سے ثابت ہوگا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر ان کے لیے پردہ کا اہتمام نہیں کرایا تو اس سے ثابت ہوگا کہ وہ باندی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر جب کوچ کرنے وقت ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے سواری پر بیٹھنے کے لیے جگہ بنائی اور ان کے لیے پردہ ڈالا تاکہ لوگوں کو وہ نظر نہ آئیں۔

عطا بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب نبی کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جن کو آپ ﷺ نے حارثہ بن نعمان کے گھروں میں سے ایک گھر میں ٹھہرایا۔ انصاری عورتوں کو جب ان کے بارے میں اور ان کی خوبصورتی کا علم ہوا تو وہ سب انہیں دیکھنے کے لیے آنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں دیکھنے کے لیے نقاب لگائے ہوئے باپردہ آئیں اور جب وہ ان کے پاس داخل ہوئیں تو حضور ﷺ نے ان کو پہچان لیا اور جب جانے لگیں تو نبی ﷺ بھی ان کے پیچھے پیچھے تشریف لائے اور پوچھا: عائشہ! تم نے انہیں کیسا پایا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے تو ایک یہودی عورت دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! ایسا مت کہو کیونکہ یہ مسلمان ہو چکی ہیں اور بہت اچھا اسلام لائیں ہیں۔ (مسند احمد، رقم: 44/429، طبقات ابن سعد: 8/126)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فتح مکہ کے دن ام حکیم جو عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھیں انہوں نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عکرمہ آپ سے بھاگ کر یمن چلے گئے ہیں اس خوف سے کہ کہیں آپ انہیں قتل نہ کریں آپ انہیں امان دے دیں۔ جب آپ ﷺ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو تیزی سے ان کی طرف دوڑے اور عکرمہ کی آمد کی انتہائی خوشی کی وجہ سے آپ کی چادر اتر گئی پھر آپ علیہ السلام بیٹھ گئے اور عکرمہ بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ جو نقاب کیے ہوئی تھیں بیٹھ گئے اور کہا اے محمد! انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا تم امان والے ہو۔

(تاریخ دمشق: 41/63)

ھند رضی اللہ عنہا کا پردہ کرنا

ابن مندہ نے ہندہ کے مسلمان ہونے کا قصہ نقل کیا ہے اس کے شروع میں یہ بیان کیا ہے ہندہ نے (اپنے شوہر ابوسفیان سے) کہا: میں محمد کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتی ہوں۔ انہوں نے کہا: میں نے تو اب تک دیکھا ہے کہ تم ان کی بات کا انکار کرتی آئی ہو۔ وہ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میں نے اس رات اس مسجد میں اللہ کی عبادت ایسے ہوتے ہوئے دیکھی کہ جیسا کہ اس کی عبادت کا حق ہے اللہ کی قسم! ان لوگوں نے تو ساری رات ہی قیام اور رکوع اور سجود میں گزاری ہے۔ انہوں نے کہا: اچھا تم نے جو کرلیا سو کرلیا اب اپنی قوم کے

کسی آدمی کو لے کر جاؤ تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لے گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت چاہی تو ہندہ مسجد میں اس حال میں داخل ہوئیں کہ انہوں نے نقاب کر رکھا تھا۔ (الاصابہ، حیاۃ الصحابہ: 1/ 271)

انصاری عورتوں کا پردہ

أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: " لَمَّا نَزَلَتْ: يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ (الأحزاب: 59)، خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ۔ (ابو داود، رقم: 4101)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آیت: وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔ نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں اس حال میں نکلتی تھیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔ (یعنی کالی چادریں اوڑھے ہوئے)۔

چہرہ کے پردہ کی عقلی وجوہات

- ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ (نور: 31)

اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں

اس آیت میں زمین پر پاؤں مارنے کو منع فرمایا تاکہ کوئی زیور کی آواز کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جائے تو چہرہ کا فتنہ تو اس سے زیادہ ہے۔ اس کے کھولنے کا حکم کیسے دیا جاتا ہے؟

- چہرہ تو سارے جسم کا حسین ترین حصہ ہے سارا جسم چھپایا جائے اور چہرہ نہ چھپایا جائے یہ تو ایسا ہی ہے کہ مغز کو چھوڑ کر چھلکے کی حفاظت کی جائے خود سوچیں چہرہ ہی تو سارے وجود کی نمائندگی کرتا ہے اس کی حفاظت نہ کی جائے تو پھر حفاظت کے لائق کون سی ہوگی؟
- رشتہ کے موقع پر اگر کسی لڑکی کی ایسی تصویر (جائز ہے یا نہیں اس بات کو چھوڑ کے) بھیجی جائے جس میں سارا جسم ہو مگر چہرہ نہ ہو تو وہ کارآمد سمجھی جائے گی یا بے کار؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ اصل تو چہرہ ہی ہے جس کی حفاظت کی جانی چاہیے اور اس کو چھپانا چاہیے۔ اس لیے چہرہ تو اصل چیز ہے، خوبصورتی کا تو چہرے سے ہی پتا لگے گا، چہرہ ہی تو مرکز ہے کشش اور خوبصورتی کا اس لیے اس کو چھپایا جاتا ہے۔

برقعہ کیسا ہو

- ایسی بھرپور چادر یا برقعے سے پردہ کیا جائے جس سے پورا بدن چھپ جائے۔

- برقع ایسا تنگ (Tight) نہ ہو جس سے بدن کی ساخت (Shape) واضح ہو۔
- اسی طرح ایسا باریک وشفاف (Transparent) نہ ہو جس سے اندر کے کپڑے یا جسم نظر آئے۔
- نہ ہی خوشبو دار ہو کہ اس پر خوشبو لگی ہو جو لوگوں کو سنگھائی دے۔
- برقعہ میں نقش ونگار، پھول بوٹے، بیلیں اور ایسی کڑھایاں نہ ہو جس سے وہ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بنے اور پردے کا مقصد فوت ہو جائے بلکہ انتہائی سادہ ہو۔
- ایسا کنٹراسٹ اسکارف اور نقاب والا بھی نہ ہو جو الگ سے واضح ہو کر نمایاں اور نمائش کا سبب ہو جائے۔
- برقعہ مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو، اسی طرح کافروں یا دین بیزار عورتوں کے فیشنی برقے کے مشابہ بھی نہ ہو، کیونکہ ان لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

> مزین برقعے پہن کر نکلنا بھی ناجائز ہے۔ امام جصاصؒ نے فرمایا کہ جب عورت کے زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہارِ زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزین رنگوں کے برقعے پہن کر باہر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ (معارف القرآن: 6/406-407)

مولانا عاشق الٰہی صاحب فرماتے ہیں:

> آج کل بہت سے عورتیں طرح طرح سے غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی تدبیریں کرتی ہیں۔ مثلاً برقعہ پہن کر باہر نکلیں اور ہاتھوں کو باہر نکال دیا یا برقعہ کا نقاب اتنا چھوٹا رکھا کہ دونوں طرف کے رخسار صاف نظر آسکیں۔ یا ایسا باریک نقاب برقعہ میں لگایا جو خدوخال اور حسن وجمال کو اور بھی نمایاں کردے اور خود برقعہ ہی اب بجائے پردہ کے کشش کا سامان بن گیا ہے۔ برقعہ پر پھولوں کا بنانا چمکدار یا باریک کپڑے کا برقعہ ہونا بدنفس لوگوں کو برقعہ والی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ برقعے کیا ہوئے پردے کی بجائے نظروں کی کھینچنے کا سامان بنگئے۔ اور وہی مثل ہوگئی کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھیں۔ (العیاذ باللہ)
>
> (تحفہ خواتین: 531)

- جس طرح باہر نکلتے ہوئے عورت برقع وغیرہ کے ذریعہ اپنے کپڑوں اور زیب وزینت کو چھپاتی ہے۔ ایسے ہی حیا کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ کپڑے دھونے کے بعد خشک کرنے کے لیے بالکونی وغیرہ میں جب لٹکانے جائیں تو اس بات کا اہتمام ہو کہ اجنبیوں کی نگاہ عورتوں کے کپڑوں پر نہ پڑے۔ خاص طور پر زیر جامہ استعمال ہونے والے کپڑوں پر۔
- گھر میں کام کرنے والے نوکروں، پلمبر، مالی، ڈرائیور، سبزی والے، دودھ والے اور کچرا اٹھانے والوں سے بھی پردے کا بہت خیال کرنا چاہیے، بہت ہی پردہ دار خواتین بھی اس کا خیال نہیں کر پاتی ہیں۔

● خلافت عثمانی کے دور میں گھر کے دروازہ کھٹکھٹانے کے لیے دو الگ الگ قسم کے کُنڈے ہوا کرتے تھے مردوں کے لیے الگ عورتوں کے لیے الگ اگر کھٹکھٹانے والا مرد ہوتا تو دروازہ کھولنے عورتیں نہیں جایا کرتی تھیں۔

پردہ اور حجاب کے فوائد

(1) پردے کا حکم ایمان والیوں، شریف زادیوں کے لیے ہے ایری غیری خواتین کے لیے نہیں ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا. (احزاب:59)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں، اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں، کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب ے رہے، اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔

پہلی بات: تو یہ ہے کہ یہ حکم صرف مومن خواتین کے لیے ہے۔

دوسری بات: یہ ہے کہ پردے کی وجہ بھی بتائی جارہی ہے کہ ان کی شناخت معاشرے میں بطور شریف زادی کے ہو۔

تیسری بات: حجاب اتارنے کے لئے ہزاروں دلائل کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ایک ایمان والی کے لیے اسے پہننے کے لئے ایک ہی دلیل کافی ہے کہ یہ حکمِ ربی ہے۔

(2) پردہ عورت کے لیے حفاظتی قلعہ ہے

● جس طرح مضبوط چاردیواری کسی بھی گھر یا شہر کو محفوظ رکھتی ہے لیکن جب چاردیوارای گر جاتی ہے تو دشمن اور چور گھر یا شہر میں گھس آتے ہیں اور اسے نقصان پہنچاتے ہیں اسی طرح پردہ بھی عورت کو محفوظ رکھتا ہے، اگر پردہ نہ کیا جائے تو آوارہ نگائیں عورت کے پاکیزہ وجود تک پہنچ جاتی ہیں اور عزت کے دشمن عورت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔عوررت کا تحفظ حجاب میں ہے۔حجاب عورت کا آہنی حصار ہے۔

● یہ قانون فطرت ہے کہ جس چیز کی حفاظت مقصود ہو تو اسے کسی غلاف سے چھپایا جاتا ہے، ڈھانکا جاتا ہے۔جیسے پھل اور میوہ جات کے مغز کو چھلکے سے ڈھکا جاتا ہے، چاکلیٹ ریپر سے اور کھانے کی چیزوں کو ڈھکن سے چھپایا جاتا ہے، ہیرے جواہرات کھلے نہیں ہوتے، گاڑی غلاف سے ڈھانکی جاتی ہے، موبائل کیس میں رکھا جاتا ہے وغیرہ۔

پھر کیسی افسوس کی بات ہے کہ ایک آنے جانے والی چیز کی حفاظت پر تو پہرے اور محافظ بٹھائے جائیں اور ایک قیمتی چیز، عفت و پاکدامنی جو ایک مرتبہ چلی جائے تو واپس نہیں آتی بے پردہ ہو اس کے لیے کوئی پہرہ نہ ہو کوئی دربان نہ ہو ہر بدباطن

کو کھلے عام اچک لینے اور محفوظ ہونے کے لیے کھلا چھوڑ دیا جائے۔

(3) پردہ حفاظتی ڈھال ہے

- عورت کی طرف اٹھنے والی آوارہ، ہوس بھری نگاہوں سے حفاظت کے لیے حجاب بمنزلہ ڈھال ہے۔
- پردہ اور حیا میں یہ فرق ہے کہ حیا آپ کو کسی کے پاس جانے نہیں دیتی پردہ کسی کو آپ کے پاس آنے نہیں دیتا۔

(4) پردہ عورت کا زیور ہے

- عورت اگر چاہتی ہے کہ خوبصورت نظر آئے تو اسے چاہیے کہ نظر نہ آئے، ایمان والی عورت کا اصلی زیور سونا چاندی نہیں بلکہ حیا اور پردہ ہے۔

(5) پردہ سے باحیا معاشرہ تشکیل پاتا ہے

- درحقیقت تمام معاشرتی برائیوں کا آغاز بے پردگی سے ہوتا ہے پردہ ہی وہ حفاظتی حصار ہے جس کی وجہ سے شرم وحیا کے سوتے پھوٹتے ہیں اور خوبصورت باحیا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

پردہ معاشرے کو بے حیائی اور فساد سے بچاتا ہے، معاشرے میں عفت و پاکدامنی پیدا کرتا ہے۔ آوارہ اور ہوس بھری نگاہوں سے بچاتا ہے، ذلت و رسوائی سے بچاتا ہے، زنا سے بچاتا ہے۔

- پردہ خاندانی نظام اور سلامی اقدار کا محافظ ہے۔
- پردہ جرائم کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

بجلی کے تار اگر ننگے ہوں تو جان لیوا ثابت ہوتے ہیں اس طرح عورت اگر بے پردہ ہو کر معاشرہ میں گھومے گی تو قتل وغارت گری اور فحاشی و عریانی سے معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

(6) پردہ اہل کفر کے خلاف خواتین کے حق میں جہاد ہے

حدیث میں عورتوں کو شیطان کے جال کہا گیا ہے۔ مغرب اس جال کو پوری عیاری سے استعمال کر رہا ہے۔ آزادی نسواں کا نعرہ لگا کر عورت کو گمراہ کیا گیا اور انہیں بازاری جنس بنا کر ان کی تذلیل اور مردوں کی عیاشی و گمراہی کا ہدف حاصل کر لیا گیا۔

اسلامی دنیا میں آزادی نسواں کے نعرے کے پیچھے اہل مغرب کے تین بڑے مقاصد ہیں:

(1) اسلامی اخلاق و معاشرت کی بربادی: اسلامی معاشرت اور اس کی اعلیٰ اقدار سے اہل مغرب کو حسد تھا۔ پس وہ اسلامی اخلاق و معاشرت کو برباد کرنے پر تل گئے۔

(2) غیر مسلموں کے اسلامی رجحان کی روک تھام: اہل مغرب مسلمانوں کے ہاں رائج عفت وعصمت کے مثالی نظام کو تہس

نہس کرنے پر اس لیے بھی آمادہ ہوئے تا کہ اسلامی معاشرے کی طرف غیر مسلموں کے رجحان کا امکان نہ رہے۔

(3) مسلمان عورتوں کو بازاری جنس بنا دینے کی قدیم خواہش: مسلمان عورتیں تیرہ صدیوں سے مستور تھیں۔ اہل مغرب نے اپنی ہوس کو پورا کرنے کے لیے مسلمان عورت کا ذہن تبدیل کر دیا تا کہ وہ خود ان کی جھولی میں آ گرے۔

آزادی نسواں کے لیے پروپیگنڈا مہم:

آزادی نسواں کو فروغ دینے اور مسلم عورت کا ذہن بدلنے کے لیے اہل مغرب نے جو پروپیگنڈا مہم شروع کر رکھی ہے، اس کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام میں عورت مظلوم ہے، وہ ہر معاملہ میں مردوں کے رحم وکرم پر ہوتی ہے۔ مغرب اسلام کو عورت کے بنیادی حقوق کا غاصب مذہب قرار دیتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اس سلسلے میں درج ذیل نکات خاص طور پر اٹھائے جاتے ہیں:

(1) اسلام میں عورت کو گھر کا قیدی بنا دیا گیا ہے۔

(2) عورت کو خود کفیل ہونے اور کمائی کے لیے باہر نکلنے سے منع کیا ہے۔

(3) اسلام نے عورتوں کو ناقصات العقل قرار دیا ہے۔

(4) اسلام میں عورت کو میراث میں مردوں سے کم حصہ دیا جاتا ہے۔

(5) اسلام میں طلاق کا حق صرف مردوں کو دیا گیا ہے۔

(6) مردوں کو بیک وقت چار چار شادیوں کی اجازت ہے مگر عورت کو نہیں۔

(7) عورت کی گواہی نصف مانی جاتی ہے۔

ان اعتراضات کا پرچار کر کے مسلمان عورت کو خالص اسلامی اقدار سے برگشتہ کرنے کا کام تقریباً ڈیڑھ صدی سے جاری ہے۔

1913ء میں ایک باقاعدہ سازش کے تحت ایسی جدت پسند مسلمان عورتوں کو سامنے لایا گیا جنھوں نے سر عام نقاب اتارے اور برقع وچادر کو اٹھا کر پھینک دیا۔

مصر میں ہدیٰ شعراوی پہلی عورت تھی جس نے پردے کے خلاف آواز اٹھائی۔

1923 مؤتمر النساء کے نام سے اٹلی کے شہر روم میں خواتین کی عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہدیٰ شعراوی نے برقع اتار کر اپنے پاؤں کے نیچے رکھا اور اسے مسل کر اعلان کیا: آج کے بعد پردے کا رواج ختم۔ جو عورت جس طرح کا چاہے لباس پہنے۔

آزادی نسواں کے نقیب بے پردگی کی دعوت پانچ مراحل میں دیتے ہیں:

(پہلا مرحلہ) نقاب کھولنا: قرآن پاک کی آیات اور احادیث کی غلط تاویلات کر کے عورتوں کو نقاب کھولنے یا برقع اتارنے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔

(دوسرا مرحلہ) غیر محرم مردوں سے میل ملاپ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ ملنے جلنے اور مخلوط تقاریب میں شریک ہونے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ نرسری اسکولوں میں بچے اور بچیوں کے اکھٹے بیٹھنے سے مخلوط ماحول ان کی عادت بن جاتا ہے۔

(تیسرا مرحلہ) چہار دیواری سے آزادی: پھر عورت کو باہر قدم رکھ کر دنیا کا نظارہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس کے لیے جدت پسند مسلمان قائدین کی بیگمات کو نمونہ بنا کر بھی پیش کیا جاتا ہے۔

(چوتھا مرحلہ) مردوں کے شانہ بشانہ کام کاج: مخلوط ماحول میں وقت گزارنے والی جدید عورت مردوں کے شانہ بشانہ کام کے لیے بہت جلد تیار ہوجاتی ہے اور تعلیم تجارت اور ٹرانسپورٹ سے لے کر فوج پولیس اور سیاست تک مردوں کے ساتھ کام کرتی ہے۔

(پانچواں مرحلہ) فن وثقافت وبازار حسن میں آمد: پانچویں مرحلے میں عورتوں کو زیادہ آمدن اور شہرت کا لالچ دے کر ماڈل اداکار ورقاصہ اور کال گرل بنادیا جاتا ہے۔ (نظریاتی جنگ کے اصول، مولانا اسماعیل ریحان: 63)

- الغرض حجاب "صرف ایک" پردہ "نہیں، بلکہ یہ سیکولرازم اور لبرل ازم کے لئے" کفن "بھی ہے۔
- حجاب اہل مغرب کی آنکھ میں کیوں کھٹکتا ہے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ یہ نام نہاد سیکولر اور آزاد خیال ممالک کپڑے کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے (سکارف) سے خائف ہیں جس سے مسلمان عورتیں اپنے چہرے کا پردہ کرتی ہیں حتی کہ ان ممالک میں پبلک مقامات پر عورتوں کو نقاب پہن کر جانے پر جرمانہ عائد کرنا شروع کردیا۔ یہ اصل میں نقاب نہیں بلکہ نقاب کے پیچھے چھپی اسلامی تہذیب اور اقدار سے خائف ہیں۔
- حجاب اور نقاب کو ایک عرصہ سے مغربی دنیا میں مسلمانوں کی ثقافت کی علامت قرار دے کر نفرت اور تنقید کا نشانہ بنایا جارہا ہے، اور سیکولرزم کے دعویدار کسی مسلمان خاتون کو یہ حق دینے کو تیار نہیں ہیں کہ وہ اپنے سریا منہ پر نقاب ڈالیں، اور فرانس نے تو قومی سطح پر حجاب کی مخالفت کو اپنا شعار بنالیا ہے حالانکہ اس کا ذکر مسیحی روایات میں بھی موجود ہے، چنانچہ مسیحی اشاعت خانہ فیروز بورڈ لاہور کی شائع کردہ لغات بائیبل قاموس الکتاب کے مصنف برقع کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ: یعقوب کی راحل کے بجائے لیاہ سے شادی اسی لئے ممکن ہوئی کہ شادی کے دوران وہ برقع اوڑھے ہوئے تھی (پیدائش 29:32-25) جبکہ بائبل کی کتاب غزل الغزلات کے باب چہارم میں خاوند اور بیوی کے باہمی مکالمہ میں خاوند کی طرف سے کہی گئی غزل کا ایک مصرعہ یوں درج ہے کہ: تیری آنکھیں تیرے نقاب کے نیچے دو کبوتر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حجاب، نقاب اور برقع اسلام کی ایجاد نہیں ہے بلکہ پہلے سے آسمانی تعلیمات میں اس کا تذکرہ موجود ہے مگر مغرب کی سیکولر دنیا دوسرے بہت سے معاملات کی طرح پردہ اور حجاب کو بھی صرف مسلمانوں کا شعار قرار دے کر اس کی مخالفت پر تلی ہوئی ہے، اور وہ اس حوالہ سے بائبل اور مسیحیت کا نام لینے کی اخلاقی جرأت سے محروم ہے۔

بے پردگی اور بے حجابی کے نقصانات

(1) عورت تفریح کا سامان بن جاتی ہے

- عورت جب بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے، تو پھر وہ عورت نہیں، بلکہ بہت سی بُری نظروں کے لیے تفریح کی چیز بن جاتی ہے۔
- بے پردہ عورت سمجھتی تھی کہ یہ بے پردگی آزادی ہے، لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اپنا حفاظتی سامان کھو چکی ہے۔

(2) بے پردگی سے بے حیائی اگلی نسلوں میں سفر کرے گی

عورت سے علم چھین لیا جائے تو جہالت نسلوں میں سفر کرے گی۔ اور اگر علم کے نام پر عورت سے پردہ چھین لیا جائے تو بے حیائی نسلوں میں سفر کرے گی۔

(3) بے پردگی سے خاندانی نظام منتشر ہو جاتا ہے

بے پردگی سے غلط تعلقات کے امکانات نکل آتے ہیں۔ ایسے شکوک وشبہات سے میاں بیوی میں بداعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ بداعتمادی کے سبب گھر سے محبت اور پیار کا ماحول رخصت ہو جاتا ہے۔ محبت سے محروم اولاد آوارہ ہو جاتی ہے۔

خاندان معاشرے کی اکائی ہے۔ جب خاندان بگڑتے ہیں تو پورا معاشرہ برباد ہو جاتا ہے۔

بے پردہ ماحول اور عصمت سے ناآشنا معاشرے میں خاندانی نظام ختم ہو جاتا ہے۔ عاشقی ومعشوقی کے چکروں لڑکیوں کے گھروں سے فرار، ماں باپ کی رسوائیوں، عصمتوں کی بربادیوں اور غیرت کے نام پر قتل کے ہزاروں واقعات کو دیکھیں۔ اکثر کی ابتداء عورت کی بے پردگی اور مرد کی غلط نگاہ سے ہوتی دکھائی دے گی۔ (نظریاتی جنگ کے اصول، مولانا اسماعیل ریحان:66)

انسائیکلوپیڈیا برنا ٹیکا 1984ء میں مغربی ممالک میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح پر کلام کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ:

> فلم ایکٹر، مصنفین اور دوسرے گروہ کے لوگ جو جنس مخالف سے زیادہ رابطے رکھتے ہیں ان میں طلاق کا زیادہ رجحان پایا جاتا ہے۔

یہ بہت اہم ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بے پردہ معاشرت کا بہت گہرا رشتہ ازدواجی زندگی کی ناکامی سے ہے۔

پردہ اور آج کی مسلمان عورت

- بڑی افسوس کی بات ہے کہ اللہ کے لیے تو پردہ کرنا مشکل ہو لیکن کرونا کے ڈر سے پورے جسم کو چھپانے کے لیے کرونا کِٹ پہننا آسان ہے۔
- ماسک نہ پہننے سے جرمانہ ہو سکتا ہے، سر پہ دوپٹہ اور پردہ نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یعنی جان کی فکر ہے ایمان کی نہیں۔

- کتنی عجیب بات ہے کہ ڈینگی سے بچنے کے لیے تو پوری آستین والے کپڑے پہننے کی تلقین کی جائے۔لیکن گندی نظروں سے حفاظت کے لیے برقعہ کی ترغیب نہ دی جائے۔
- زمانے کی جہالت کا عالم تو دیکھیں! قیمتی چادریں بے جان قبروں پر، زندہ عزتیں بے حجاب پھرتی ہیں
- بے حجاب لڑکیاں بھی ایک دن (کفن میں) باحجاب ہو جائیں گی۔
- کچھ مردوں کا جنازہ ہی پہلی بار انہیں مسجد لیکر آتا ہے۔اور کچھ عورتوں کا کفن ہی پہلی بار انہیں پردہ کرواتا ہے۔
- عورت کی میت کو نامحرم نہیں دیکھ سکتا تو زندہ عورت کس جواز کے تحت اپنی نمائش کرتی پھرتی ہے۔بات کڑوی ضرور ہے، مگر قابلِ غور ہے۔
- مرد کے کفن میں تین کپڑے ہوتے ہیں جبکہ مسلمان عورت کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔دو زائد کپڑوں میں ایک سکارف اور دوسرا سینہ بند ہوتا ہے۔افسوس ہے اس مسلمان عورت پر جو پوری زندگی اپنا سر اور سینہ کھلا چھوڑے لیکن مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے پاس ان اعضاء کو ڈھک کر ہی بلاتے ہیں۔اے مسلمان عورت افسوس ہے تجھ پر اللہ تجھ سے کتنی حیاء کرتے ہیں لیکن تو اللہ سے بالکل حیا نہیں کرتی۔
- مغربی دنیا میں اسلام قبول کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ان خواتین کی ہے جو مغرب کی غیر فطری معاشرتی ماحول سے تنگ آ کر حقیقی عزت و وقار اور حیا و پردہ کے حصول کے لیے اسلام کے دامن میں پناہ لے رہی ہیں اور یورپ کی مسلمان عورت تو با پردہ رہنے کے لیے لڑ رہی ہے، جبکہ مسلمان ملک کی عورت حیاء کی چادر پھینکنے کے لیے لڑ رہی ہے۔
- ایک وہ وقت تھا جب شرم کی وجہ سے پردہ کیا جاتا تھا، اب حال یہ ہیکہ پردہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔
- آج کل شادیوں میں لگی ہوئی کرسیاں شادی میں آئی ہوئیں عورتوں سے زیادہ با پردہ ہوتی ہیں۔
- کتنے افسوس کی بات ہے کہ باپ کے ہاتھ تھک گئے کما کر بیٹی کو کپڑے پہنانے میں بیٹی کے کپڑے اتر گئے یار کو منانے میں۔
- یہ عورت پر منحصر ہے کہ آوارہ مردوں کی ہوس بھری زہر آلود، غلیظ نگاہوں کو بے پردگی کر کے اپنی طرف اٹھنے پر مجبور کرے یا پردہ کر کے جھکانے پر۔
- لڑکی کو ایک نوجوان کے مسلسل گھورنے سے قباحت سی محسوس ہوئی تو ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھی ہوئی بزرگ عورت سے مخاطب ہو کر بولی: یہ بے حیا! مرد مجھے پچھلے آدھے گھنٹے سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مسلسل گھورے جا رہا ہے۔

بوڑھی اماں نے ایک لمبی سانس لی اور بڑے اطمنان سے بولی: بیٹا یہ وہی دیکھ رہا ہے جو دیکھانے کے لئے تم نے اتنا چست لباس پہن رکھا ہے۔

موصوفہ ایک بار پھر تلملا اُٹھی اور گرج دار آواز میں کہنے لگی: میرا جسم میری مرضی!

بزرگ عورت حماقت پر مبنی اس جملے کو سن کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں: اگر تمہارا جسم تمہاری مرضی ہے تو اس نے کونسا آنکھیں بینک سے قرض میں لے رکھیں ہیں! اسکی آنکھیں اسکی مرضی!۔

پردے سے متعلق غلط فہمیاں اور اُن کا ازالہ

(1) کیا پردہ دل کا ہوتا ہے؟

- جب پردے کا حکم آیا تو کائنات کی سب سے پاک دل عورتوں نے کائنات کے سب سے زیادہ پاک دل مردوں سے پردکیا اور چہروں کو چھپالیا۔
- پردہ نظر کا ہوتا ہے اسی سوچ نے آدھی انسانیت کو برہنہ کو دیا ہے۔
- پہلے پردہ کے لیے چادریں اور برقعے ہوتے تھے پھر ہم ترقی کر لی اور پردہ نظروں میں آ گیا۔

(2) کیا پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے؟

- کسی نے کیا خوب کہا ترقی اور بلندی کے لئے بے حیا ہونا ضروری نہیں کپڑے اتار کر ترقی ملتی تو گدھے اور کتے آج ایٹمی سائنسدان ہوتے۔
- ترقی یافتہ،تعلیم یافتہ ہونے کا تقاضہ یہی ہے کہ عورت پردہ کرے ورنہ بے حیائی تو جاہلیت کی میراث ہے۔
- کچھ لوگ کہنے لگے تمہارا حجاب تمہارے لئے ترقی کے کئی دروازے بند کر دے گا۔ایمان والی عورت نے کہا جی ہاں! اُن دروازوں میں سے ایک دروازہ جہنم کا بھی ہے۔

(3) کیا پردے کی وجہ سے عورت کی قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے؟

- کعبہ پر غلاف اس لئے ہوتا ہے کہ پتہ چلے۔۔۔ یہ کوئی عام گھر نہیں، اللہ کا گھر ہے۔
  قرآن پر غلاف اس لئے ہوتا ہے کہ پتہ چلے۔۔۔ یہ کوئی عام کتاب نہیں، اللہ کی کتاب ہے۔
  موتی پر سیپ اس لیے ہوتا ہے کہ پتہ چلے۔۔۔ یہ کوئی عام پتھر نہیں قیمتی موتی ہے۔
  عورت پر حجاب اس لئے ہوتا ہے کہ پتہ چلے۔۔۔ یہ کوئی عام عورت نہیں، مسلمان عورت ہے۔
- عورت کا فطری تقدس اور اس کی نسوانی حرمت صرف اسلام کے قلعہ میں محفوظ ہے۔اسلام نے عورت کو آبگینہ اور اس کی ولادت سے لے کر آخر عمر تک اسے محترم قرار دیا ہے۔اور اس آبگینہ کی حفاظت کا ہر ممکن معقول ترین انتظام کیا ہے۔
- حجاب آپ کی شناخت چھپا تا نہیں بلکہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ باعزت خاندان سے تعلق رکھنے والی ایک مسلمان خاتون ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) کیا پردے میں فتنہ نہیں ہوتا؟

● ایک بزرگ سے کسی نے کہا: صاحب پردہ میں بھی تو فتنہ ہو جاتا ہے۔ بزرگ نے کہا: اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی پردہ میں کوتاہی کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی پردہ میں کچھ بے پردگی ہوتی ہے تب فتنہ ہوتا ہے اور اگر پردہ میں ذرا بے پردگی نہ ہو تو کوئی وجہ فتنہ کی نہیں ہے۔

(5) پردہ میں گرمی لگتی ہے

● قرآن کریم میں ہے:

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۔(توبة:81)

کہو کہ: جہنم کی آگ گرمی میں کہیں زیادہ سخت ہے۔

● بے حیائی کی ٹھنڈک سے پردے کی گرمائش بہتر ہے۔

چوتھی شرط: کوئی ایسی بات/ کام نہ ہو جو مردوں کے میلان کا باعث ہو

(1) آپس میں ہنسی مذاق نہ ہو

(2) بلند آواز میں باتیں نہ ہوں پست آواز میں ہوں، قصداً لوگوں کو سنانے کے لیے باتیں نہ کی جائیں

(3) لہجہ میں نزاکت اور کشش پیدا نہ ہونے دیں، رس بھری آواز نکالنے کی کوشش نہ ہو

(4) ایسا زیور نہ ہو جس کی چھنکار غیروں کے لیے میلان کا باعث ہو

(5) چال میں ایسی ادا نہ پیدا کی جائے جس سے نگاہیں خود بخود متوجہ ہوں

(6) خوشبو لگا کر نہ نکلیں

خوشبو لگا کر باہر نکلنا اگرچہ برقع کے اندر ہو شریعت کی نگاہ میں اتنی بری بات ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً.(ترمذی، رقم:2786، ابوداود، رقم:4173)

(نظر بد ڈالنے والی) ہر آنکھ زنا کرتی ہے اور کوئی عورت جب عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس کے قریب گزرے تو ایسی ویسی ہے یعنی زناکار ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »يَا أَيُّهَا

النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتَّى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ.

(ابن ماجہ، رقم:4001)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ مزینہ کی ایک بہت بنی سنوری ہوئی عورت بڑی ناز و تبختر کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو! اپنی عورتوں کو زینت اور تبختر کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔

ایک اور روایت میں آتا ہے:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، لَقِيَ امْرَأَةً مُتَطَيِّبَةً تُرِيدُ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ: " يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ أَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتْ: الْمَسْجِدَ، قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ. (ابن ماجہ، رقم:4002)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سامنا ایک ایسی عورت سے ہوا کہ جو خوشبو لگائے مسجد جا رہی تھی تو انہوں نے کہا: اے اللہ بندی! کہاں جا رہی ہو؟ اس نے جواب دیا: مسجد، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے اسی کے لیے خوشبو لگا رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں انہوں نے کہا: بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو عورت خوشبو لگا کر مسجد جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ غسل کر لے۔

پانچویں شرط: ضرورت سے زیادہ گھر سے باہر ٹھہرنا نہ ہو

حدیث میں آتا ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ. (بخاری، رقم:870)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرتے ہی عورتیں جانے کے لیے اٹھ جاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے کھڑے نہ ہوتے۔ (یہ اس لیے تھا تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے نکل جائیں۔)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ، قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَامَ الرِّجَالُ. (بخاری، رقم:866)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے فوراً بعد (باہر آنے کے لیے) اٹھ جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اور مرد نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ جب تک اللہ کو منظور ہوتا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ اٹھتے تو دوسرے مرد بھی کھڑے ہو جاتے۔

چھٹی شرط: سفر شرعی میں بغیر شوہر یا محرم کے نہ نکلے

حدیث میں آتا ہے:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا، إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا۔

(ابوداود، رقم:1726)

کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو۔ یہ حلال نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ سفر کرے بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کوئی محرم مرد ہو۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ۔ (بخاری، رقم:1188)

کسی بھی عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ محرم کے بغیر ایک دن ایک رات کی مسافت کر سفر کرے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ، إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا

(ابوداود، رقم:1723)

کسی مسلمان عورت کے لیے حلال نہیں کہ ایک رات کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایسا مرد ہو جو اس کا محرم ہو۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا تُسَافِرُ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ. (ترمذی، رقم:1170)

عورت ایک دن رات کا سفر نہ کرے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم مرد نہ ہو اور اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَالَ

رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَ كَذَا، وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ: اخْرُجْ مَعَهَا۔ (بخاری، رقم:1862، الموسوعة الفقهية الكويتية، سفر:17)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی محرم موجود نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں فلاح لشکر میں جہاد کے لیے نکلنا چاہتا ہوں لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔

ان احادیث میں مسلمان عورت کو ایک بہت ہی اہم حکم دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ پھر بعض روایات میں محرم کے بغیر مطلق سفر (سفر شرعی ہو یا اس سے کم) کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ عورت کو تین دن تین رات کا سفر بغیر محرم کے ممنوع ہے۔ احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ قریب کا سفر ہو یا دور کا عورت بغیر محرم کے نہ جائے خصوصاً اس زمانے میں جو فتنوں کا زمانہ ہے۔ لیکن دیگر احادیث کے پیش نظر ایسے سفر کے لیے بغیر محرم کے چلے جانے کی گنجائش ہے جو تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہو۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

جو سفر تین دن تین رات کی مسافت سے کم کا ہو کوئی حاجت درپیش ہونے کی صورت میں اس کے لیے بغیر محرم کے چلا جانا جائز ہے پھر لکھتے ہیں کہ حضرات امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ایک دن کی مسافت کے لیے بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر میں نکلنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْفَتْوىٰ عَلَيْهِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ۔

اور چاہیے کہ فتویٰ اسی پر دیا جائے (کہ ایک دن کے سفر کے لیے بھی عورت کو محرم یا شوہر کے بغیر سفر میں نکلنے کی ممانعت ہو) (کتاب الحج، بحوالہ البحر الرائق، شرح اللباب)

کیونکہ اس زمانہ میں لوگ بگڑ گئے ہیں۔

چونکہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تھوڑے بہت سفر کے لیے بھی عورت بغیر محرم یا شوہر کے نہ جائے اس لیے دنیاوی سفر ہو یا دینی سفر جو فرض نہ ہو اس کے لیے تین دن تین رات کے سفر سے کم کے لیے بھی عورت کو بغیر محرم کے جانے سے روکنا چاہیے۔

● واضح رہے کہ ایک دن رات کی مسافت سے سولہ میل اور تین دن اور تین رات کی مسافت سے 48 میل مراد ہے۔ عہد نبوت میں چونکہ اونٹوں پر سفر ہوتا تھا اور روزانہ ایک منزل قطع کرتے تھے جو سولہ میل کی ہوتی تھی اس لیے سفر کی مسافت کو ایک دن ایک رات یا تین دن تین رات کی مسافہ کہہ کر بتایا کرتے تھے۔ تیز رفتار کار سے فسفر کرے یا ریل سے یا ہوئی

جہاز سے 48 میل (77 کلو میٹر) کا سفر عورت کے لیے بغیر محرم یا بغیر شوہر کے حلال نہیں ہے۔ اور اس سے کم سفر ہو تو گنجائش ہے مگر بچنا اس سے بھی بہر حال اولی ہے کیونکہ مطلق سفر اور ایک دن ایک رات کے سفر کی بھی ممانعت روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا۔

- محرم کسے کہتے ہیں؟: محرم اسے کہتے ہیں جس سے عمر بھر کبھی بھی کسی حال میں نکاح درست نہ ہو جیسے: باپ، بھائی، بیٹا، چچا، ماموں وغیرہ اور جس سے کبھی بھی نکاح درست ہو، جیسے: جیٹھ، دیور یا ماموں پھوپھی کا لڑکا یا خالہ کا بیٹا اور بہنوئی یہ محرم نہیں ہیں ان کے ساتھ سفر جائز نہیں تو جو لوگ بالکل رشتہ دار نہیں ان کے ہمراہ سفر کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

(تحفہ خواتین: 218، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، محرمات النکاح، فقرۃ: 4-7)

بہت سے لوگ اپنے کو سالی کا محرم سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک اس کی بہن ہمارے نکاح میں ہے چونکہ اسوقت تک اس سے نکاح درست نہیں ہے اس لیے ہم اس کے محرم ہیں۔ ان لوگوں کا یہ خیال باطل ہے۔ کیونکہ شریعت کے نزدیک محرم صرف وہی ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو۔ خواہ کنواری ہو، خواہ بیوہ ہو، خواہ مطلقہ ہو، خواہ کسی کے نکاح میں ہو، ان جاہلوں کی تشریح کے مطابق محرم کی تعریف کی جائے تو دنیا بھر کے مردوں کی بیویاں ہر شخص کی محرم ہو جائیں گی۔

- اگر محرم فاسق و فاجر ہو، یعنی اس سے عصمت وعفت کی حفاظت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔ (تحفہ خواتین: 525، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، حج: 27، عمرہ: 24، خروج: 10)

ساتویں شرط: اگر عورت شادی شدہ ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر نہ نکلے

بیوی پر اس کے شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: ایک خاتون نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ: مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ؟ فَقَالَ: حَقُّهُ عَلَيْهَا أَلَّا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ، وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ حَتَّى تَرْجِعَ۔

اے اللہ کے رسول! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شوہر کا حق اس پر یہ ہے کہ وہ اپنے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے، اور اگر وہ (ایسا) کرے گی تو اس پر آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے لعنت بھیجیں گے یہاں تک کہ وہ واپس آجائے۔

(الترغيب والترهيب: 4/126، طبرانی، الموسوعة الفقهية الكويتية، زوج، فقرة: 5، انوثة، فقرة: 28، نشوز، فقرة: 6، خروج، فقرة: 8)

ایک اور روایت میں آتا ہے:

إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا، وَزَوْجُهَا كَارِهٌ لِذَلِكَ، لَعَنَهَا كُلُّ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ، وَكُلُّ شَيْءٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ، غَيْرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، حَتَّى تَرْجِعَ۔ (معجم الاوسط، رقم: 513)

جب عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلتی ہے تو آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور جن وانس کے سوا ہر وہ چیز جس پر سے وہ گزرتی ہے پھٹکار بھیجتی ہے، تاوقتیکہ وہ واپس نہ ہو۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بے حیائی کا پانچواں سبب: خلوت وتنہائی

انسان کی فطرت ہے کہ کوئی کھانے پینے کی مرغوب چیز دیکھے یا خوشبو ہی آ جائے تو اس کی خواہش پید ہو جاتی ہے۔ گرمی اور تپش کی حالت میں ٹھنڈی، سایہ دار اور خوش منظر جگہ دیکھ کر وہاں ٹھہرنے اور آرام کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی نامحرم کی تنہائی میں ہوتا ہے تو شہوانی تقاضہ خطرناک حد تک بڑھ جاتا ہے، اور دوسری طرف شیطان اس موقع کو غنیمت جان کر بے حیائی میں مبتلاء کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

دل کی مثال ایک قلعہ (دارالحکومت) کی سی ہے اور شیطان اس دشمن کی طرح ہے جو قلعہ (دارالحکومت) میں داخل ہونا چاہتا ہے تاکہ اس پر قبضہ کر سکے (تاکہ پھر پورے انسان پر قبضہ ہو جائے اور اس کے تمام اعضاء کو اپنی مرضی کے مطابق نافرمانی لڑائی جھگڑوں میں استعمال کر سکے) عقل اور شریعت کی مثال پہرے دار محافظ کی سی ہے۔ اب دشمن (شیطان) سے قلعہ (دل) کی حفاظت کی صرف ایک صورت ہے کہ (محافظ اور پہرے داروں کے ذریعے) ان گزرگاہوں، دروازوں کی حفاظت کی جائے، جہاں سے قلب میں داخلہ ممکن ہے اور قلب کے دو بڑے دروازے ہیں، غصہ اور شہوت۔ غصہ اور شہوت سے عقل (پہرے دار محافظ) مغلوب (سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم) ہو جاتی ہے۔ جب پہرے دار محافظ کمزور ہوں گے تو اب شیطان کا لشکر حملہ کر دیتا ہے اور دل (دارالحکومت) پر اپنا قبضہ جما لیتا ہے، پھر جب انسان کے دل پر اس کا قبضہ ہو جاتا ہے تو پھر شیطان انسان سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

(احیاء العلوم: 3/61)

حدیث میں آتا ہے:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی، رقم: 1171)

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی (نامحرم) آدمی کسی عورت سے تنہائی میں ملے اور وہاں تیسرا شیطان موجود نہ ہو۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْنَا: وَمِنْكَ؟ قَالَ: وَمِنِّي، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ. (ترمذی، رقم: 1172)

جن عورتوں کے خاوند گھر سے غائب ہوں تم ان کے ہاں مت داخل ہو۔ کیونکہ شیطان تمہاری رگ و پے میں سرایت کر کے خون کی طرح تمام جسم میں دوڑتا ہے۔

یعنی اس کا تصرف اور وساوس تمام رگ و پے میں سرایت کر جاتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کیا وہ آپ کے رگ و پے میں بھی جاری ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ میں بھی جاری ہوتا اور دوڑتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شیطان کے خلاف میری مدد فرمائی ہے۔ پس میں سلامت رہتا ہوں۔

جن عورتوں کے خاوند گھروں سے غائب ہوں اس کا تذکرہ خصوصیت نے فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جماع کی خواہش مند ہوتی ہیں۔ ان کے ہاں فتنہ کا خوف شدید تر تھا اس لیے اس لیے ان کا ذکر کر دیا۔ (مظاہر حق: 3/288)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

وہ بوسیدہ ہڈیاں بھی ایک دوسرے کے قریب رکھ دی جائیں تو وہ بھی اکٹھا ہونے کی کوشش کریں گی مراد بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے کہ وہ بھی زنا کے مرتکب ہو جائیں گے۔

(پاکدامنی کے انعامات اور بے حیائی کے نقصانات: 221)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

أَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أُضْنِيَ، فَعَادَ جِلْدَةً عَلَى عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ، فَهَشَّ لَهَا، فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُودُونَهُ أَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ، لَوْ حَمَلْنَاهُ إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ، مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ، فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً۔ (ابوداود، رقم:4472)

انصاریوں میں سے ایک آدمی بیمار ہوا وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا باقی رہ گیا، اس کے پاس انہیں میں سے کسی کی ایک لونڈی آئی تو وہ اسے پسند آ گئی اور وہ اس سے جماع کر بیٹھا، پھر جب اس کی قوم کے لوگ اس کی عیادت کرنے آئے تو انہیں اس کی خبر دی، اور کہا میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھو، کیونکہ میں نے ایک لونڈی سے صحبت کر لی ہے، جو میرے پاس آئی تھی، چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، اور کہا: ہم نے تو اتنا بیمار اور ناتواں کسی کو نہیں دیکھا جتنا وہ ہے، اگر ہم اسے لے کر آپ کے پاس آئیں تو اس کی ہڈیاں جدا ہو جائیں، وہ صرف ہڈی اور چمڑے کا ڈھانچہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ درخت کی سوٹھنیاں لیں، اور اس سے اسے ایک بار ماردیں۔

مشائخ نے لکھا ہے:

اگر حسن بصریؒ اور رابعہ بصریؒ (جو اپنے وقت میں تقویٰ اور پاکدامنی میں مشہور ولایت کے مقام پر فائز

تھے) وہ بھی تنہائی میں قرآن پڑھ رہے ہوں اور وہ بھی بیت اللہ شریف میں تو شیطان کوشش کرے گا کہ دونوں کو ایک دوسرے کی طرف مائل کر دے۔ یہ بات یاد رہے کہ شیطان جب بھی انسان کو گناہ میں مبتلا کرتا ہے تو اس کے سامنے اس گناہ کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور پھر بڑی لمبی پلاننگ، سوچ بچار کر کے بڑی دور سے پکڑ کر آہستہ آہستہ قریب کر دیتا ہے۔ (پاکدامنی کے انعامات اور بے حیائی کے نقصانات: 221)

❑ حیا کا تقاضہ: نامحرم عورت کے ساتھ خلوت اور تنہائی نہ ہو

(1) کوئی شخص کسی بھی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے خواہ کتنا ہی مقدس رشتہ ہو۔ جیسے استاذ شاگرد کا ہو یا پیر مرید کا ہو یا کتنا ہی قریبی رشتہ داری ہو۔ جیسے ماموں، چچا، پھوپھی، خالہ کی بیٹیاں، یا دیور، یا سالی، بھابھی وغیرہ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نَهَانَا أَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِ إِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ۔ (ترمذی، رقم:2779)

نبی کریم ﷺ نے ہمیں عورتوں کے پاس ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر جانے سے منع فرمادیا۔

حدیث میں آتا ہے:

إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ: الحَمْوُ المَوْتُ۔ (بخاری، رقم:5232)

تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو (اور اس معاملہ میں بہت احتیاط کرو) ایک شخص نے دریافت کیا کہ: شوہر کے قریبی رشتہ داروں (دیور وغیرہ) کے بارے میں حضور ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟ (کیا ان کے لیے بھی یہی حکم ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تو بالکل موت اور ہلاکت ہے۔

تشریح: اس حدیث میں جو سب سے زیادہ قابل توجہ چیز ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عورت کی سسرال کے مردوں کو موت سے تشبیہ دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جیٹھ اور دیور اور نندوئی وغیرہ سے اور اسی طرح سسرال کے دوسرے مردوں سے گہرا پردہ کرے۔ یوں تو ہر نامحرم سے پردہ کرنا لازم ہے لیکن جیٹھ دیور اور ان کے رشتہ داروں کے سامنے آنے سے اس طرح بچنا ضروری ہے جیسے موت سے بچنے کو ضروری خیال کرتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنا سمجھ کر اندر بلا لیا جاتا ہے۔ اور بلا تکلف جیٹھ دیور اور شوہر کے عزیز و اقارب اندر چلے آتے ہیں اور بہت سے زیادہ خلا ملا کر لیتے ہیں اور ہنسی دل لگی تک کی نوبتیں آجاتی ہیں۔ شوہر یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اپنے لوگ ہیں ان سے کیا روک ٹوک کی جائے لیکن جب دونوں طرف سے یگانگت کے جذبات ہو اور کثرت سے آنا جانا ہو اور شوہر گھر سے غائب ہو تو پھر انہونے واقعات تک رونما ہو جاتے ہیں ایک پڑوسی کسی عورت کو اتنی جلدی اغوا نہیں کر سکتا جتنی جلدی اور بآسانی دیور یا جیٹھ اپنی

بھابھی کو اغوا کرنے یا بے حیائی کے کام پر آمادہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

انہی حالات کے پیشِ نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سسرال کے مردوں سے بچنے اور پردہ کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اور ان لوگوں کو موت بتا کر یہ بتادیا ہے کہ ان سے ایسا پرہیز کرو جیسا موت سے بچتی ہو اور مردوں کو بھی حکم ہے کہ اپنی بھاوج اور سالے وغیرہ کی بیوی سے خلا ملا نہ رکھیں اور نظر ڈالیں۔

بعض عورتیں اپنے دیور کو چھوٹی عمر میں پرورش کرتی ہیں اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس سے پردہ کرنے کو برا سمجھتی ہیں اور اگر مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ یہ نامحرم ہے تو کہتی ہیں کہ اس کو ہم نے چھوٹا سا پالا ہے، رات دن ساتھ رہا ہے اس سے کیا پردہ؟ یہ بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی گناہ بھی کرے اور شریعت کے مقابلہ میں کٹ حجتی پر اتر آئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دیور کو موت بتائیں اور جہالت کی ماری عورتیں اس کے سامنے آنے کو ضروری سمجھیں یہ کیا مسلمانی ہے؟

تنبیہ: پردہ حق شرع ہے۔ شوہر کا حق نہیں ہے بہت سی عورتیں سمجھتی ہیں کہ شوہر جس سے پردہ کرائے اس سے پردہ کیا جائے اور شوہر جس کے سامنے آنے کو کہے اس کے سامنے آجائیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ شوہر ہو یا کوئی دوسرا شخص اس کے کہنے سے گناہ کرنے کی اجازت نہیں ہو جاتی۔ خوب سمجھ لو۔ (تحفہ خواتین:513)

(2) خاص طور سے ایسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی سے بہت بچا جائے جن عورتوں کے شوہر سفر پہ ہوں۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْنَا: وَمِنْكَ؟ قَالَ: وَمِنِّي، وَلَكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ۔ (ترمذی، رقم:1172)

(خاص کر) ان خواتین کے گھر میں نہ جایا کرو جن کے شوہر کہیں باہر (سفر وغیرہ میں گئے ہوئے ہوں، کیوں کہ شیطان (یعنی اس کے اثرات و وساوس) سب میں اس طرح (غیر مرئی طور پر) جاری وساری رہتے ہیں جس طرح رگوں میں کون رواں دواں رہتا ہے۔ ہم نے عرض کیا: اور کیا آپ میں بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور مجھ میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری (اس معاملہ میں) خاص مدد فرمائی ہے، اس لیے میں محفوظ رہتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ، بَعْدَ يَوْمِي هَذَا، عَلَى مُغِيبَةٍ، إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ۔

(مسلم، رقم:2173)

آج کے بعد سے کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس کے شوہر کے غیاب میں نہ جائے تاوقتیکہ اس کے ساتھ ایک دو آدمی اور نہ ہوں۔

(3) نامحرم کے ساتھ تنہائی ویسے تو تمام اوقات میں ہی منع ہے لیکن رات کے وقت تنہائی کی ممانعت اور زیادہ سخت ہے۔

أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ.

خبردار کوئی شخص ہرگز کسی بے شوہر والی عورت کے پاس رات نہ گزارے۔ الا یہ کہ ایسا شخص ہو جس نے اس عورت سے نکاح کرلیا ہو یا اس کا محرم ہو۔

خصوصیت کے ساتھ کسی غیر محرم کے ساتھ رات کو رہنے کی ممانعت سختی کے ساتھ اس لیے فرمائی کہ رات کے اندھیرے اور یکسوئی میں گناہ کرنے کا موقع مل جانا آسان ہوتا ہے۔

(4) جب کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے دے تو شریعت نے پیغام دینے والے کو اجازت دی ہے کہ وہ ایک نظر مخطوبہ کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن خلوت اور تنہائی اس صورت میں بھی ناجائز ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خلوۃ، فقرۃ:8)

(5) اسی طرح سخت مجبوری کی وجہ سے عورت کسی نامحرم مرد سے علاج معالجہ تو کرا سکتی ہے، لیکن تنہائی کی اجازت نہیں۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خلوۃ، فقرۃ:9)

مرد طبیب علاج کے وقت مریضہ کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرسکتا۔ مریضہ کے ساتھ اس کا محرم موجود رہے گا۔ محرم نہ ہو تو کم از کم نرس کو اس موقع پر موجود رہنا چاہیے۔

کہتے ہیں کہ ایک صاحب اپنی اہلیہ کو طبیب دندان کے پاس لے گئے۔ طبیب نے بلایا تو انہوں نے اہلیہ کو بھیج دیا اور خود باہر انتظار کرنے لگے۔ کسی نے کہا کہ آپ بیگم صاحبہ کے ساتھ اندر کیوں نہیں گئے؟ کہنے لگے: تاکہ ان کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ بلا تبصرہ!! (ہسپتال میں: 62)

- پھر یہ واضح رہے کہ محرم خواتین کے ساتھ تنہائی اگرچہ جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مرد کو اپنی ذات پر اطمینان ہو، اگر اسے یہ یقین ہو کہ خلوت کرنے میں اس کو یا عورت کو شہوت ہوگی یا شہوت ہونے کا غالب گمان ہو تو اس صورت میں محرم کے ساتھ بھی تنہائی جائز نہیں ہوگی۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خلوۃ، فقرۃ:12)

بے حیائی کا چھٹا سبب: نامحرم سے بات چیت

نامحرم سے بلا ضرورت بات چیت، لمبی لمبی گفتگو، خط و کتابت، چیٹنگ یا نامحرم سے ضرورت کی بات کرتے ہوئے لہجہ میں ترنم، لچک، اور کشش پیدا کرنا، رس بھری آواز نکالنے کی کوشش کرنا بھی بے حیائی کا بہت بڑا سبب ہے حتیٰ کہ یہ نامحرم کو دیکھنے، بدنظری سے بھی زیادہ خطرناک ہے اس لیے کہ اگر نامحرم کو دیکھا لیکن اس سے کوئی بات چیت کی نوبت نہیں آئی تو بات آگے نہیں بڑھے گی۔ لیکن اگر نامحرم سے بات چیت ہو رہی ہے اگرچہ اسے دیکھا نہ بھی ہو تو بات آگے بڑھے گی آپ نے سنا ہوگا کہ "بات سے بات بڑھتی ہے"۔ یعنی پہلے انسان بات کرتا ہے اور بات کرنے کے بعد ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے۔

● اس کی دلیل قرآن پاک سے بھی ملتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ آئے مگر ان میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا، دنیا میں صرف حضرت موسیٰؑ تھے جنہوں نے کہا: رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں سے صرف حضرت موسیٰؑ نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میں آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ کلیم اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرتے تھے۔ جب کوئی گفتگو کرتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ اس سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ فون پر جب کوئی عورت بات سے بات بڑھائے گی تو پھر اگلا قدم اس کا گناہ کی طرف جائے گا۔ اس لیے اگر کوئی بچی یہ سمجھتی ہے کہ میں تو کزن سے صرف فون پر بات کرتی ہوں تو یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھ لیں کہ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھتا ہے وہ گناہ بڑے گناہ کا سبب بنتا ہے۔ (تحفہ دلہن: 357)

● ہند بنت الخس ایادیہ (جو دانائی، عقل و فراست، فصاحت و حکمت میں عرب کی مشہور عورتوں میں سے ہونے کے باوجود اپنے غلام سے زنا کی مرتکب ہوگئی) سے کسی نے پوچھا تم اپنی قوم کی سردار ہو کر بھی اپنے غلام سے زنا کی مرتکب کیونکر ہوگئی؟ سو اس کا باعث کیا بنا؟ اس نے جواب دیا: قرب الوساد و طول السواد تکیہ کی قربت اور اختلاط کا دوام اس کا سبب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سبب دو امر ہیں: ایک تو میل جول کی کثرت اور جائے نوم (خواب گاہ) کا قریب ہونا، اور دوسرے سرگوشیاں، بات چیت، یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ جنہوں نے تدریجاً غلام کے دل سے اس کا ڈر اور رعب و سرداری و شرافت کو نکال پھینکا حتیٰ کہ وہ زنا جیسے قابل ملامت فعل میں آلودہ ہوگئی۔ (رسالۃ المسترشدین: 177)

آج کے دور میں بات سے بات کیسے بڑھتی ہے؟ کسی نے اس کو نظم کے انداز میں کچھ یوں پیش کیا ہے:

● آج بھی کتنی بچیاں، لڑکیاں ہیں جنھوں نے مردوں سے بات چیت کی سنگینی کو نہ سوچا اور شروع شروع میں مرد کی سنجیدہ بات چیت سے متاثر ہوئیں، رفتہ رفتہ تعلقات بڑھتے رہے، قول وقرار ہوئے پاکیزہ محبت کے جھوٹے سچے دعوے ہوئے، لفظوں کے ہیر پھر سے حیلوں بہانوں، مکر وفریب سے انہیں بے وقوف بنایا گیا، کیا مجھ پر اعتبار نہیں، تیرے بنا قرار نہیں کے جملوں، مسکوں، لجاجت بھرے لہجوں سے شروع شروع میں تصویر، ملاقات پر اصرار کر کے اپنے جال میں پھنسایا گیا، پھر کتنوں کو بلیک میلنگ کے ذریعہ برباد کیا گیا۔

● اور شریعت نے بھی نامحرم سے بات چیت کو ایک طرح کا زنا ہی کہا ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ.... وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ۔ (مسلم، رقم: 2657)

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زنا کا کوئی نا کوئی حصہ لکھ دیا ہے جس سے اسے لامحالہ گزرنا ہے، پس۔۔۔ زبان کا زنا غیر محرم سے گفتگو کرنا ہے۔

❑ حیاء کا تقاضہ: نامحرم سے بات چیت نہ ہو

(1) عورتیں نامحرم سے بلاضرورت بات چیت، لمبی لمبی گفتگو، خط وکتابت، چیٹنگ سے مکمل اجتناب کریں۔ اور یہ کوشش کی جائے کہ بلاضرورت عورت کی آواز کسی نامحرم مرد کے کان نہ پڑے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، کلام، فقرۃ: 27)

قرآن کریم میں ہے؟

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ (نور: 31)

اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں

اس آیت میں زمین پر پاؤں مارنے کو منع فرمایا تاکہ کوئی زیور کی آواز کی وجہ سے فتنہ میں نہ پڑ جائے، جب عورت کے لیے اپنے زیور کی آواز مردوں کو سنانا منع ہے اور اس کو چھپانے کا حکم ہے تو خود عورت کی آواز مردوں کو سنانے کی کتنی ممانعت ہوگی۔

ایک روایت میں آتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ، أَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيقِ إِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ (بخاری، رقم: 1234)

اے لوگو! (مردوں سے خطاب کر کے فرمایا) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب نماز میں تمہیں کوئی بات پیش آتی

ہے تو تالی بجانا شروع کردیتے ہو، حالانکہ تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے، جب نماز میں کوئی بات پیش آئے تو (مردوں کو) سبحان اللہ کہنا چاہیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام سے نماز میں سہو ہو جائے تو عورتیں آواز سے سبحان اللہ کہہ کر امام کو متوجہ نہیں کریں گی بلکہ تصفیق یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی آواز سے متوجہ کریں گی۔

غور فرمائیں جب عبادت کے دوران جس میں صنفی جذبات مغلوب ہوتے ہیں ایسے وقت میں بھی عورتوں کو اپنی آواز مردوں سے چھپانے کا حکم ہے تو دیگر اوقات میں یہ حکم کتنا شدید ہوگا۔

شریعت میں تو عورت کی آواز سے متعلق

یہاں تک احکام لکھیں ہیں کہ عورت آذان نہ دے۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، آذان، فقرة:30)

ایام تشریق میں تکبیرات تشریق اور حج وعمرہ میں تلبیہ بھی آہستہ آواز میں پڑھے۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، تلبيه، فقرة:5)

کوئی مرد کسی اجنبی عورت کو اور عورت اجنبی مرد کو سلام نہ کرے اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو سلام کرے تو دوسرا زبان سے جواب نہ دے دل دل میں جواب دے۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، كلام، فقرة:27، سلام، فقره:19)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ افک کے بارے میں فرماتی ہیں:

كَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَاللَّهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلاَ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا، فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا، فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، وَهُمْ نُزُولٌ. (صحيح البخاری، رقم: 4141)

صفوان بن معطل سلمیؓ جو بعد کو ذکوانی کے نام سے مشہور ہوئے وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہا کرتے تھے تاکہ گری پڑی چیزیں اٹھاتے ہوئے آئیں وہ صبح کو جب قریب پہنچے تو مجھے سوتا ہوا دیکھ کر پہچان لیا کیونکہ وہ پردہ سے پہلے مجھے دیکھ چکے تھے۔ اس نے زور سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ چھپا لیا اللہ کی قسم! ہم دونوں نے کوئی بات نہیں کی اور نہ میں نے سوائے انا للہ کے کوئی بات اس سے سنی۔ صفوانؓ نے اپنی سواری سے اتر کر اس کے دست و پا کو باندھ دیا اور میں اس پر بیٹھ گئی صفوانؓ آگے آگے اونٹ کو کھینچتا ہوا چلا اور ہم دوپہر کے قریب شدت کی گرمی میں لشکر میں پہنچ گئے اور وہ سب ٹھہرے ہوئے تھے۔

غور فرمائیں! ایک ایسا موقع جہاں دسیوں قسم کے سوالات کیے جا سکتے تھے اور شاید وہ بے موقع بھی نہ ہوتے، وہ یہ کہ آپ

کیسے قافلہ سے پیچھے رہ گئیں؟ کتنی دیر سے یہاں ہیں؟ کسی پریشانی کا سامنا تو نہیں ہوا؟ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن چونکہ دینی تربیت اور دینی مزاج میں ان سب کی گنجائش نہ تھی۔ لہٰذا قسم کھا کر فرماتی ہیں: **اللہ کی قسم! ہم دونوں نے کوئی بات نہیں کی اور نہ میں نے سوائے اناللہ کے کوئی بات اس سے سنی۔**

لہٰذا خواتین کو چاہیے بلاضرورت اجنبی مردوں سے بالکل بات چیت نہ کریں۔

بعض خواتین جب کسی ضرورت سے مردوں کے ساتھ بازار جاتی ہیں تو مرد کے ہوتے ہوئے خود دکاندار سے ڈیلنگ شروع کر دیتی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

(2) بوقت ضرورت جب کسی محرم سے بات کرنی ہو تو بقدر ضرورت بات کی جائے۔ بہت مختصر بات کریں ہاں ناں میں جواب دے کر بات ختم کر دی جائے، بلاضرورت لمبی لمبی گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔

حضرات فقہاء کرام نے لکھا ہے:

فَإِذَا نُجِيزُ الْكَلَامَ مَعَ النِّسَاءِ لِلْأَجَانِبِ وَمُحَاوَرَتِهِنَّ عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَى ذَلِكَ، وَلَا نُجِيزُ لَهُنَّ رَفْعَ أَصْوَاتِهِنَّ وَلَا تَمْطِيطَهَا ...... لِمَا فِي ذَلِكَ مِنْ اسْتِمَالَةِ الرِّجَالِ إِلَيْهِنَّ وَتَحْرِيكِ الشَّهَوَاتِ مِنْهُمْ ۔ (فتاویٰ شامی: 406/1)

ضرورت کے لیے ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ عورت نامحرم مرد سے گفتگو یا سوال و جواب کرے لیکن اس بات کی اجازت نہیں کہ نامحرم سے بات کرتے ہوئے گفتگو کو لمبی کرتی چلی جائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مردوں کے دل مائل ہوں گے اور ان کی طبیعتوں میں ابھار ہوگا۔

(3) نامحرم سے ضرورت کی بات کرتے ہوئے لہجے میں نزاکت، لچک اور کشش پیدا نہ کی جائے۔ اور رس بھری آواز نہ نکالی جائے۔ ایک عورت کی سب سے بڑی بداخلاقی یہ ہے کہ کسی غیر محرم سے وہ اخلاق سے پیش آئے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، استماع، فقرۃ: 15)

قرآن کریم میں ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۔ (احزاب: 32)

اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے، اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو۔

اس آیت نے خواتین کو غیر محرم مردوں سے بات کرنے کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اس میں جان بوجھ کر نزاکت اور کشش پیدا نہیں کرنی چاہیے، البتہ اپنی بات کسی بداخلاقی کے بغیر پھیکے انداز میں کہہ دینی چاہیے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے:

فَإِذَا نُجِيزُ الْكَلَامَ مَعَ النِّسَاءِ لِلْأَجَانِبِ وَمُحَاوَرَتِهِنَّ عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَى ذٰلِكَ، وَلَا نُجِيزُ لَهُنَّ رَفْعَ أَصْوَاتِهِنَّ ..... وَلَا تَلْيِينَهَا وَتَقْطِيعَهَا لِمَا فِي ذٰلِكَ مِنَ اسْتِمَالَةِ الرِّجَالِ إِلَيْهِنَّ وَتَحْرِيكِ الشَّهَوَاتِ مِنْهُمْ ۔(شامیۃ:406/1)

ضرورت کے لیے ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ عورت نامحرم مرد سے گفتگو یا سوال وجواب کرے لیکن اس بات کی اجازت نہیں کہ نامحرم سے بات کرتے ہوئے نرم لہجہ میں بات کریں یا بات میں لچک پیدا کریں کیونکہ ایسا کرنے سے مردوں کے دل مائل ہوں گے اور ان کی طبیعتوں میں ابھار ہوگا۔

(4) مردوں کو بھی چاہیے کہ عورتوں کی مجلس میں جوش وترنم سے لہک لہک کر نعتیں، نظمیں نہ پڑھیں، خاص طور سے جبکہ فتنہ کا اندیشہ ہو۔

حدیث میں آتا ہے:

كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ، وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ، لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ۔

(بخاری، رقم:6211)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حدی خواں تھے انجشہ نامی ان کی آواز بڑی اچھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: انجشہ! آہستہ چال اختیار کر، ان شیشوں کو مت توڑ۔

اس ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عورتوں کے دل کی کمزوری ونرمی کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انجشہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی اس طرح حدی خوانی نہ کرو جس سے عورتوں کے دل کمزور، متاثر ہو جائیں اور تمہارے گانے کی وجہ سے ان کے ذہن ودماغ اور جذبات میں ہلچل پیدا ہو جائے اور وہ کسی برے خیال میں مبتلا ہو جائیں کیونکہ ترنم کے ساتھ پڑھنے کی خاصیت یہی ہے کہ وہ طبیعت کو بھڑکاتا ہے اور جذبات میں ہلچل مچا دیتا ہے۔(مظاہر حق جدید:4/406)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَاءَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَجَرَ بِهِ۔

(فضائل قرآن، علی رقم الحدیث، 5057)

جس نے دکھاوے کے لیے قرآن پڑھا یا اس کو کمائی کا ذریعہ بنایا یا اس کے ذریعہ گناہ کیا

علماء کرام اس باب کی تشریح میں فرماتے ہیں: قرآن کے ذریعہ گناہ کرنے کی دوصورتیں ہیں: اول: اپنی خوبصورت قراءت کے ذریعہ کسی عورت یا امرد کو جال میں پھنسانا۔ دوم: اپنے باطل نظریات کو قرآن کی چادر میں لپیٹ کر لوگوں کو گمراہ کرنا، گمراہ

فرقوں کے بانی ہمیشہ یہی حرکت کرتے ہیں۔ (تحفۃ القاری:10/ 105)

(5) جب عورتوں کے لیے مردوں سے بلاضرورت بات کرنا باجماعت نماز میں لقمہ دینا اپنے زیور کی آواز مردوں کو سنانا اور بلاضرورت لمبی بات کرنا، نرم لہجہ اور رس بھری آواز سے بات کرنا منع ہے جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گزر گیا، تو پھر کسی عورت کے لیے یہ کیسے جائز ہوگا کہ وہ اونچی آواز میں لاؤڈ اسپیکر پر نعتیں نظمیں پڑھے یا وعظ کرے درس دے جس کی آواز مرد بھی سنے یا نامحرم مردوں کے سامنے نعتیں نظمیں پڑھے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، استماع، فقرۃ:15، سماع، فقرۃ:15، عورۃ، فقرۃ:3)

حضرات فقہاء کرام نے لکھا ہے:

نَغْمَةُ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ، وَتَعَلُّمُهَا الْقُرْآنَ مِنَ الْمَرْأَةِ أَحَبُّ. قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ فَلَا يَحْسُنُ أَنْ يَسْمَعَهَا الرَّجُلُ. وَفِي الْكَافِي: وَلَا تُلَبِّي جَهْرًا لِأَنَّ صَوْتَهَا عَوْرَةٌ. (شامیه:1/406)

عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے، عورت کا کسی اور عورت سے قرآن سیکھنا (مرد سے سیکھنے کے مقابلے میں) پسندیدہ ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔ تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ لہٰذا یہ پسندیدہ نہیں کہ عورت کی آواز مرد سنے کافی میں لکھا ہے: عورت بلند آواز سے تلبیہ نہیں پڑھی گی اس لیے کہ اس کی آواز ستر میں داخل ہے۔

(6) جب عورتوں کے لیے نامحرم مردوں سے اور مردوں کے لیے نامحرم عورتوں سے بلاضرورت بات کرنا منع ہے۔ عورت کے لیے مردوں کے سامنے لاؤڈ اسپیکر پر نعتیں، نظمیں پڑھنا، وعظ کرنا منع ہے تو پھر کسی عورت کے لیے ناچنا، گانا کسی مرد سے بے ہودہ فحش باتیں کرنا کتنا قبیح اور برا ہوگا؟ ایک وقت کہ امیر پیسوں کی طاقت سے غریب کی بیٹیوں کو نچاتے تھے آج انہی کی بیٹیاں Tik Tok پر ناچ کر اپنے باپ، دادا کا قرض اتار رہی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (لقمان:7)

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی باتوں کے خریدار بنتے ہیں۔ تاکہ ان کے ذریعے لوگوں کو بے سمجھے بوجھے اللہ کے راستے سے بھٹکائیں، اور اس کا مذاق اڑائیں۔ ان لوگوں کو وہ عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔

اس آیت کا قصہ یہ ہے کہ کفار قرآن کریم کو اپنے لیے ایک خطرہ سمجھتے تھے، اس لیے چاہتے تھے کہ قرآن کریم کے مقابلے میں کوئی ایسی دلچسپ صورت پیدا کریں کہ لوگ قرآن کریم کو سننا بند کر دیں، اسی کوشش میں مکہ مکرمہ کا ایک تاجر نضر بن

حارث جو اپنی تجارت کے لیے غیر ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا، ایران سے وہاں کے بادشاہوں کے قصوں پر مشتمل کتابیں خرید لایا، اور بعض روایات میں ہے کہ وہ وہاں سے ایک گانے والی کنیز بھی خرید کر لایا، اور لوگوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں، میں تمہیں ان سے زیادہ دلچسپ قصے اور گانے سناؤں گا، چنانچہ لوگ اس کے گرد اکھٹے ہونے لگے، یہ آیت اس واقعے کی طرف اشارہ کررہی ہے، نیز اس میں یہ اصول بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہر وہ دل بہلانے کا مشغلہ جو انسان کو اپنے دینی فرائض سے غافل اور بے پروا کرے، ناجائز ہے کھیل کود اور دل بہلانے کے صرف وہ مشغلے جائز ہیں جن میں کوئی فائدہ ہو، مثلاً جسمانی یا ذہنی ورزش، یا تھکن دور کرنا، اور جن کی وجہ سے نہ کسی کو تکلیف پہنچے اور نہ وہ انسان کو اپنے دینی فرائض سے غافل کریں۔

ایک روایت میں ہے:

وَإِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ، وَلَا التَّفَحُّشَ۔ (مسند احمد، رقم: 6487)

بدگوئی سے بچو، بیشک اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی (بے حیائی) کو پسند نہیں کرتا۔

بے حیائی کا ساتواں سبب: بدنظری

- **بدنظری سے بدکاری کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے**

انسان کی یہ فطرت ہے کہ کوئی کھانے پینے کی مرغوب چیز دیکھے یا خوشبو ہی آجائے تو اس کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ گرمی اور تپش کی حالت میں ٹھنڈی، سایہ دار اور خوش منظر جگہ دیکھ کر وہاں ٹھہرنے اور آرام کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی غیر عورت پر اچانک نگاہ پڑ جانے سے بسا اوقات شہوانی تقاضا پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ آنکھیں ابتدا میں بڑی معصوم نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ نفس کا یہ شیطان ان کی تائید میں بڑے بڑے پرفریب دلائل پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ ذوق جمال ہے جو فطرت نے تم میں ودیعت کیا ہے۔ جمالِ فطرت کے دوسرے مظاہر و تجلیات کو جب تم دیکھتے ہو اور ان سے بہت ہی پاک لطف اٹھاتے ہو تو جمالِ انسانی کو بھی دیکھو اور روحانی لطف اٹھاؤ مگر اندر ہی اندر یہ شیطان لطف اندوزی کے جذبے کو بڑھاتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ ذوق جمال ترقی کر کے شوق وصال بن جاتا ہے۔

- **بدنظری بدکاری کا سب سے بڑا محرک ہے**

کون ہے جو اس حقیقت سے انکار کی جرات رکھتا ہو کہ دنیا میں جس قدر بدکاری اب تک ہوئی ہے اور اب ہو رہی ہے اس کا پہلا اور سب سے بڑا محرک یہی آنکھوں کا فتنہ ہے؟ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اپنی صنف کے مقابل کے کسی حسین اور جوان فرد کو دیکھ کر اس میں وہی کیفیات پیدا ہوتی ہیں جو ایک خوب صورت پھول کو دیکھ کر ہوتی ہیں؟ اگر دونوں قسم کی کیفیات میں فرق ہے اور ایک کے برخلاف دوسری کیفیت کم و بیش شہوانی کیفیت ہے تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ایک ذوقِ جمال کے لیے بھی وہی آزادی ہونی چاہیے جو دوسرے ذوقِ جمال کے لیے؟ شریعت آپ کے ذوق جمال کو مٹانا تو نہیں چاہتی وہ کہتی ہے کہ آپ اپنی پسند کے مطابق اپنے ایک جوڑے کا انتخاب کر لیں۔ اور جمال کا جتنا ذوق آپ میں ہے اس کا مرکز صرف اسی ایک کو بنالیں۔ پھر جتنا چاہیں اس سے لطف اٹھائیں۔ اس مرکز سے ہٹ کر دیدہ بازی کریں گے تو فواحش میں مبتلا ہو جائیں گے۔

- **بدنظری برے خیالات کا سبب ہے**

اگر ضبطِ نفس یا دوسرے موانع کی بنا پر آوارگی عمل میں مبتلا نہ بھی ہوئے تو آپ آوارگی خیال سے کبھی نہ بچ سکیں گے۔ آپ کی بہت سی قوت آنکھوں کے راستے ضائع ہوگی۔

• بدنظری بے سکونی کا سبب ہے

بہت سے ناکردہ گناہوں کی حسرت آپ کے دل کو ناپاک کرے گی۔ بار بار فریبِ محبت میں گرفتار ہوگی اور بہت سی راتیں بیداری کے خواب دیکھنے میں جاگ جاگ کر ضائع کریں گے۔ بہت سے حسین ناگوں اور ناگنواں سے ڈسے جاؤ گے۔ تمہاری بہت سی قوت حیات دل کی دھڑکن اور خون کے ہیجان میں ضائع ہوجائے گی۔ یہ نقصان کیا کچھ کم ہے؟ اور یہ سب بدنظری ہی کا نتیجہ ہے۔ (پردہ:239)

• بدنظری آنکھوں کا زنا ہے

یہی وجہ ہے کہ جب شریعت نے بدکاری کو حرام قرار دیا اور فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۔(اسراء:32)

اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو، وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔

تو صرف بدکاری سے منع نہیں کیا بلکہ بدنظری اور دیگر وہ اسباب جو بدکاری کا سبب بنتے ہیں ان سے بھی منع کردیا بدنظری کو آنکھوں کا زنا قرار دیا۔

حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ ۔(مسلم، رقم:2657)

اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر اس کے حصے کا زنا لکھ دیا ہے، وہ لامحالہ اپنا حصہ لے گا۔ آنکھ کا زنا (جس کا دیکھنا حرام ہے اس کو) دیکھنا ہے۔

• شریعت کے بعض احکام میں بدنظری زنا کے برابر ہے

بعض احکام میں شریعت نے بدنظری کو زنا کے برابر قرار دیا ہے۔ جس طرح زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یعنی اگر خدانخواستہ کوئی مرد کسی عورت سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور اگر اس عورت کی بیٹی ہو تو بیٹی بھی ہمیشہ کے لیے اس آدمی پر حرام ہوجاتی ہیں۔

اس طرح اگر کوئی مرد کسی عورت کے عضو خاص کو شہوت کے ساتھ دیکھے تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، یعنی اس کی ماں اور اگر بیٹی ہو تو وہ بھی حرام ہوجاتی ہیں۔ (علم الفقہ :719/6، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، محرمات، فقرۃ:10)

- **بدنظری کرنے والا ملعون ہے**

ایک حدیث میں آتا ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ۔ (شعب الایمان:7399)

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی

یہ حدیث بہت سی جزئیات پر حاوی ہے۔ جس میں بطور قاعدہ کلیہ کے ہر نظر حرام کو مستحق لعنت بتایا ہے اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو کوئی بھی مرد عورت کسی ایک جگہ کھڑا ہو جہاں سے شریعت کے خلاف نظر ڈالی جا سکے یا کوئی بھی مرد و عورت کسی مرد و عورت کے سامنے وہ حصہ کھول دے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا دیکھنے والے کے لیے حلال نہ ہو تو دکھانے والا بھی مستحق لعنت ہے۔

چنانچہ کوئی عورت بغیر پردہ کے بازار میں یا میلہ میں یا پارک میں چلی گئی جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور عورت اس لعنت کے مستحق ہوئے اسی طرح کوئی عورت دروازہ سے یا کھڑکی کی سے یا برآمدہ سے باہر تاکتی جھانکتی ہے تو یہ عورت بدنظری کی وجہ سے مستحق لعنت ہے اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقع دینے سے بھی لعنت کی مستحق ہوئی اسی طرح سے شادی کے موقع پر سلامی کے لیے جب دولہا اندر گھر میں آ گیا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا موقع دیا تو یہ دولہا عورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور عورتیں اس کو دیکھنے کی وجہ سے لعنت کی مستحق ہوئیں۔ کسی عورت نے کسی عورت کو اگر ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ پورا یا کچھ دکھلا دیا تو دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں لعنت کی مستحق ہوئیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی مرد کے سامنے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے ختم کا پورا حصہ کھول دیا تو دکھلانے والا اور دیکھنے والا دونوں لعنت کے مستحق ہوئے۔ کسی عورت نے اپنے محرم یعنی باپ بھائی وغیرہ کے سامنے اپنا پیٹ یا پیٹھ یا ران یا گھٹنا کھول دیا تو دیکھنے اور اور دکھانے والی دونوں نے لعنت کا کام کر لیا۔ بہت سے مغربیت زدہ گھرانوں میں یہ آفت ہے کہ انگریز عورتوں کی دیکھا دیکھی صرف ایک فراک پہن ہوئے گھروں میں رہتی ہیں اور اپنجامہ یا ساڑھی کی جگہ ذرا سی لنگوٹی یا جانگیا پہنے رہتی ہیں۔ جس کی وجہ سے رانیں اور گھٹنے گھر کے مردوں کے سامنے بلکہ نوکروں کے سامنے بھی (جن کو گھروں میں رکھنا حرام ہے) کھلے رہتے ہیں اس طرح سے گھر کے سب مرد عورت مستحق لعنت ہوتے ہیں۔ (تحفہ خواتین:515)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نامحرم کی نظر پڑنے کی خواہش اور تمنا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

جو نامحرم پر نظر ڈالے اور جو اپنے اوپر نامحرم کی نظر پڑنے کی خواہش اور تمنا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے۔

(علامات قیامت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئیاں:48-49)

حیاء کا تقاضہ: نظر اور خیالات کی حفاظت

(1) بلاضرورت مرد اجنبی عورتوں کو عورتیں اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں

قرآن کریم میں مَردوں کو حکم ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۔ (نور:30)

مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہی ان کے لیے پاکیزہ ترین طریقہ ہے۔ وہ جو کارروائیاں کرتے ہیں اللہ ان سب سے پوری طرح باخبر ہے۔

قرآن کریم میں عورتوں کو حکم ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔

(نور:31، الموسوعة الفقهية الكويتية، نظر:19، عورة:8)

اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

كنتُ عند رسولِ الله - صلى الله عليه وسلم - وعنده ميمونةُ بنتُ الحارث، فأقبل ابنُ أمِّ مكتوم - وذلك بعد أن أُمِرْنا بالحجاب - فدخل علينا، فقال: احتَجِبا منه، فقلنا: يا رسولَ الله، أَلَيْسَ هو أعمى لا يُبْصِرُنَا، ولا يَعْرِفُنَا؟ قال: أَفَعَمْيَاوَانِ أنتما؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟

(جامع الاصول، رقم:4959، ترمذی، رقم:2779، ابوداود، رقم:4112)

میں رسول اللہ کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اتنے مین ابن ام مکتوم آئے، یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہو چکنے کے بعد کا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں ان سے پردہ کرو تو ہم نے کہا: اللہ کے ک رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو وہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان سکتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی جہاں تک ممکن ہو سکے مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ حضرت عبداللہؓ نابینا تھے۔ پاکباز صحابی تھے۔ حضور اقدس ﷺ کی دونوں بیویاں نہایت پاک دامن تھیں۔ اس کے باوجود بھی آپ ﷺ نے دنوں بیویوں کو حکم فرمایا کہ حضرت عبداللہؓ سے پردہ کریں یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں۔

دیکھیں! جہاں بدنظری کا ذرا بھی احتمال نہ تھا وہاں اس قدر سختی فرمائی گئی تو آج کل کی عورتوں کے لیے اس امر کی کیوں کر

اجازت ہوسکتی ہے کہ مردوں کو جھانکا تاکا کریں یوں اگر کوئی عورت کسی مجبوری سے سفر میں نکلی اور راستہ چلتے ہوئے بلا اختیار راہ گیروں پر نظر پڑ گئی تو وہ دوسری بات ہے لیکن قصداً وارادۃً مردوں پر نظر ڈالنا منع ہے۔

(2) جس طرح دوسرے کا ستر دیکھنا منع ہے اسی طرح بلاضرورت اپنا ستر دیکھنا بھی ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ.

(ابوداود،رقم:4017،الموسوعة الفقهية الكويتية،نظرة:26)

شرمگاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی اور باندی کے۔

(3) جس طرح جسم کے کسی عضو کو جسم سے جڑے ہونے اور متصل ہونے کی حالت میں دیکھنا ناجائز ہے، اسی طرح اس عضو کو جسم سے علیحدہ ہوجانے کے بعد بھی دیکھنا ناجائز ہے چاہے وہ عضو زندہ کا ہو یا مردہ کا چنانچہ اجنبی عورت کے کٹے ہوئے بالوں کو دیکھنا بھی ناجائز ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ،نظر،فقرۃ:14)

(4) جس طرح زندہ نامحرم کو دیکھنا منع ہے اسی طرح مُردہ کو بھی منع ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے نظر کے پردہ کے جو احکام زندگی میں ہیں وہی احکام مرنے کے بعد بھی ہیں چنانچہ زندگی میں جن کو دیکھنا جائز نہیں موت کی وجہ سے ان کو دیکھنا جائز نہ ہوگا۔

یہاں خواتین سے ایک بے احتیاطی یہ ہوتی ہے کہ کسی شخص کے مرنے کے بعد نامحرم عورتیں بھی اس کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں، اور اُس وقت پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں، یہ بڑی جہالت کی بات ہے۔اسی طرح بعض مرد بھی یہ بے احتیاطی کرتے ہیں۔(اصلاح انقلاب امت:1/ 237،الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ،نظرۃ:16،تغسیل:11)

ایک غلط فہمی: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بیوی کے انتقال کے بعد شوہر اسے نہیں دیکھ سکتا یہ غلط ہے بلکہ بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کے لیے بیوی کا چہرہ دیکھنا اور شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کے لیے شوہر کا چہرہ دیکھنا بلا تردد جائز ہے۔اسی طرح شوہر بیوی کے جنازے کو کاندھا بھی دے سکتا ہے۔البتہ شوہر بیوی کے انتقال کے بعد اس چھو نہیں سکتا۔

(فتویٰ بنوری ٹاؤن:143907200066)

(5) ضرورت کے وقت بھی بقدر ضرورت دیکھنے کی گنجائش ہے۔

1) مخطوبہ (جس لڑکی سے نکاح کرنے کا ارداہ ہو) کو دیکھنا:

مخطوبہ کو نکاح سے قبل ایک نگاہ دیکھنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کے بدن کے

ہر عضو کا جائزہ لیا جائے، بے حیائی کے ساتھ اس کے مستور اعضاء کو گھورا جائے، اسے چست لباس پہننے کا پابند کیجائے، یہ بے حیائی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی عزتِ نفس کی پامالی بھی ہے؛ اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گھر کی خواتین جا کر دیکھ آئیں اور لڑکا ان پر اعتماد کرے، اپنے گھر کی خواتین پر اعتماد نہ ہو تو خود ایک نظر دیکھنے کی شرعاً اجازت ہے۔

(فتوی بنوری ٹاون: 144102200003،فتاویٰ شامی: 6/ 370،،احسن الفتاویٰ: 8/52، فتاویٰ محمودیہ: 10/478، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، خطبہ، فقرۃ: 24-25-26)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ۔ (ابوداود، رقم: 2082)

جب تم میں سے کوئی عورت کو پیغام نکاح دے تو ہو سکے تو وہ اس چیز کو دیکھ لے جو اسے اس نکاح کی طرف راغب کر رہی ہے۔

2) مریضہ کو دیکھنا: اسی طرح علاج کے وقت مجبوراً جتنے بدن کو دیکھنا ضروری ہو تو صرف طبیب/ ڈاکٹر (باقی کوئی اور نہیں بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے جتنا دیکھنا ضروری ہو اس سے زائد نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔

(مسلم، رقم: 2206)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجامہ لگوانے کی جازت طلب کی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطیبہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حجامہ لگا دیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: ابوطیبہ سے جو حجامہ لگوایا گیا تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلہ میں بھی پردہ کا خیال رکھنا ضروری ہے اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہو کر جانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کیوں بتانا پڑتا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔ ہمارے زمانہ کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جن خاندانوں اور گھروں میں پردہ کا اہتمام ہے علاج کے سلسلہ میں ان کے یہاں بھی پردہ کا خیال چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے علاج کے لیے سب سے پہلے محرم معالج کو تلاش کیا جائے اگر کوئی محرم

معالج نہ ملے تو پھر غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں۔

- **صرف بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے:** لیکن شریعت کے ایک اہم اصول کا خیال رکھنا ضروری ہے:

الضَّرُوْرَۃُ تُتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَۃِ۔ یعنی ضرورت بقدر ضرورت ہو

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہے معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے مثلاً علاج کے لیے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہو تو اس سے زیادہ دیکھنے یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی اسی طرح اگر بازو یا پنڈلی میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجہ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے۔ اگر علاج کی مجبوری کے لیے آنکھ، ناک، دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں۔ جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھا سکتے ہیں بلکہ ایسے معالج کے لیے بھی یہی تفصیل ہے جو عورت کا محرم ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ محرم کے لیے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھا جائز نہیں۔ کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے۔ پس اگر پیٹ یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نامحرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے۔

جس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کے اوپر کا حصہ کاٹ دیا جائے تاکہ پیٹ اور پیٹھ کے بقیہ حصہ پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز ہے اس لیے اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین کا پھوڑا وغیرہ دکھانا مقصود ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جائے۔

- **صرف معالج کے لیے دیکھنا جائز ہے:** اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری کہ ضرورت کے لیے حکیم، ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و اقارب موجود ہوں ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسے شرعاً اس جگہ کو دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے۔ مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہے اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

- **ولادت کے وقت بے احتیاطی:** بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے۔ اس سے زیادہ دیکھنا منع ہے اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگرچہ ماں بہنیں ہی ہوں ان کو بھی دیکھنا منع ہے۔ کیونکہ ان کا دیکھنا بلا ضرورت ہے لہٰذا ان کو نظر ڈالنے کی اجازت نہیں۔ یہ جو دستور ہے کہ عورت کو ننگا کر کے ڈال دیتے ہیں اور سب عورتیں دیکھتی رہتی ہیں یہ حرام ہے۔

- **اہم تجویز:** اگر آپ کسی خاتون کا کسی پرائیویٹ ہسپتال میں گائینی یا سرجری کا کوئی بھی پروسیجر کروا رہے ہیں تو جس وقت آپ سے اجازت نامے کے فارم پر دستخط لیئے جائیں، اسوقت آپ بھی اپنی کنسلٹنٹ سے لکھوا کر اسکے دستخط لیں کہ وہ اس

بات کا خصوصی اہتمام کرے گی کہ آپ کی مریضہ کو کوئی بھی مرد برہنہ حالت میں نہ دیکھ پائے۔ اور جب تک کوئی حقیقی میڈیکل مجبوری نہ ہو، مکمل بے ہوشی میں آپریشن نہ کروائیں، تاکہ مریضہ کو پتہ ہو کہ تھیٹر میں اسکے اردگرد کیا ہو رہا ہے۔ بلکہ ہو سکے تو بے ہوشی والے ڈاکٹر سے بھی لکھوائیں کہ یہ آپریشن جنرل اینستھیزیا کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ آپکا حق ہے۔ اگر آپ انکی منہ مانگی فیس ادا کر رہے ہیں تو اس حق پر اصرار کریں ورنہ کنسلٹنٹ تبدیل کر لیں۔ ہوسکتا ہے آپ بڑے لبرل ہوں اور اس بے غیرتی سے آپکو کوئی فرق نہ پڑتا ہو لیکن پھر بھی سوال یہ ہے کہ ان" دو ٹکے کے" سوپیرز، تھیٹر اٹینڈنٹس اور وارڈ بوائز کو سب کچھ دکھانا کہاں کی عقلمندی ہے، جن کو سارا کام تھیٹر میں اسوقت یاد آتا ہے جب مریضہ کا گاؤن اتارا جا رہا ہوتا ہے؟ اور کچھ کمینے تو باہر جا کر دوسرے ساتھیوں کے سامنے بھی تعریفیں کرتے ہیں اور دعوتِ نظارہ دیتے ہیں۔ اور کچھ بدفطروں نے ایسی حالت میں تھیٹر ٹیبل پر لیٹی مریضہ کے ساتھ سیلفیز بنا کر نیٹ پر اپلوڈ کر رکھی ہیں۔ اور گائنا کالوجسٹس سے درخواست ہے کہ خدارا تھیٹر میں اس بات کا خیال رکھا کریں۔ جس خاتون کا منہ تک کسی نامحرم نے نہیں دیکھا ہوتا، اسے آپ شیطان صفت درندوں کے سامنے ننگا کر کے لٹا دیتے ہیں۔ واللہ اسکا بھی روز قیامت حساب ہوگا۔ اللہ سے ڈریں۔

(تحفہ خواتین: 511، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، مس: 20، فرج: 15، تطبیب: 4، ضرورۃ: 14، عورۃ: 18، اصلاح انقلاب امت: 1/ 228، موت کی بدعات ورسومات، مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب: 90)

علاج معالجہ کی مزید شرائط کے لیے دیکھیں، ص:

3) بیوی سے صحبت کے وقت ستر دیکھنا: اگرچہ میاں بیوی کے لیے ایک دوسرے کے ستر کی جگہ کو دیکھنا جائز ہے۔

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

يَا رَسُولَ اللهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ، قَالَ: احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلاَّ مِنْ زَوْجِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ۔ (ترمذی، رقم: 2769)

ہم اپنی شرمگاہیں کس قدر کھول سکتے اور کس قدر چھپانا ضروری ہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے سوا ہر کسی سے اپنی شرمگاہ کو چھپاؤ۔

لیکن فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ صحبت کے وقت ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھنا پسندیدہ نہیں۔

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت ہے:

إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ، وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ۔ (ابن ماجہ، رقم: 1921)

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کپڑا اوڑھ لے، اور گدھا گدھی کی طرح ننگا نہ ہو جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَطُّ۔

(ابن ماجہ، رقم: 662، الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، فرج: 10)

میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ کبھی نہیں دیکھی۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کہتے تھے:

یارسول اللہ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں ہے کہ میری بیوی میرے ستر کو دیکھے۔

(ابن سعد 3/ 287، شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی تحت الحدیث: رقم 662)

(6) جہاں بدنظری کے امکانات ہو وہاں بغیر اجازت کے نہ جائیں

جن جگہوں اور مقامات پر اندیشہ اور خطرہ ہو بدنظری کا شریعت ایسی جگہوں پر جانے سے بھی منع کرتی ہے اور اگر ایسے مقامات پر جانا ناگزیر اور ضروری ہو تو شریعت کی طرف سے نظر پر ایسی پابندیاں عائد کی گئی ہیں اور ایسے اصول اور ضابطے مقرر کیے گئے ہیں جن سے بدنظری کا احتمال بالکل ہی ختم ہو جائے۔

1) بغیر اجازت کسی کے گھر/ کمرہ میں داخل نہ ہو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نور: 27)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو، اور ان میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، امید ہے کہ تم خیال رکھو گے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اجازت لینے کی مصلحت یہ ہے کہ فواحش اور بے حیائی کا انسداد ہے کہ بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل ہو جانے سے یہ بھی احتمال ہے کہ غیر محرم عورتوں پر نظر پڑے اور شیطان دل میں کوئی مرض پیدا کر دے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ قَالَ عُثْمَانُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَأْذِنُ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ قَالَ عُثْمَانُ مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَكَذَا عَنْكَ أَوْ هَكَذَا فَإِنَّمَا الاِسْتِئْذَانُ مِنَ النَّظَرِ ۔(ابوداود، رقم: 5176)

حضرت ہزیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے دروازے پر (اندر جانے کی) اجازت لینے کے لئے رکے اور دروازے کے سامنے بالکل کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: (دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہو بلکہ) دائیں یا بائیں طرف

کھڑے ہو (کیونکہ دروازے کے سامنے کھڑے ہونے سے اس بات کا امکان ہے کہ کہیں نظر اندر نہ پڑ جائے اور) اجازت مانگنا تو صرف اسی وجہ سے ہے کہ نظر نہ پڑ جائے (منتخب احادیث:516)

2) اجازت کے لیے دروازہ کے سامنے نہ کھڑے ہوں

حدیث میں آتا ہے:

وعن عبد الله بن بشر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: لاتأتوا البيوت من أبوابها ولكن ائتوها من جوانبها فاستأذنوا فإن أذن لكم فادخلوا وإلا فارجعوا (مجمع الزوائد: 8/87)

حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا (لوگوں کے) گھروں (میں داخل ہونے کی اجازت کے لئے ان) کے دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہو (کہ کہیں گھر کے اندر نگاہ نہ پڑ جائے) بلکہ دروازے کے (دائیں بائیں) کناروں پر کھڑے ہو کر اجازت مانگو اگر تمہیں اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔ (منتخب احادیث:517)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ، وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ، أَوِ الْأَيْسَرِ، وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَذَلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُورٌ۔ (ابو داود، رقم:5186)

جب رسول اللہ ﷺ کسی کے دروازے پر آتے تو دروازہ کے سامنے منہ کر کے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دروازے کے جوکھٹ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے، اور کہتے: السلام علیکم، السلام علیکم یہ ان دنوں کی بات ہے جب گھروں میں دروازوں پر پردے نہیں تھے۔

- کن لوگوں کے لیے، کب، کس وقت اور کس جگہ اجازت لینا ضروری ہے؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	لوگ	جگہ	وقت	حکم
1	اجنبی	مخصوص جگہ (گھر وغیرہ)	کسی بھی وقت	اجازت لینا ضروری ہے۔ (کویتیۃ:7)
2	کسی کے لیے بھی	پبلک مقامات (ہسپتال وغیرہ)	کسی بھی وقت	اجازت لینا ضروری نہیں۔ (کویتیۃ:8)
3	بالغ محرم رشتہ دار	گھر، کمرہ وغیرہ (جہاں محرم خواتین ہوں)	کسی بھی وقت	اجازت لینا ضروری ہے۔ (کویتیۃ:5)
4	نابالغ محرم رشتہ دار	گھر، کمرہ وغیرہ	آرام کے اوقات (دوپہر، رات) میں	اجازت لینا ضروری ہے۔ (کویتیۃ:12)
5	نابالغ محرم رشتہ دار	گھر، کمرہ وغیرہ	آرام کے اوقات کے علاوہ	اجازت لینا ضروری نہیں۔ (کویتیۃ:12)

6	شوہر	کسی بھی جگہ	کسی بھی وقت	اجازت لینا ضروری نہیں تاہم بہتر ہے۔ (کویتیۃ: 4:)

3) اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ایسی جگہ بیٹھنا پڑے جہاں بدنظری کا احتمال ہے تو حکم ہے کہ نگاہیں نیچے رکھی جائیں۔

(تعلیم الدین: آداب مجلس)

حدیث میں آتا ہے:

إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، فَقَالَ: إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ۔ (بخاری، رقم: 6229)

راستوں پر بیٹھنے سے بچو! صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری یہ مجالس تو بہت ضروری ہیں، ہم وہیں پر روز مرہ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو یعنی راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے یارسول اللہ! فرمایا (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا۔

(7) اگر اچانک غیر ارادی طور پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالی جائے اور دوبارہ نظر نہ ڈالی جائے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي۔ (مسلم، رقم: 2159)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا (یعنی یہ کہ اگر اچانک کسی نامحرم عورت یا کسی کے ستر پر نظر پڑ جائے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں ادھر سے نگاہ پھیرلوں۔

ایک اور روایت میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: «يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ۔ (ابو داؤد، رقم: 2149)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے ایک دفعہ فرمایا: اے علی (اگر کسی نامحرم پر تمہاری نظر پڑ جائے) تو دوبارہ نظر نہ کرو تمہارے لیے پہلی نظر (جو بلا ارادہ اور اچانک پڑ گئی وہ) تو جائز ہے (یعنی اس پر مواخذہ اور گناہ نہ ہوگا) اور دوسری جائز نہیں۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللَّهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا۔ (مسند احمد، رقم:22278)

جس مرد مؤمن کی کسی عورت کے حسن و جمال پر پہلی دفعہ نظر پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے اور (اس کی طرف دوبارہ نہ دیکھے) تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس کی وہ لذت و حلاوت محسوس کرے گا۔

(8) اگر کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جانے سے دل میں گندہ جذبہ پیدا ہو جائے تو اپنی بیوی کے پاس جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے:

إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ۔ (مسلم، رقم:1403)

ایسا ہوتا ہے کہ عورت شیطان کی طرح آتی یا جاتی ہے (یعنی اس ڈھنگ اور اس کی چال آدمی کے لیے شیطانی فتنہ کا سامان بن سکتی ہے) تو اگر کسی کو ایسا واقعہ پیش آئے کہ کوئی ایسی عورت اچھی لگے اور اس کے ساتھ دلچسپی اور دل میں اس کی خواہش پیدا ہو جائے تو آدمی کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اپنی نفسانی خواہش پوری کرے، اس سے اس کی اس گندی خواہش نفس کا علاج ہو جائے گا۔

(9) جب بلاضرورت نامحرم مرد و عورت کے لیے ایک دوسرے کو دیکھنے کی گنجائش نہیں، مرنے کے بعد بھی دیکھنا منع ہے، جسم سے الگ ہوئے اجزاء کو دیکھنا بھی منع ہے اور ضرورت کے وقت اگر دیکھنا پڑ جائے تو صرف بقدر ضرورت دیکھنے کی ہی گنجائش ہے۔ ضرورت سے زیادہ دیکھنے کی گنجائش نہیں، اور جہاں بدنظری کا امکان ہو وہاں اجازت لینے کا حکم ہے۔ اور اگر غلطی سے کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹانے کا حکم ہے۔ جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گزرا تو پھر شادی بیاہ کے موقع پر عورتوں کا دولہا کو دیکھنا سالیوں کا اس سے مذاق کرنا یا اسٹیج پر دلہن کو بٹھا کر دیدار کروانا کہاں جائز ہوگا؟ جیسا کہ ہمارے معاشرہ میں شادی بیاہ کی قبیح رسم ہے کہ جب دولہا دلہن کو لے کر رخصت ہونے لگتا ہے تو اس کو سلامی کے لیے گھر کے اندر بلایا جاتا ہے اور جو عورتیں کنبہ کی یا آس پڑوس کی یا مہمانی میں دور دراز سے آنے والی موجود ہوتی ہیں سب دولہا کو دیکھتی ہیں اور سالیاں اس سے مذاق کرتی ہیں۔ کوئی اس کا جوتا چھپاتی ہے اور کوئی اور رسم نبھاتی ہے اس طرح عورتوں کے بھرے مجمع میں ایک غیر محرم مرد کا آجانا جو جوانی سے بھرپور ہے اور بہترین لباس و پوشاک پہنے ہوئے ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ خصوصاً جب کہ عورتوں کا مقصد بھی دولہا کو دیکھنا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سلامی کی مجلس برخواست ہونے کے بعد عورتیں بڑی بے باکی سے دولہا کی شکل و صورت پر تبصرہ کرتی ہیں۔ (تحفہ خواتین:516)

بے حیائی کا آٹھواں سبب: موبائل کا غلط استعمال

اب تک بے حیائی کے جتنے اسباب بیان کیے گئے موبائل ان سب کا مجموعہ ہے اس موبائل کے ذریعہ حسن کی نمائش، نظارے ہوتے ہیں، پوری پوری رات نامحرم سے فضول بے ہودہ باتوں میں ضائع اور برباد ہوتی ہیں۔

بے ھودہ فحش فلمیں ڈرامیں تصویریں دیکھی جاتی ہیں گھر گھر سینما بلکہ ایک گھر کئی کئی سینما بن جاتے ہیں۔تصویریں آپلوڈ ہوتی ہیں، لڑکے، لڑکیاں ایک دوسرے کے نمبر حاصل کرتے ہیں رابطہ قائم ہوتا ہے۔تصاویر کا تبادلہ ہوتا ہے، پھر بات چیت ہوتی ہے۔ آپس میں دوستیاں ہوتی ہیں پھر ملاقاتیں ہوتی ہیں یوں کچھ ہی عرصے میں اجنبیت ختم ہوجاتی ہے اور بے حیائی اور ناجائز محبتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔جائز ناجائز کی تمام حدیں پار ہوجاتی ہیں، عزت عصمت داؤ پہ لگ جاتی ہے، نوجوان لڑکے لڑکیاں وقت سے پہلے طرح طرح کی جسمانی ذہنی نفسیاتی بیماریوں بڑھاپے کا شکار ہوجاتے ہیں۔یوں ان کا روشن مستقبل تنگ وتاریک ہوجاتا ہے۔

موبائل کی بے حیائیوں کا شکار صرف غیر شادی شدہ طبقہ ہی نہیں بلکہ شادی شدہ طبقہ بھی بری طرح متاثر ہورہا ہے۔میاں بیوی کے آپس کے رشتہ سے اعتماد اٹھ رہا ہے۔شک شبہ کی وجہ سے روز روز کے جھگڑے ہیں، لڑائیاں ہیں، طلاقیں ہیں، کتنے ہنستے بستے گھر اجڑ گئے خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر گیا۔موبائل فون کی تباہ کاریوں فتنہ انگیزیوں کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، حیادار پیشانی پسینہ پسینہ ہوجاتی ہے۔

حیاء کا تقاضہ

(1) بچے بچیوں کو خاص طور سے لڑکیوں کو بلاضرورت موبائل نہ دیا جائے۔

(2) اگر موبائل کی ضرورت ہوتو سادہ موبائل دیا جائے۔

باب:5

بے حیائی کا انسداد، تجاویز

(1) فرد کی اصلاح کا نظم

(2) گھر/ خاندان کی اصلاح کا نظم

(3) علاقہ/محلہ کی اصلاح کا نظم

(4) ارباب اختیار کی ذمہ داریاں

باب:5

بے حیائی کا انسداد، تجاویز

(1) فرد کی اصلاح کا نظم

1) حیا کے تقاضوں کی دعوت دیں: ہر شخص حیا کی ضرورت اہمیت کو سمجھے اس کے فوائد ونقصانات سے آگاہی حاصل کرے اور حیاء وشرم کے تقاضوں پر عمل کرنے بے حیائی کے اسباب سے بچنے کی لوگوں کو اہتمام سے دعوت دیں۔

اس دعوت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں تا کہ حیاء وشرم کے تقاضے پورا کرنے نہ کرنے پر دنیا وآخرت میں جو کامیابیاں ناکامیاں ملتی ہیں ان پر ایمان ویقین مضبوط ہو۔

2) حیا کے تقاضوں پر عمل کریں: جس حیاء وشرم کے تقاضوں پر عمل کرنے اور بے حیائی کے اسباب سے بچنے کی لوگوں کو دعوت دی ہے اسی کے مطابق خود زندگی گزاریں لوگوں کے لیے عملی نمونہ بنیں۔

نفس وشیطان بری صحبت کے بہکاوے سے اگر کوئی بات کوئی کام بے حیائی کا ہوجائے تو جلد از جلد توبہ کریں۔

توبہ میں ہرگز تاخیر ٹال مٹول نہ کریں۔ کسی اللہ والے سے تعلق بنائیں ان کو اپنی حالت کی اطلاع دیتے رہیں۔ اپنی کسی حالت کو ان سے نہ چھپائیں۔ جیسے مریض، معالج سے ظاہری بیماریاں نہیں چھپاتا ایسے ہی بے حیائی جو کہ بہت مہلک باطنی مرض ہے اسے نہ چھپائیں۔

پھر اللہ والے جو مشورہ دیں اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

- **بری صحبت سے کیسے بچیں:** ایمان کو جان سے زیادہ قیمتی سمجھیں برے ماحول (موبائل، دوست احباب، تعلیم گاہ، ملازمت کی جگہ، بیرون ملک) سے کتنا ہی بڑا مفاد وابستہ ہو اگر وہ بے حیائی کا سبب بنے تو اسے چھوڑ دیں۔ ایمان کا سودا کبھی نہ کریں۔
- **شیطان سے کیسے بچیں!** (1) ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ (2) کثرت سے سورۂ فلق اور سورۂ ناس اپنے اوپر پڑھ کر پھونکتے رہیں۔ (3) اس دعاء کا بہت اہتمام کریں:

رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ (مومنون: 97)

میں شیطان کے لگائے ہوئے چرکوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور میرے پروردگار! میں ان کے اپنے قریب آنے سے بھی آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

- **نفس سے کیسے بچیں:**

نفسانی خواہشات کو مغلوب کرنے کی محنت میں لگے رہنا: یعنی حبِ دنیا، حبِ مال، حبِ جاہ (خود نمائی، نام نمود، عزت و شہرت، ہر دل عزیزی، امتیازی شان کے اظہار کی طلب) حبِ باہ پر کنٹرول حاصل کرنے (یعنی کسی موقع پر بھی خواہشات عقل وشریعت کے تقاضوں پر غالب نہ آنے پائیں) کی محنت میں لگے رہنا۔

ہمت سے کام لینا: جس وقت ناجائز خواہشات، شہوات کی طرف میلان ہو تو اس وقت ان کے دنیوی واخروی نقصانات کو سوچنا، اگر یہ طریقہ کارگر نہ ہو تو خواہشات کے پورا کرنے کے ارادہ کے وقت ہمت سے کام لینا، اگر اسمیں بھی ناکامی ہوجائے تو سچی توبہ کے ذریعہ تلافی کرنا۔ (مکتوبات افغانی 60)

مباح خواہشات میں میانہ روی اختیار کرنا: کھانے پینے، باتیں کرنے، ہنسنے ہنسانے، گھومنے گھمانے، ملنے ملانے اور دیگر مباح خواہشات میں میانہ روی بوقت ضرورت بقدر ضرورت اختیار کریں یعنی نفس کو روکیں جب ان خواہشات کا سخت تقاضہ ہو تب انکو بقدر ضرورت اختیار کریں۔ ہر وقت ہر خواہش کو پورا کرنے کے چکر میں نہ رہیں۔ (ہم سے عہد لیا گیا ہے، عہد 274)

کیونکہ جو شخص ہر جائز خواہش کے پیچھے پڑتا ہے تو آہستہ آہستہ اسکے اندر سے خواہشات سے رکنے کی طاقت ختم ہوتی رہتی ہے۔ پھر ساری خواہشات جائز تو ہیں نہیں بہت سی خواہشات حرام، اب ایسا شخص (جو ہر جائز خواہش پوری کرتا ہے اپنے نفس کو روکتا نہیں) جب اسکے دل میں کسی حرام خواہش کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے تو اس کیلئے اپنے آپ کو حرام خواہشات سے روکنا مشکل ہوجاتا ہے۔

پھر ساری خواہشیں حرام میں بھی پوری نہیں ہوتیں بہت سی کفر میں پوری ہوتی ہیں۔ اب ایسا شخص (جو حلال حرام ہر طرح کی خواہش پوری کرتا رہتا ہے اور خواہشات پر کنٹرول کی طاقت اسمیں ہوتی نہیں) جب اسکے دل میں کسی ایسی خواہش کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے جو کفر میں پوری ہوتی ہے تو اسکے لیے اپنے آپکو اس کفریہ خواہش سے بھی روکنا مشکل ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ (آگ کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے) (مسلم، رقم: 2822)

معمولات میں مجاہدہ: کے ذریعہ نفس کو مغلوب کریں وہ اس طرح کہ عبادات (ذکر، تلاوت، نوافل، خاص طور سے تہجد، نفلی روزے) اتباع سنت میں سے کوئی معمول جسکو نبھا سکتے ہوں اپنے لیے طے کریں اور پابندی سے اسکو کریں اور اس پابندی میں جو مجاہدہ آئے اسے برداشت کریں (تفصیل کیلئے دیکھیں ایک مسلمان کیسے زندگی گزارے)

3) اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں: رورو کر اوقات قبولیت میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں: کہ اے اللہ میں حیا کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہوں میں بار بار کوشش بھی کرتا ہوں پھر غلطی ہوجاتی ہے۔ میں کمزور ہوں آپ کی توفیق کے بغیر میرے

لیے بے حیائی سے بچنا مشکل ہے، آپ ہی میری مدد فرمائیں۔اس دعاء کو نہ چھوڑیں۔

(2) گھر/خاندان کی اصلاح کا نظم

1) قوَّام بنیں

گھر/خاندان کے بڑے جو مرد (شوہر، والد وغیرہ) ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قوّام نگہبان نگران کی جو حیثیت دی ہے اس پر سمجھوتہ نہ کریں۔گھر/خاندان کے تمام افراد کو بھی چاہیے کہ ان کی تابعداری اور اطاعت کریں۔انہیں بڑا سمجھیں۔

2) عملی نمونہ بنیں

حیاء کے تقاضوں پر عمل کریں اور بے حیائی کے اسباب سے کوسوں دور رہیں، گھر/خاندان والوں کے لیے عملی نمومہ بنیں۔

3) دعوت دیں

اپنے بیوی، بچوں، بہنوں وغیرہ کو حیاء و شرم کے تقاضے اور بے حیائی کے اسباب سمجھائیں۔مختلف مناسبات گھر میں ہونے والی تقریبات میں اس موضوع پر اللہ والوں کے بیانات کروائیں۔بے حیائی کے اسباب سے اپنے گھر والوں کو دور رکھنے کی کوشش کریں۔حیا اور شرم، پاکدامنی کے اعتبار سے ایسی تربیت ایسا ماحول فراہم کریں کہ گھر/خاندان والے اپنی حیا، پاکدامنی کے حوالے سے کسی طور پر کمپرومائز نہ کریں۔

4) نہی عن المنکر کریں

گھر کے بڑے غیرت کا مظاہر کریں، گھر میں ہونے والی تقریبات میں اور دیگر مواقع پر اگر کوئی بات کوئی کام حیاء کے تقاضوں کے برخلاف محسوس کریں تو اس پر ہرگز چشم پوشی نہ کریں، غیرت کا اظہار کریں، اس کا سخت نوٹس لیں۔اس کے انسداد کی تدابیر اختیار کریں۔

5) بچوں کو جنسی بے راہ روی اور جنسی درندگی سے ایسے بچائیں

پہلی بات: بچوں سے تعلق بنائیں

(1) بے جا سختی سے بچیں

جو بچے جذباتی محرومی کا شکار ہوتے ہیں ان کو ماں باپ کی طرف سے پیار و محبت نہیں ملتا ایسے بچوں کو کوئی بھی پیار و محبت کا دھوکہ دیکر اپنا شکار بنالیتا ہے۔

لہٰذ والدین کو چاہیے کہ بچہ کو اپنا دوست بنائیں، اس کو آپ پر اعتماد ہو، وہ اپنی ہر بات آپ کو بتائے، خوف کی وجہ سے کوئی بات نہ چھپائے

اپنی اولاد کو اپنا دوست بنا کر اچھا انسان بنائیں ورنہ برے لوگ اپنا دوست بنا کر انہیں برا انسان بنا دیں گے۔

(2) آپس کے جھگڑے سے بچیں

والدین کے درمیان جھگڑوں اور نا چاقی کا پیدا ہونا، باپ کا گھر سے باہر دوستوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارنا یا کاروباری سر گرمیوں میں مصروف رہنا، گھر اور بچوں کے امور کو نظر انداز کر دینا، گھر میں اضطراب بے چینی اور بے قراری کا باعث بنتا ہے۔ بچے اس گھٹن زدہ ماحول سے بھاگ کر گلی محلوں یا مختلف گلیوں کا رخ کرتے ہیں، جہاں عموما برے دوستوں کی صحبت مل جاتی ہے، جوانہی حالات کا شکار ہو کر ان سے پہلے اس راستے کے مسافر بن چکے ہوتے ہیں۔

(3) وقت دیں، توجہ دیں

جن بچوں کو والدین وقت نہیں دیتے توجہ نہیں دیتے، اپنی دنیاوی کاموں، دوستوں میں مگھن مصروف رہتے ہیں ایسے بچے بہت جلد بد چلنی کی راہ پر چل نکلتے ہیں، بری دوستیاں انہیں نشہ کا جنسی بے راہ روی کا شکار کر دیتی ہیں۔

(4) اہمیت دیں

- بچوں سے مشورہ کریں اس سے رائے لیں ان کی رائے سنیں ان کو رائے دیں، جب آپ کا بچہ آپ کے ساتھ احساسات اور خیالات کا تبادلہ کر رہا ہو تو اپنے سکون کو برقرار رکھیں، اس کے کسی نقطہ نظر پر اپنا فیصلہ مسلط کرنے میں جلدی نہ کریں، بلکہ اس کے سامنے متعدد امکانات پیش کریں اور اس کو خود کوئی امکان یا احتمال منتخب کرنے دیں، صرف وہی حل پیش نہ کریں جو آپ کی رائے میں مناسب ہے۔
- بچوں کی شکایات کو توجہ سے سنیں، بچہ کو اپنے مخصوص الفاظ میں اپنی پریشانی بیان کرنے دیں، بات کا موضوع نہ بدلیں، بعض اوقات بچہ جب والدین سے یہ کہتا ہے کہ میں اپنے فلاں کزن کو پسند نہیں کرتا، مجھے فلاں چچازاد اچھا نہیں لگتا تو وہ اس کو ڈانٹ دیتے ہیں وجہ نہیں پوچھتے کہ وہ اسے کیوں ناپسند ہے بچہ ان سے کیوں نفرت کرتا ہے۔ کبھی تو وجہ جانے بغیر اس فرد کے پاس بھیجنے یا اس کے ساتھ کہیں جانے پر اصرار کرتے ہیں۔
- اسی طرح بچوں کو سکھایا جائے کہ وہ ہر عجیب کام اپنے والدین کو بتائے، جس کا اس کو سامنا کرنا پڑا اور اس کو عادی بنایا جائے کہ وہ تسلسل کے ساتھ اپنے ہر دن کے واقعات ہلکے پھلکے اور خوش گوار انداز میں دسترخوان پر بیٹھے ہوئے افراد خانہ کو سنائے۔ یہ ان کے مخصوص اوقات کے علاوہ ہے جو ماں باپ میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اپنے بچے کے لیے مخصوص کرنے

چاہئیں، تاکہ وہ دونوں اس کے ساتھ اس کے خوابوں، امیدوں، پریشانیوں اور مسائل کے بارے میں بے باک ہوکر گفتگو کرسکیں، اگر ایسا روزانہ ممکن نہ ہو تو ہفتے میں کم از کم ایک دو مرتبہ ضرور ہونا چاہیے۔
بچے کو مکمل اطمینان اور تسلی دلائی جائے تاکہ وہ کسی سزا یا ڈانٹ ڈپٹ کے خوف کے بغیر ہر صورت حال کی تفصیل بیان کردے۔

دوسری بات: جسمانی فاصلہ کی عادت ڈالیں

1) بچوں کو حد سے زیادہ چومنے کی عادت ٹھیک نہیں، خواہ یہ میاں بیوی کی عادت ہو یا ماں باپ کی، کیونکہ حد سے زیادہ پیار کرنے سے بچے اس انداز شفقت کے عادی ہوجاتے ہیں، جب بچہ اس مطلب سے محرورم ہوجائے تو وہ چھیڑ خانی کا نشانہ بن سکتا ہے اور ماں باپ کی غیر موجودگی میں بڑا آسان شکار ثابت ہوسکتا ہے۔
2) بچوں کا ماں باپ کے بستر میں ایک ساتھ سونے کا عادی ہوجانا جسمانی لمس کا سبب بن سکتا ہے جو جنسی احساس کو پیدا کرسکتا ہے، بالخصوص نیند کی حالت میں بلاقصد وارادہ ایسی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے جو دونوں کے لیے جنسی ہیجان کا باعث بن سکتی ہے۔ مثلاً بدن کا برہنہ ہوجانا جنسی اعضاء کا ظاہر ہوجانا یا انہیں چھولینا وغیرہ۔

- بچوں کے آپس میں بھی بستر علیحدہ ہوں، دس برس کی عمر میں ان کے بستر الگ کردیئے جائیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو بچے ایک لحاف میں نہ سوئیں یا ایک چار پائی (بیڈ وغیرہ) پر نہ سوئیں، اور اگر بستر ایک ہو اور لحاف دو الگ الگ ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ جتنے ایک دوسرے دور رہیں زیادہ بہتر ہے۔ والدین اگر اس سلسلہ میں غفلت کا ارتکاب کریں گے تو بسا اوقات ان کی غفلت کے باعث معصوم بچے تباہی اور بربادی کی طرف جاسکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک واضح حکم ہمارے سامنے پیش فرمادیا:

إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ. (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم:3482)
دس سال کی عمر میں بچوں کے بستر علیحدہ کردو۔

3) اسکولز اور کیفے ٹیریا میں اسکولوں کے منتظمین اور مدرسین بسا اوقات غفلت کرتے ہوئے بچوں اور بچیوں کی صفیں ایک ساتھ لگادیتے ہیں، لیکن ان کو علم نہیں ہوتا کہ کچھ بدباطن اس صورت حال سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں، کچھ بچے ایک نئی حس کا انکشاف کرتے ہیں جس کو پسند کرتے ہیں اور اس کا عادی ہوجاتے ہیں، چنانچہ ایک دوسرے کے پیچھے لائن لگوانے سے احتیاط برتی جائے۔
4) بہت ساری نوعمر لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ کھیل میں شرکت کرتی ہیں مثلاً: فٹبال کھیلتی ہیں، گیند پھینکتی ہیں، ان کے پیچھے بھاگتی ہیں، جس کی وجہ سے لڑکیاں جنسی چھیڑ خانی کا شکار ہوجاتی ہیں، آغاز میں بہن بھائی ایک ساتھ اس طرح کی کھیلیں کھیلتے

ہیں، پھر یہ عادت خاندان کے دیگر افراد میں بھی پھیل جاتی ہے، وہ ساحل سمندر جانے کا پروگرام بنا لیتے ہیں، کسی تفریحی سفر پر نکل جاتے ہیں یا کسی میدان یا صحرا میں نکل کر کھیل کود سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کا جو انجام ہو سکتا ہے وہ محتاج بیان نہیں، یہ بات بہت بڑی بھول ہے کہ وہ (لڑکا یا لڑکی) قابل اعتماد ہے یا وہ اس کے چچا کا یا خالہ کا بیٹا ہے کیونکہ یہ عذر قطعا قابل عذر نہیں۔

5) سوئمنگ پولز، ساحل سمندر م نہروں اور دریاؤں کے کنارے اور تیرنے کے تالابوں پر نوجوانوں کے ساتھ اکٹھا ہونا بھی بچوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا سبب بن جاتے ہیں، بالخصوص وہ جنہوں نے مختصر یا شفاف کپڑے پہنے ہوں۔

6) جب آپ محسوس کریں کہ آپ کا بچہ آپ کی بات سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس کو بتائیں کہ وہ اپنے ساتھ کسی کو چھیڑ چھاڑ کرنے اپنے جسم کے حساس مقامات، رخسار ہونٹ بازو، رانوں کے چھونے کی اجازت نہ دے۔

تیسری بات: بچوں پر نگاہ رکھیں اور ان کی نگاہوں کو برائی سے محفوظ رکھیں

- والدین پر لازم ہے کہ وہ بچوں کی مسلسل نگرانی کرتے رہیں لیکن اس کو گھٹن زدہ نگرانی کا احساس دلائے بغیر کھیل میں اور کھیلنے کے طریقوں میں، اس کے رجحانات اور رغبتوں کا جائزہ لیتے رہنا، اس کو کسی صورت نوکروں یا ڈرائیور کے ساتھ خلوت کی اجازت نہیں دینی چاہیے ان کو صرف والدین کی نظروں کے سامنے بچوں کے ساتھ معاملات کرنے کی اجازت دینی چاہیے بند جگہوں یا والدین کی عدم موجودگی میں ان کو قطعا ان کے قریب نہیں آنے دینا چاہیے۔
- جب بچہ بڑا ہو جائے اس کے اندر شعور آ جائے تو والدین اس کو گھر یا کسی کے کمرہ میں داخل ہونے وقت اجازت لینے کا طریقہ سیکھا دیں، اس کو بتا دیں کی جب کسی کے کمرے یا گھر میں داخل ہونا ہو تو پہلے باہر سے السلام علیکم کہہ کر اجازت لی جائے اس کے بعد داخل ہو جائے، چاہیے والدین کے کمرہ میں جانا ہو یا دوسرے رشتہ داروں کے گھر یا کمرے میں جانا ہو۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، صفر:36)
- اسی طرح اکثر ماں باپ اس غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ بچوں کو چھوٹا اور ناسمجھ سمجھ کر ان کے سامنے دل لگی یا مقاربت کرتے ہیں، حالانکہ یہ عادتیں بچوں میں نقل کرنے کی رغبت پیدا کر دیتی ہے۔ پھر جیسے ہی ان کو موقع ملے وہ فوراً ان کی نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہوں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے۔
- اسی طرح جنسی بری عادتوں کا آغاز عورتوں کے کپڑوں اور ڈیزئنوں کی متعلقہ فیشن رسالوں اور کیٹالاگ سے بھی ہو سکتا ہے جو گھر میں ادھر ادھر لا پرواہی سے رکھ دیئے جاتے ہیں، اس لیے والدین اس پر بھی کڑی نظر رکھیں اور نگرانی کریں۔
- کچھ بچے محض اس وجہ سے جنسی پریشانیوں کا شکار ہو جاتے ہیں کہ انہیں گھر میں کوئی ایسی فلم مل جاتی ہے یا گھر کے بڑے

افراد میں سے کسی کا کوئی ایسا سامان مل جاتا ہے جو بے دھیانی میں پڑا رہ جاتا ہے، یا ٹی وی چینلز پر کوئی حیا سوز پروگرام دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے یا کیبل، نیٹ سروس جو تقریباً آج کل ہر گھر میں موجود ہے اس کے ذریعے کوئی بھی بچہ بآسانی مکمل جنسی فلمیں دیکھ سکتا ہے اور وہ اس بچہ کے لیے ہیجان خیزی کا باعث ہوتا ہے، اس لیے والدین کو چاہیے وہ ایسی چیزوں اور جگہوں پر خوب نگاہ رکھ لیا کریں۔

چوتھی بات: بچوں کو تنہا اور فارغ نہ رہنے دیں

1) بچہ یا بچی کسی بھی وقت جب والدین یا سرپرست کی نگرانی سے اوجھل ہوتے ہیں تو جنسی چھیڑ خانی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ مثلاً جب والدین گھر میں موجود نہ ہوں یا وہ کسی کام میں منہمک ہوں تو بچہ ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر کسی دوست کو گھر بلا لیتا ہے یا ہوم ورک کے بہانے یا کسی تجربے کو جواز بنا کر کسی کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو بدباطن اس کو پھسلا لیتا ہے۔

اسی طرح بچہ چھوٹی عمر میں عموماً اپنے ان قریب ترین افراد کے ہاتھوں اس کا نشانہ بنتا ہے جو کسی نگرانی کے بغیر اس کی دیکھ بھال کے ذمے دار ہوتے ہیں، مثلاً آیا ڈرائیور، نوکر یا گھر کے افراد جن کے پاس بچے کو خلوت میں چھوڑ دیا جاتا ہے، ہمسائیوں اور رشتے داروں کے بچوں کو بھی بسا اوقات ان کے ساتھ علیحدگی میں چھوڑ دیا جاتا، اس کے ساتھ اگر والدین یا بڑوں کی نگرانی کے بغیر ٹیلی وژن دیکھنے کی اجازت دے دی جائے تو جس طرح آج کل حیا سوز چینلز ہر ایک کی دسترس میں ہیں جو بلاخوف وخطر ہر طرح کے مناظر دکھاتے ہیں، بچوں کو اگر انہیں دیکھنے کا موقع مل جائے تو انہیں جب موقع ملے گا وہ فوراً ان مناظر کی نقل اتارنا شروع کریں گے۔

اسی طرح والدین بچوں کو گھر سے باہر بھی تنہا جانے سے منع کریں۔ اپنے بچوں کو اپنی غیر موجودگی میں ہمسائیوں کے گھر جانے سے منع کریں، بچوں کو اکیلے ڈرائیور کے ساتھ نکلنے کی اجازت نہ دیں، اور ساتھ جانے کی صورت میں بھی ہمیشہ پچھلی سیٹیں بچوں کے لیے مخصوص کریں بچوں کو آگے نہ بیٹھنے دیں۔

اسی طرح والدین بچوں کو قریبی رشتہ داروں کے ہاں رات گزارنے کی اجازت بھی نہ دیں، اس لیے کچھ خبر نہیں رات بھر خلوت میں نیٹ پر کیا دیکھتے ہیں، اس طرح چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جنسی چھیڑ خانی کے شکار ہوجاتے ہیں۔

نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں میں فراغت ایک مستحکم عادت بن جاتی ہے، کیوں کہ ابھی ابھی وہ کھیل کود کی عمر سے نکلے ہوتے ہیں اگر ان کو مفید کاموں، دین اور اخلاقیات کے امور میں مصروف نہ کیا جائے تو وہ صحیح راہ سے ہٹ کر انحراف کی راہ کے مسافر بن جائیں گے اور ایسے راستوں پر چل نکلیں جوان کو لامحالہ ذلت اور بداخلاقی کی منزل تک پہنچا دیں گے۔

پانچویں بات: بچوں کو جسمانی اور ایمانی لحاظ سے مضبوط بنائیں

- کمزور شخصیت کے مالک بچے سب سے زیادہ چھیڑ خانی کا شکار بنتے ہیں، کیوں کہ کمزور شخصیت کے مالک بچے عموما دھمکی کے زیر آثر آجاتے ہیں اور بد فعلی پر آمادہ ہوجاتے ہیں، اس لیے اپنے بچوں کو اپنا دفاع کرنا سکھائیں اور انہیں اس بات کا عادی بنائیں کی جوں ہی کوئی دوسرا انہیں تکلیف دینے کی کوشش کرے تو کمزور نہ پڑیں بلکہ سختی کے ساتھ مزاحمت کریں۔

بچے کو بہادری سیکھائیں اور قوت کا عادی بنائیں، اس کے اندر یہ جرات پیدا کریں کہ وہ کسی بھی بچے کو اپنا جسم چھونے کی اجازت نہ دے۔3 سال کی عمر ہی سے یہ باتیں اسے سمجھانا شرع کردیں۔

- اس کے ساتھ ساتھ بچے کے ضمیر میں دینی شعور بیدار کرنا چاہیے جوایک اندرونی محافظ کا کام کرے، وہ ہراس کام سے دور رہنے کی تلقین کرے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہواور اس کی نعمتوں کی غلط استعمال سے روکے، جیسے ہاتھ، آنکھ، زبان اور کان ہیں، ان تمام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع رہ کر استعمال کرے۔

6) جن بچیوں کی شادی ہونی ہے ان کو حساس مسائل (حرمت مُصاہرت) میں آگاہی دیں

- جسمانی خدمت/تنہائی: بیٹیاں سسر کی اور بیٹے ساس کی (اسی طرح بیٹی باپ کی، بیٹا ماں کی) جسمانی خدمت یعنی دبانے سے اور الوداعی یا استقبالی ملاقات کے وقت معانقہ کرے چومنے ،خلوت، تنہائی سے اور بلاضرورت سفر سے احتراز کریں۔

کیونکہ ذرا سی بے احتیاطی سے میاں بیوی ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتے ہیں۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ؛

انسانوں کے درمیان محرم رشتے تین طرح کے ہوتے ہیں۔

ایک نسب اور خون کے رشتے۔

دوسرے رضاعی اور دودھ کے رشتے۔

تیسرے سسرالی رشتے۔جیسے ساس سسر، سالی وغیرہ

اس تیسرے سسرالی رشتے داروں سے حرمت کو حُرمت مُصاہرت کہتے ہیں۔

حرمت مصاہرت جس طرح نکاح وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح زنا سے شہوت کے ساتھ چھونے سے اور شہوت کے ساتھ شرم گاہ کے داخل حصہ کو دیکھنے سے بھی ثابت ہوجاتی ہے۔

(اس کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں ہماری کتاب: حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول)

(3) علاقہ/محلہ کی اصلاح کا نظم

مدارس، مکاتب، عصر تعلیم گاہوں کے معلمین، معلمات، مساجد کے آئمہ وخطباء منتظمین بھی اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا ادراک کریں۔ جو تربیتی نظم گھر اور خاندان کے سرپرستوں کے لیے لکھا گیا ہے وہ بھی اس پر عمل کریں۔ یعنی اہل علاقہ اور اہل محلہ کے لیے حیاء کا نمونہ بنیں، ان کو حیاء کی دعوت دیں اور بے حیائی سے روک دیں۔ حیا وشرم سے متعلق بیانات کریں، اس موضوع پر تربیتی ورکشاپ کرائیں۔ خاص طور سے 14 فروری (ویلنٹائن ڈے) 8 مارچ (عالمی یوم خواتین) کے موقع پر خصوصی طور پر اسلام کے نظام حیا کو کھولیں، اس موقع پر حیا وشرم سے متعلق تربیتی نشستیں رکھیں۔ مساجد کے ائمہ حضرات وقتاً فوقتاً اس موضوع پر بیانات کرتے رہیں۔

(4) ارباب اختیار کی ذمہ داریاں

جسے اللہ تعالیٰ نے جس قدر اختیارات دیے ہیں وہ کسی ادارہ کے ہوں، یا حکومتی سطح کے ہوں، اسے چاہیے کہ حیا وشرم کی ترویج میں اپنے اختیارات کو استعمال کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔

(1) خدا کا خوف: اپنے ماتحتوں کی حیاء وشرم کے اعتبار سے تربیت کا معیاری منظم نظم بنا دیں، مسلسل اس کی محنت کرتے رہیں یہاں تک کہ لوگوں کی اس حد تک تربیت واصلاح ہو جائے کہ وہ طبعاً بے حیائی سے نفرت کریں اسے گناہ سمجھیں۔ اور ان کا ضمیر انہیں بے حیائی سے باز رکھیں۔

(2) لوگوں کا خوف: تمام وسائل کو بروکار لاتے ہوئے معاشرہ میں بے حیائی اور اس کے اسباب کی شناعت اور قباحت اتنی بیان کی جائے، اور اس اعتبار سے لوگوں کی اتنی ذہن سازی کی جائے کہ عام لوگ اسے معیوب سمجھیں بے حیائی کے مرتکب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں تاکہ جو لوگ خوف خدا نہ رکھتے ہوں وہ کم از کم لوگوں کے خوف کی وجہ ہی سے بے حیائی کے ارتکاب سے باز رہیں۔ جیسے جب ہرقل نے اپنے دربار میں ابوسفیان کو اپنے قریب بٹھا کر ان کے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میں ان سے محمد ﷺ کے متعلق چند سوالات کروں گا اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم اس کی جھوٹ کو ظاہر کر دینا اس پر ابوسفیان نے فرمایا تھا خدا کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں (حضور ﷺ کی دشمنی میں) ضرور جھوٹ سے کام لیتا۔ (بخاری، رقم: 7)

(3) سزا کا خوف: اسلامی سزاوں کا نفاذ ہو، جنسی مجرموں کو فی الفور سزائیں دینے کی آواز ہر جگہ بلند کی جائے اور سرعام انہیں سزا دی جائے۔ تاکہ مجرموں کو عبرت حاصل ہو اور جرائم پیشہ سوچ کے حامل لوگ سزا کے خوف سے جرم کرنے سے پہلے ہزار بار سوچیں۔

اگر انسانیت کے نام پر مجرموں کو اسلامی سزاوں میں ڈھیل دی جاتی رہی اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کی جاتی رہی تو قیامت تک یوں ہی جرائم بڑھتے رہیں گے اور ہوس پرستوں وحشی صفت درندوں سے نہ جانیں محفوظ رہیں گی نہ عزت آبرو۔

جیسے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک ایسا زمانہ گزر گیا اور میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ میں کس کے ساتھ لین دین کرتا ہوں اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام (یعنی خدا کا خوف، اندرونی تربیت) اسے میرے حق کے ادا کرنے پر مجبور کرتا اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کے حاکم اس کو دباتے اور ایمانداری پر مجبور کرتے۔ سزا کے اور قانون شکنی کے خوف سے وہ حق ادا کرتا حق تلفی نہ کرتا۔ (بخاری، رقم: 7086)

(4) مشکلات اور رکاوٹیں: بے حیائی اور اس کے اسباب میں ایسی رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کر دی جائیں کہ اگر کوئی ان کا ارتکاب بھی کرنا چاہے تو آسانی سے نہ کر سکے اس کے لیے عملی اقدام بہت مشکل ہو جائے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

یادداشت

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آیئے ہم ایک دوسرے کے مدد گار بنیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی قدر محترم جناب ______________ امید ہے کہ مزاج بخیر و عافیت ہوں گے

آپ اور آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ بہت خوشی ہوگی کہ آپ اس کتاب سے متعلق اپنی کوئی قیمتی رائے، کوئی تجویز اور مفید بات بتائیں۔

یقیناً آپ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر ان شاء اللہ تعالیٰ ادارے کی کتب کے معیار کو بہتر سے بہتر بنانے میں مددگار بنیں گے۔

امید ہے جس جذبے سے یہ گزارش کی گئی ہے، اسی جذبے کے تحت اس کا عملی استقبال بھی کیا جائے گا اور آپ ضرور ہمیں جواب لکھیں گے۔

☆ کورس کا تعارف کیسے ہوا؟

☆ کیا آپ نے اپنے محلہ کی مسجد، لائبریری یا مدرسہ/ اسکول میں اس کتاب کو وقف کر کے یا کسی رشتہ دار وغیرہ کو تحفہ میں دے کر علم پھیلانے میں حصہ لیا؟ نہیں تو آج ہی یہ نیک کام شروع فرمائیں

☆ کتاب پڑھ کر آپ نے کیا فائدہ محسوس کیا؟

☆ کتاب کی کمپوزنگ، جلد اور کاغذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

معمولی ہے ☐ بہتر ہے ☐ اعلیٰ ہے ☐

☆ کتاب کی قیمت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

سستی ہے ☐ مناسب ہے ☐ مہنگی ہے ☐

☆ کتاب کی تیاری میں مدد کرنے والوں اور پڑھنے والوں کے لیے دعائیں تو کرتے ہوں گے

ہاں ☐ نہیں ☐ کبھی کبھی ☐

دوران مطالعہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہو جائیں تو ان نمبروں پر میسج یا اطلاع فرمائیے:

0331-2607207 / 0331-2607204

{مفتی منیر احمد صاحب کی تالیفات ورسائل}

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
1	فہم ایمانیات	19	فہم جمعۃ المبارک
2	فہم محرم الحرام کورس	20	حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول
3	فہمِ صفر کورس	21	شادی مبارک
4	فہمِ شعبان کورس (شبّ براءت)	22	کامیاب گھرداری
5	فہمِ زکوۃ کورس	23	بیٹی مبارک ہو
6	فہمِ رمضان کورس	24	جذباتی رویوں سے ایسے بچیں
7	فہمِ حج وعمرہ کورس	25	سیرت کوئز لیول 1
8	فہمِ قربانی کورس	26	سیرت کوئز لیول 2
9	فہم دین کورس	27	حقوق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
10	فہمِ طہارت کورس	28	حدیث اور اُس کا درجہ کیسے پہچانیں
11	فہمِ نماز کورس	29	ڈپریشن، اسٹریس کے اسباب اور اُن کا حل
12	فہم حلال وحرام کورس	30	مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات
13	فہم مسائل حیض ونفاس	31	مالی معاملات اور شرعی تعلیمات
14	سخت بیماریوں، پریشانیوں کا یقینی علاج	32	مالی تنازعات اور ان کا حل
15	توبہ	33	فہم میراث
16	استخارہ	34	آسان علم النحو
17	مسنون اذکار	35	علم دین اور اس کے سیکھنے سکھانے کا صحیح طریقہ
18	فہم نکاح وطلاق	36	طبی اخلاقیات

جس میں آپ جانیں گے

- بے حیائی کے جن نتائج کے تصور سے بھی ہماری روحیں کانپتی ہیں ان کے اسباب گلے کا ہار کیوں؟
- بے حیائی کے بڑھتے ہوئے رجحانات سے معاشرے کو کیسے بچائیں؟
- بچوں کو جنسی بے راہ روی اور جنسی درندگی سے کیسے بچائیں؟
- حیاء کا مفہوم، اہمیت ضرورت اور حیاء کے 8 تقاضے کیا ہیں؟
- بے حیائی کا مفہوم، نقصانات، 8 بنیادی اسباب اور بے حیائی کے انسداد سے متعلق چند اہم تجاویز و تدابیر
- پردے اور حجاب سے متعلق غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ
- مخلوط تعلیم گاہوں میں پڑھنے کا حکم
- جوائنٹ فیملی سسٹم میں پردہ کیسے کریں؟
- عورتوں کے مرد ڈاکٹر سے علاج معالجہ، ان کے ملازمت کرنے کی حدود و قیود کیا ہیں؟
- کن رشتوں سے پردہ ہے، کن سے نہیں؟

Almuneer.pk AlmuneerOfficial Almuneer